سوال عوام کے
جواب امامؑ کے

لوگوں کے سوالات اور امام محمدؐ باقر علیہ السلام کے جوابات

تالیف:
حجۃ الاسلام علامہ احمد قاضی زاہدی گلپائیگانی

ترجمہ: حجۃ الاسلام علامہ مقصود علی ڈوگی قمی

سوال عوام کے جواب امامؑ کے

حجۃ الاسلام علامہ مقصود علی ڈوگی قمی

ادارے کی دیگر کتب

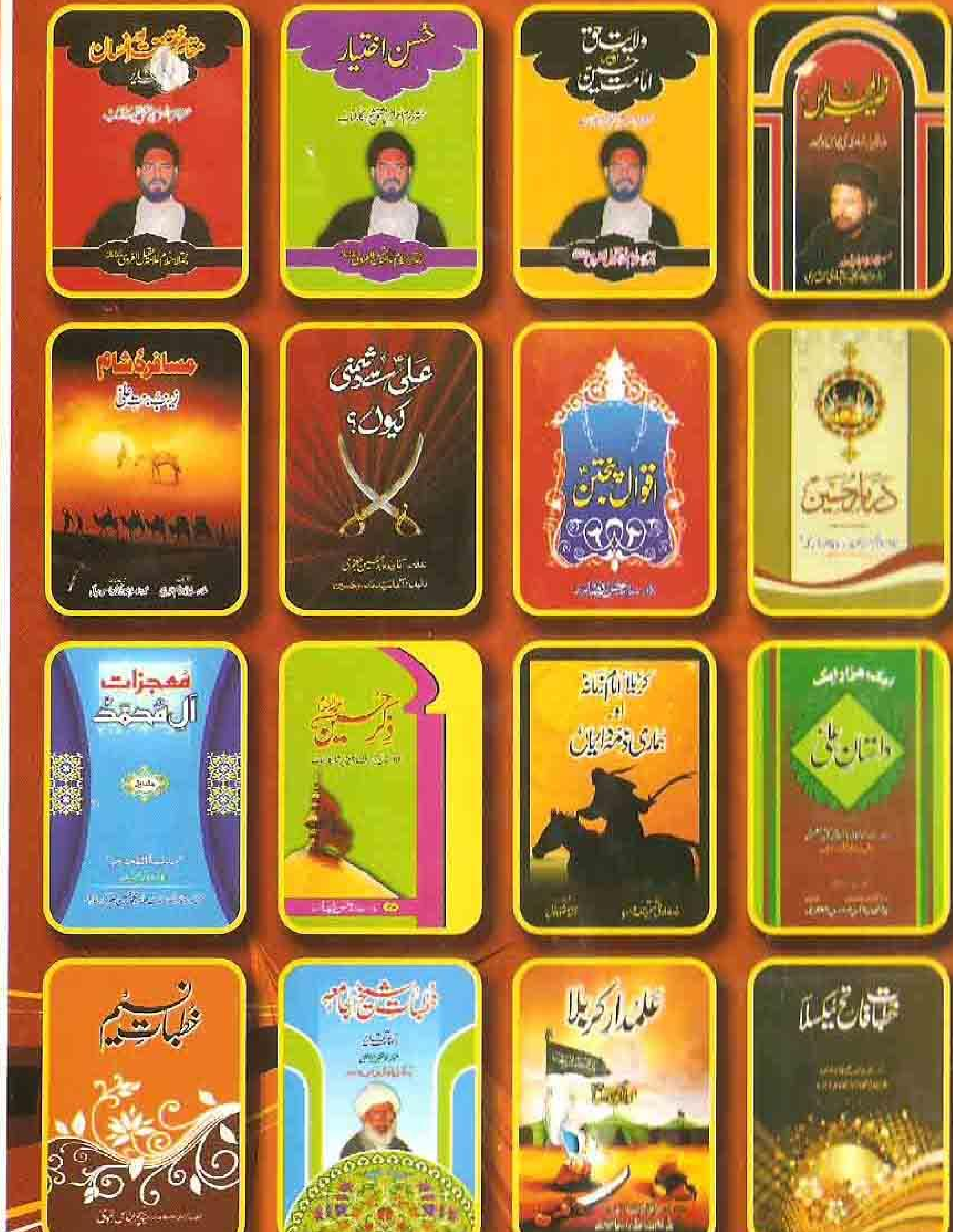

ادارہ منہاج الصالحین لاہور

سوال عوام کے

جواب امامؑ کے

لوگوں کے سوالات اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے جوابات

مؤلف:

حجۃ الاسلام علامہ

حاج شیخ احمد قاضی زاھدی گلپایگانی

مترجم

حجۃ الاسلام

والمسلمین: مقصود علی ڈومکی

پرنسپل مدرسہ خاتم النبیینؐ کوئٹہ

ناشر: ادارۂ منہاج الصالحین لاہور

جناح ٹاؤن ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

فون: 042-5425372

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

کتاب	:	سوال عوام کے جواب امامؑ کے
مولف	:	حاج شیخ احمد قاضی زاہدی گلپایگانی
مترجم	:	حجۃ الاسلام والمسلمین: مقصود علی ڈومکی
تصحیح ونظر ثانی	:	علامہ ریاض حسین جعفری (فاضل قم)
پروف ریڈنگ	:	غلام حبیب
اشاعت	:	اگست 2009ء
ہدیہ	:	200روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین لاہور

الحمد مارکیٹ۔ فرسٹ فلور۔ دکان نمبر ۲۰

اُردو بازار ○ لاہور- 042-7225252

التماسِ دعا

اے ابو جعفرؑ! اے محمدؑ بن علیؑ! اے امام باقرؑ! اے رسول اللہؐ کے فرزند! اے مخلوق پر خدا کی حجت! اے ہمارے مولاؑ و سردارؑ! ہم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپؑ کو وسیع اور شفیع قرار دیا اور آپؑ کی محبت کے دامن سے توسّل کیا اور اپنی حاجات کے لیے آپؑ کو وسیلہ قرار دیا۔ اے بارگاہِ خداوندی میں صاحبِ عزت! خدا کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرمائیں۔

پیشِ گفتار

تمام حمد و تعریف اس خدا کے لیے سزاوار ہے جس نے ہمیں یہ توفیق دی کہ حضراتِ معصومینؑ کے علوم کے بے کراں سمندر میں نظر کر کے، ان میں سے ایسے چند قطرے ''سوال عوام کے اور جواب امامؑ کے'' کے عنوان سے رشتہ تحریر میں لا کر، ہم اس عظیم دائرۃ المعارف کو، حضراتِ معصومینؑ کے قیمتی ارشادات کو علم و فضیلت اور علم و حکمت کے محققین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

واضح ہے کہ اس عظیم مجموعہ میں ہمارا مقصد ان روایات کی جمع بندی اور تنظیم ہے جو سوال و جواب کے طرز پر بیان ہوئی ہے، لہٰذا اگر کہیں قارئینِ محترم اس مجموعے میں ضعیف راویوں کی روایات یا مفہوم کے اعتبار سے جن روایات کو سمجھنا اور ہضم کرنا بعض لوگوں کے لیے مشکل ہو تو قارئین کرام مؤلف پر اعتراض کے بجائے ان نقائص کو نظر انداز کر دیں۔ پروردگارِ عالم احادیث مبارکہ کے سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی سب کو توفیق عطا فرمائے۔

آپ کے سامنے ''سوال عوام کے جواب امامؑ کے'' کے عنوان سے جو کتاب ہے وہ اس مجموعے کی ایک کاوش ہے۔ کتاب اصل میں عربی زبان میں ۱۴۱۸ء ھ ق کو شائع ہوئی لیکن فارسی دان حضرات کے لیے اس سے استفادہ ممکن نہیں تھا، اس لیے خزانۂ نور کی دو جلدوں میں آنے والی کتاب ''سوال عوام کے اور جواب امام صادقؑ کے'' جو کہ فارسی ترجمہ کے ہمراہ شائقین کی خدمت میں پیش کی گئی تو کئی احباب نے مطالبہ کیا کہ کتاب حاضر کا بھی ترجمہ کیا جائے تا کہ عام لوگ بھی بہ آسانی معصومینؑ کی دلنشیں بیانات سے استفادہ کر سکیں۔

اظہارِ تشکر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لله رب العالمين وصلى الله على سيدنا محمد وآله اجمعين سيّما الامام المبين الحجة القائم المنتظر المهدى عجل الله تعالىٰ وفرجه الشريف

يا ابا جعفر يا محمد ابن على ايها الباقر يابن رسول الله يا حجة الله على خلقه يا سيدنا مولانا انا توجهنا واستشفعنا وتوسلنا بك الى الله وقد مناك بين يدى حاجاتنا يا وجيها عندالله اشفع لنا عندالله

ای ابوجعفر! ای محمد بن علی! ای امام باقر! ای فرزند رسول خدا! ای حجتِ خدا بر خلق او! ای سیدما و مولای ما! مابه سوی خدا به تو رو آورده‌ایم و تورا شفیع قرار دادیم وبه دامنِ مهر تو توسل جستیم و برای حاجاتِ خود تورا پیش داشتم، ای آبرومند در گاهِ خدا! برای ما نزد خدا شفیع شود!

''اے ابو جعفر! اے محمدؑ بن علیؑ! اے امام محمد باقرؑ اے فرزند رسولؐ خدا، اے حجت خدا! اے ہمارے سردار اور ہمارے مولا! ہم آپؑ کے توسط سے خدا کی مخلوق پر، خدا کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپؑ کو شفیع قرار دیتے ہیں اور آپؑ کے دامنِ محبت (ومؤدت) سے توسل کرتے ہوئے اپنی حاجات آپؑ کے حضور پیش کرتے ہیں اے خدا کے حضور صاحب منزلت وفضیلت خدا کے حضور ہمارے لیے شفاعت کریں۔''

قارئین گرامی قدر! امام محمد باقر علیہ السلام اس انتساب وتوسل سے سرشار ہوتے ہوئے یقیناً ہمیں عربی، فارسی اور اُردو کے الہامی تعلق، لسانی ربط، تہذیبی میلان، تاریخی ملاپ اور تدریجی سفر کا احساس بھی ہو رہا ہوگا۔ ہمارے اس سہ لسانی سرِ آغاز سے ہمارے مقصود عربی، فارسی اور اُردو کا گہرا رشتہ واضح کرنا ہے۔ ہماری رائے میں عربی اور فارسی کی ہر کتاب کا اُردو میں منتقل ہونا ضروری ہے۔ خوش بو کا یہ سفر رواں دواں ہونا چاہیے اور علم و ادب کا یہ تسلسل جاری وساری رہنا چاہیے۔ بحمد اللہ ہم اس خوش بو اور تسلسل کے نہ صرف خواہاں ہیں بلکہ حسبِ استطاعت اس کو عملی صورت دینے اور مانع کو دور کرنے میں بھی مصروف ہیں۔ اب توفیق پروردگار سے حجۃ الاسلام والمسلمین احمد قاضی زاہدی گلپائیگانی کی کتاب ''اَسالۃ الناس واجوبۃ الباقر علیہ السلام'' کے فارسی ترجمہ ''پرسشہای مردم و پاسخہای امام باقرؑ'' مترجم محمد حسین رحیمیان کو سوال عوام کے جواب امامؑ کے'' نام سے ملبوس اُردو پہنا کر آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

مسلمانانِ عالم بالعموم اور مومنین عظام بالخصوص جانتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام تھے ہی علومِ الوہی کو کھول کر بیان کرنے والے۔ ہمارا عقیدہ بلکہ دعویٰ ہے کہ ان ہستیوں سے زیادہ علوم کا بیان کرنے والا کوئی ہو ہی نہیں سکتا...... یہ کتاب بارہ فصلوں پر مبنی ہے اور ان میں سینکڑوں قرآنی آیات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ کتاب ہذا علم کا سمندر اور ہر طرح کے عوامی سوالوں کے شافی جوابات لیے ہوئے ہیں۔ اس کا اُردو ترجمہ بہت ضروری بھی تھا اور ہماری مجبوری بھی۔ اس کارِ خیر کے لیے ہم نے حجۃ الاسلام مولانا مقصود علی ڈوگی صاحب کی خدمت حاصل کیں اور اُردو ترجمہ کروا کر بعد از تصحیح وتزئین آپ کی خدمات میں پیش کرنے کی سعادت حصول کر رہے ہیں۔ بقول شاعر مفتخر ہیں۔

جو باقر العلوم کی خدمت میں آ گیا
پل بھر میں اپنا بگڑا مقدر بنا گیا
ہم شکل مصطفےٰؐ بھی ہیں ہم نام مصطفےٰؐ
ان کو تبھی محمد ثانی کہا گیا
عصمت کے آسمان کے ستارے ہیں ساتویں
اور پانچویں امام کا منصب دیا گیا
دونوں طرف سے ہاشمی وکاظمی ہیں یہ
حسینؑ کے وجود کو یکجا کیا گیا
ہادی بھی ہیں امین بھی ہیں اور شبیہہ بھی
اس طرح اور کس کو جہاں میں چنا گیا
کرب و بلا سے لے کے بقیع تک گواہ ہے
ان سے عجیب کارِ ہدایت لیا گیا
مظہر مجھے ہے ناز میں اُن کا غلام ہوں
میں بھی صراطِ باقر و شاکر کو پا گیا

واقعی یہ بڑے فخر و ناز کا مقام ہے اور صراطِ باقرؑ ہی مکتبِ طہارت ہے۔ یہی راہ ولایت ہے اور یہی سبیلِ امامت...... یہی صراطِ مستقیم ہیں، یہی انعمت علیہم ہیں، یہی اولوالامرِ منکم ہیں اور یہی امام و نورِ مبین ہیں۔

آیئے امام باقر علیہ السلام کے نورِ تعلیم سے استفادہ کیجئے، معرفتِ حق حاصل کیجئے، اعمالِ صالح انجام دیجئے اور امامِ وقتؑ کے انقلاب کے لیے زمینہ فراہم اور سطح ہموار کیجئے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ذکرِ اہلِ بیتؑ بھی علمِ اہلِ بیتؑ ہی ہے جس سے عقائد سنورتے ہیں، اصول نکھرتے ہیں، فروع پنپتے ہیں، گلزارِ عمل مہکتے ہیں اور مقدر چمکتے ہیں۔ بقولِ مظہر:

جس جگہ یہ ذکر ہو وہ جگہ حرم بنے
بیٹھ کر یہیں کہیں ذکرِ اہلِ بیتؑ کر
بخدا سعادت ہے یہ بڑی عبادت ہے
گھوم کر زمین زمین ذکرِ اہلِ بیتؑ کر
زندگی کا کیا پتا موت سے ہے واسطہ
چھوڑ نقش آخریں، ذکرِ اہلِ بیتؑ کر

کتاب ہذا کی چاپ خوانی کے لیے غلام حبیب اور ادارتِ فنی کے سلسلے میں ہم نورِ چشم معصومہ بتول جعفری کو شاباش دیے اور تعریف و توصیف کیے بغیر نہیں رہ سکتے جو اس کارِ خیر کو انجام دینے میں ہماری معاون ثابت ہوئے۔

ناشرِ علوم آلِ محمدؐ
ریاض حسین جعفری القمی

فہرستِ ابواب

باب اوّل

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے بعض معجزات، کرامات اور علوم و معارف کے متعلق پوچھے گئے سوالات کے جوابات — 11

باب دوم

حضرت امام مہدیؑ کی ولادت، دورانِ غیبت، ظہور کی علامتوں اور سیرتِ طیبہ کے متعلق سوالات — 27

باب سوم

موت، برزخ، قیامت اور معاد سے متعلق سوالات — 46

باب چھارم

قرآنِ کریم اور بعض آیاتِ کریمہ کی تاویل کے متعلق سوالات پر مشتمل ہے — 75

باب پنجم

اعمال، فضائل اور رذائلِ اخلاق سے متعلق سوالات — 94

باب ششم

فروعِ دین اور احکام کے متعلق سوالات — 118

باب ھفتم

ایمان، کفر، شرک اور اس کے درجات کے متعلق سوالات 135

باب ھشتم

صحت، طب اور سلامتی کے متعلق سوالات 144

باب نھم

تاریخ اور طبیعت کے متعلق سوالات 150

باب دھم

پروردگارِ عالم کے وجود، توحید 155
اور اسماء وصفات سے متعلق سوالات

باب گیارھواں

انسانی خلقت، دین انبیائے کرام 177
اور پیغمبر اسلامؐ کے متعلق سوالات

باب بارھواں

امامت اور اس کی ضرورت کے متعلق سوالات 228
اور آئمہ معصومینؑ کے بعض فضائل

باب اوّل

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے بعض معجزات، کرامات
اور
علوم ومعارف کے متعلق پوچھے گئے سوالات کے جوابات

سوال: جناب ابو بصیرؒ کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: کیا آپؑ رسول اللہؐ کے وارث ہیں؟

جواب: امامؑ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں!

سوال: میں نے عرض کیا: رسول اللہؐ تمام انبیاءؑ کے وارث تھے اور ان سب کا علم آپؑ کی ذات گرامی میں جمع ہے؟

آپؑ: امام نے فرمایا: جی ہاں!

سوال: میں نے عرض کیا: تو کیا آپ مردہ کو زندہ کر سکتے ہیں اور اندھے اور کوڑھ کو شفا دے سکتے ہیں؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: جی ہاں، اللہ کی اجازت سے۔ اس موقع پر مجھے فرمایا: نزدیک آؤ، میں آپؑ کے قریب ہوا۔ آپؑ نے اپنا ہاتھ مبارک میری آنکھوں پر پھیرا۔ میں نے سورج، آسمان، زمین اور گھر کی تمام اشیاء کو دیکھا۔

آپؑ نے فرمایا: کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی آنکھیں بینا رہیں اور تم عام لوگوں کی طرح زندگی گزارو اور روز قیامت تم سے دوسرے لوگوں کی طرح حساب

وکتاب لیا جائے یا یہ کہ پہلے کی طرح نابینا رہو اور جنت میں تمہارا گھر ہو؟

ابو بصیر نے عرض کیا: مولاؑ میں پہلے کی طرح نابینا رہنا پسند کرتا ہوں۔

امام نے دوبارہ اپنا مبارک ہاتھ میری آنکھوں پہ پھیرا اور میں پہلے کی طرح ہوگیا۔علی کہتے ہیں: میں نے جب یہ واقعہ ابن ابی عمیر سے بیان کیا تو ابن ابی عمیر نے جواباً کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کی یہ سچا واقعہ ہے جس طرح دن روشن ہے اور حقیقت رکھتا ہے۔

سوال: ایک مرفوعہ حدیث میں علی بن معبد کہتے ہیں: حبابہ والبیہ حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپؑ نے فرمایا: اے حبابہ! ایک عرصہ سے آپ کو نہیں دیکھا؟ حبابہ نے عرض کیا: میرے سر کے بال سفید ہوگئے ہیں جس کے باعث غم اور پریشانی بڑھ گئی ہے۔

جواب: آپؑ نے ارشاد فرمایا: حبابہ مجھے دکھاؤ، حبابہ قریب آکر سر کے سفید بال دکھائے۔امام نے اپنا ہاتھ مبارک حبابہ کے سر پہ رکھا پھر فرمایا: ان کے لیے آئینہ لاؤ۔ جب آئینہ لایا گیا تو میں نے دیکھا کہ میرے سر کے سب بال سیاہ ہو چکے تھے۔میں بے حد خوش ہوئی۔امامؑ میرے خوش ہونے پر مسرور ہوئے۔

سوال: محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں تھا کہ اچانک دو کبوتر اترے اور انہوں نے اپنی زبان میں گفتگو شروع کی تو امام محمد باقرؑ نے ان کا جواب بیان کیا۔ پھر وہ پرواز کرتے ہوئے دیوار پہ گئے۔وہاں کچھ دیر نر کبوتر نے مادہ سے صحبت کی، پھر پرواز کرتے ہوئے دونوں چلے گئے۔میں نے عرض کیا: قربان جاؤں ان دو کبوتروں کا کیا معاملہ تھا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جتنی بھی زندہ مخلوق پیدا کی ہے چاہے وہ جانور ہو یا پرندے وہ سب ہمارے فرمانبردار ہیں۔اور وہ اولادِ آدمؑ سے زیادہ ہماری

اطاعت کرتے ہیں۔یہ نر کبوتر اپنے مادہ کے متعلق بدگمانی رکھتا تھا۔مادہ کبوتر نے اپنی پاکدامنی ثابت کرنے کیلئے جتنی قسمیں اُٹھائیں نر کو اس پہ یقین نہیں آتا تھا یہاں تک کہ اس نے کہا کیا تم اس بات پہ راضی ہو کہ حضرت امام محمد باقرؑ ہمارے درمیان فیصلہ کریں؟ نر کبوتر نے مان لیا۔میں نے اسے کہا کہ تو نے مادہ کبوتر کے متعلق بدگمانی کر کے اس پر ظلم کیا جبکہ وہ سچ کہتی ہے تو اس نے میری بات مان لی۔

سوال: محمد بن مسلم کہتے ہیں: میں اپنے مولا امام محمد باقرؑ کے ہمراہ مکہ سے مدینہ جا رہا تھا۔ مین گدھے پر سوار تھا جبکہ امامؑ خچر پر۔اچانک پہاڑ کی بلندی سے ایک بھیڑیا آیا اور امامؑ کی خدمت میں حاضری دی۔امامؑ نے اپنے خچر کو روکا۔بھیڑیئے نے قریب آکر اپنے ہاتھ زین پر رکھے اور اپنی گردن کو اوپر کیا۔امام محمد باقرؑ نے بھی اپنا سرمبارک نیچے کیا۔کچھ دیر بھیڑیئے کی باتیں سننے کے بعد ارشاد فرمایا: چلے جاؤ تمہارا کام ہوگیا۔بھیڑیا دوڑتا ہوا واپس گیا۔

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں میں نے عجیب وغریب چیز دیکھی؟

امامؑ نے فرمایا: تم سمجھے کیا کہہ رہا تھا؟

میں نے عرض کیا: اللہ اس کا رسولؐ اور فرزندِ رسول اللہؐ بہتر جانتے ہیں۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: بھیڑیا کہہ رہا تھا: اے فرزند رسول اللہؐ میری بیوی اس پہاڑ میں ہے اور اس پر بچے کی پیدائش دشوار ہوئی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اسے نجات مل جائے اور میری نسل سے کوئی بھیڑیا آپؑ کے شیعوں کو نقصان نہ پہنچائے۔میں نے اسے بتایا کہ تیرا کام کر دیا۔

یہی روایت محمد بن مسلم نے بھی نقل کی ہے۔وہ کہتے ہیں: حسن بن علی ابی حمزہ نے یہ روایت حضرت امام جعفر صادقؑ سے نقل کی ہے۔جس کے آخر میں یوں ہے کہ امامؑ بھیڑیئے کے حق میں دعا کرنے کے بعد اپنے باغ کو روانہ ہوئے جہاں آپؑ نے

ایک ماہ تک قیام فرمایا۔ واپسی پر وہی بھیڑیا اپنے مادہ (بیوی) اور بچے کے ہمراہ راستے میں حاضر ہوا، اور اپنی زبان میں حضرت صادق آلِ محمدؑ سے مخاطب ہوا۔ آپؑ نے بھی انہی کی زبان میں انہیں جواب دیا۔

اس کے بعد امامؑ نے فرمایا: اس نے بچہ جنا، یہ ہمارے اور آپ کیلئے دعا کر رہے تھے۔ میں نے بھی ان کے واسطے نیک دعا کی۔ اور میں نے انہیں حکم دیا کہ میرے شیعہ اور اہلِ بیتؑ کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ انہوں نے اس بات کی ضمانت دی۔

سوال : جابرؓ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں ضرورت مند ہوں میری مدد کیجئے۔

جواب : امامؑ نے فرمایا: جابرؓ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔ تھوڑی دیر بعد کمیت شاعر نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا: مولاؑ آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں ایک قصیدہ پڑھوں؟

امامؑ نے فرمایا: پڑھو۔

کمیت نے اپنے اشعار پڑھے۔ امامؑ نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ دوسرے کمرے سے پیسوں کی ایک تھیلی لا کر کمیت کو دے دیں۔

کمیت نے عرض کیا: مولاؑ اگر اجازت ہو تو دوسرا قصیدہ پڑھوں؟

امامؑ نے فرمایا: پڑھو۔

کمیت نے قصیدہ پڑھا۔ امامؑ نے دوبارہ غلام کو حکم دیا اور وہ پیسوں سے بھری تھیلی لے آیا جو اس نے کمیت کے حوالے کی۔

کمیت نے عرض کیا: آقاؑ! اجازت ہو تو تیسرا قصیدہ پڑھوں؟

امامؑ نے فرمایا: پڑھو۔

کمیت نے قصیدہ پڑھا ہے غلام نے ایک مرتبہ پھر امامؑ کے حکم پر دوسرے کمرے سے پیسوں کی تھیلی لا کر کمیت کے حوالے کر دی۔

کمیت نے عرض کیا: قربان جاؤں میری آپؑ سے محبت دنیا کے پیسوں کے باعث نہیں اور ان قصیدوں کے پڑھنے کا مقصد فقط رسول اللہ کی عنایت، کرم اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے مودّت اہل بیتؑ کے بارے میں موجود حکم پر عمل کرنا ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے ان کیلئے دعا کی اور غلام سے فرمایا: یہ تھیلیاں واپس اسی جگہ رکھ دو۔

جابرؓ کہتا ہے: میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ امامؑ نے مجھے فرمایا تھا کہ میرے پاس ایک درھم بھی نہیں جبکہ ابھی ابھی تیس ہزار درھم انہوں نے کمیتؓ کو دیئے۔

کمیتؓ اپنے جگہ سے اُٹھے اور رخصت لے کر چلے گئے۔ میں نے عرض کیا: قربان جاؤں آپ نے تو فرمایا تھا: میرے پاس ایک درھم بھی نہیں جبکہ اس کے بعد آپؑ نے کمیتؓ کو ۳۰ ہزار درہم دیئے؟

امامؑ نے فرمایا: جابر اٹھو اور جا کر اس کمرے کو دیکھو!

جابر نے دوسرے کمرے میں جا کر دیکھا تو وہاں کچھ نہیں تھا، اور وہ واپس آیا۔

امامؑ نے فرمایا: اے جابر! ہم خدا تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت میں سے جو چھپاتے ہیں وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جس کا ہم اظہار کرتے ہیں۔

اس وقت امامؑ نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم کمرے میں داخل ہوئے۔ آپؑ نے اپنا پیر مبارک زمین پر مارا تو اونٹ کے گردن کی طرح سونے کا ذخیرہ باہر نکلا، امامؑ نے فرمایا: جابر! اسے دیکھو اور کسی پہ یہ راز فاش نہ کرو سوائے قابلِ اعتماد دوستوں کے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ طاقت دی ہے کہ ہم زمین کی مہار پکڑ کر جہاں چاہیں اسے لے جائیں۔

سوال : محمد بن مسلم کہتے ہیں: ایک صحراء نشین عرب نے مسجد کے دروازے پہ کھڑے ہو کر غور سے مسجد کے اندر دیکھا، جب اس کی نگاہ امام محمد باقرؑ پر پڑی تو وہ اونٹ سے نیچے اترا، اس نے اونٹ کو باندھا اور مسجد میں داخل ہو کر دو زانو ہو کر بیٹھ گیا۔ وہ جبہ

پہنے ہوئے تھا۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟

کہنے لگا: انتہائی دور سے آیا ہوں۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: زمین اس سے کہیں وسیع ہے کہ تو اپنے علاقے کو دور ترین علاقہ قرار دو، بتاؤ کہاں سے آئے ہو؟

سوال: کہنے لگا: احقاف سے کہ جہاں قومِ عاد رہائش پذیر تھی۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: وہاں بیری کا ایک درخت ہے تم نے دیکھا ہوگا کہ جب تاجر حضرات کا وہاں سے گذر ہوتا ہے۔ تو اس درخت کے سائے میں آرام کر لیتے ہیں؟

سوال: عرض کیا: آپؑ کو کیسے اس درخت کے متعلق پتہ چلا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اس درخت کی تفصیلات ہمارے پاس موجود کتاب میں ذکر ہوئی ہیں۔ تم بتاؤ کہ تم نے اور کیا کچھ دیکھا؟

کہنے لگا: میں نے ایک گہرا تاریک گڑھا دیکھا۔

سوال: امامؑ نے فرمایا: کیا تمھیں اس گڑھے کا نام معلوم ہے؟

جواب: عرض کیا: خدا کی قسم میں نہیں جانتا۔

سوال: امامؑ نے فرمایا: اس جگہ کا نام برہوت ہے کہ جہاں تمام کفار کی ارواح ہوتی ہیں۔

امامؑ نے پوچھا: اور کہاں جانا ہوا؟

عرب آدمی کوئی بات نہ کر سکا۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: تم ایسے لوگوں کے پاس پہنچے کہ جن کے پاس اپنی بھیڑوں کے دودھ کے سوا کھانے پینے کا کوئی سامان نہ تھا۔ اس وقت امامؑ نے آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا: خدایا! اس پر لعنت بھیج، مسجد میں موجود لوگوں نے عرض کی: قربان جائیں آپؑ کس پر لعنت کر رہے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: قابیل پر کہ جس پر سورج کی آگ اور شدید سردی سے عذاب

نازل ہو رہا ہے۔ اس موقعہ پر ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ امامؑ باقر نے پوچھا: تم نے جعفرؑ کو دیکھا؟ (یعنی اپنے بیٹے امام جعفر صادقؑ کے متعلق پوچھا)۔

عرب نے پوچھا: یہ جعفرؑ کون ہے؟ جن کے متعلق آپؑ پوچھ رہے ہیں۔

لوگوں نے عرض کیا: آپؑ کے بیٹے کا نام ہے۔

کہنے لگا: سبحان اللہ اس شخص کا نام کتنا عجیب ہے کہ آسمان کی خبریں جاننے کے باوجود بیٹے کے متعلق پوچھ رہا ہے کہ وہ کہاں ہے؟

سوال: ابو بصیرؒ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں امام محمد باقرؑ کی بارگاہ میں حاضر ہوا لوگ آجا رہے تھے۔ امامؑ نے فرمایا: لوگوں سے پوچھو مجھے دیکھ رہے ہیں؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ نہیں جبکہ امامؑ وہیں کھڑے تھے۔ یہاں تک کہ ابوہارون مکفوف (نابینا) مسجد میں داخل ہوا۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: ان سے پوچھیے۔

میں نے کہا: کیا آپ نے امام محمد باقرؑ کو دیکھا ہے؟

کہنے لگے: کیا نہیں دیکھتے آپ سامنے تشریف فرما ہے؟

میں نے کہا: تمہیں کیسے پتہ چلا؟

کہنے لگا: کیسے پتہ نہ ہو، جبکہ آپؑ درخشندہ نور ہیں۔

سوال: ابو بصیر کہتے ہیں: اسی اثناء میں امامؑ نے آفریقہ سے آئے ہوئے شخص سے پوچھا: راشد کا کیا حال ہے؟

جواب: افریقی شخص نے کہا: وہ ٹھیک تھے اور آپؑ کو سلام عرض کر رہے تھے۔ امامؑ نے فرمایا: اللہ ان پر رحمت کرے۔

سوال: افریقی شخص نے عرض کیا: کیا راشد فوت ہو گئے ہیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جی ہاں!

عرض کیا: کب؟

امامؑ نے فرمایا: آپ کی روانگی کے دو دن بعد۔

کہنے لگا: خدا کی قسم نہ وہ بیمار تھا اور نہ ہی اسے کوئی تکلیف تھی۔

امامؑ نے فرمایا: کیا ضروری ہے کہ بیماری میں مرے؟

ابوبصیر نے عرض کیا: مولاؑ! وہ شخص کون تھا؟

امامؑ نے فرمایا: ہمارے شیعوں اور محبوں میں سے تھا۔

پھر فرمایا: تم سمجھتے ہو کہ تمہیں کوئی دیکھنے والا نہیں ہے جو تمہاری باتیں سنے، تمہارا غلط خیال ہے۔ خدا کی قسم تمہارے عمل میں سے کوئی چیز ہم سے مخفی نہیں ہے جان لو کہ ہم ہمیشہ تم پر نگاہ رکھتے ہیں۔ تمہاری کوشش ہونی چاہیے کہ خود کو نیک کاموں کا عادی بناؤ تا کہ اسی نیکی سے پہچانے جاؤ۔ میں اپنی اولاد اور شیعوں کو نیک کردار اختیار کرنے کی تاکید کرتا ہوں۔

سوال ابوعتیبہ کہتے ہیں: میں امام محمد باقرؑ کی خدمت میں تھا کہ ایک شخص نے داخل ہو کر عرض کیا: میرا شام سے تعلق ہے آپ اہل بیتؑ سے مودت رکھتا ہوں اور آپؑ کے دشمنوں سے بیزار ہوں، جبکہ میرے والد بنوامیہ سے عقیدت رکھتے تھے ان کے پاس بے انتہا دولت تھی، میرے سوا ان کی کوئی اولاد بھی نہ تھی وہ فلسطین کے شہر رملہ میں رہائش پذیر تھے۔ ان کا ایک باغ تھا جہاں وہ اکیلے آمد و رفت رکھتا تھا۔ باپ کی وفات پر میں نے جتنی کوشش کی ان کی دولت کا پتہ نہ چل سکا، مجھے یقین ہے کہ اس نے اپنی دولت کو مجھ سے چھپانے کیلئے کہیں دفن کر دیا ہے۔

سوال: امامؑ نے فرمایا: کیا اپنے باپ کو دیکھنا چاہتے ہو کہ خود ہی اس سے پوچھ لو؟

جواب: عرض کیا: جی ہاں۔ قسم بخدا میں غریب اور محتاج ہوں۔

امامؑ نے ایک خط لکھا۔ اس پہ مہر لگائی، پھر فرمایا: یہ خط لے کر آج رات جنت

البقیع چلے جانا۔ جب وہاں پہنچو تو درمیان میں کھڑے ہو کر درجان نامی شخص کو پکارنا۔ عمامہ (پگڑی) پہنے ایک شخص آئے گا۔ یہ خط اس کے حوالے کر کے کہنا کہ مجھے حضرت محمد بن علی بن الحسینؑ نے بھیجا ہے۔ وہ شخص تمہارے باپ کو لے کر آئے گا، تم جو چاہتے ہو اس سے پوچھ لینا۔ وہ شخص خط لے کر چلا گیا۔

ابوعتیبہ کہتے ہیں: اگلی صبح میں امام محمد باقرؑ خدمت میں حاضر ہوا تا کہ اس شخص سے حال پوچھوں، میں نے دیکھا کہ وہ امامؑ کے دروازے پہ کھڑا ہے اور اجازت کے انتظار میں ہے۔ اجازت لے کر ہم گھر میں داخل ہوئے۔

کہنے لگا: خدا بہتر جانتا ہے کہ کسے علم عطا کرے۔ گزشتہ رات میں گیا اور آپؑ کے حکم کے مطابق عمل کیا۔ اس شخص نے آ کر کہا کہ یہیں ٹھہرو تا کہ میں تیرے باپ کو لے کر آؤں۔ اچانک ایک کالے چہرے والے شخص کو لا کر کہا کہ یہ تیرا باپ ہے۔

میں نے کہا: یہ میرا باپ نہیں ہے۔

کہنے لگا: آگ کے شعلوں، جہنم کے دھویں اور دردناک عذاب نے ان کے چہرے کا رنگ بدل دیا ہے۔

میں نے پوچھا: کیا آپ میرے باپ ہیں؟

کہنے لگا: جی ہاں۔

میں نے پوچھا: پھر آپ کا چہرا کیوں بدلہ ہوا ہے؟

کہنے لگا: بیٹے میں بنوامیہ سے محبت رکھتا تھا اور انہیں آلِ رسولؐ سے بڑھ کر چاہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سبب سے عذاب میں مبتلا کیا ہے۔ لیکن تم آلِ رسولؐ سے محبت رکھتے تھے اس لئے میں تجھ کو ناپسند کرتا تھا۔ اسی لئے میں نے اپنی دولت کو تجھ سے پوشیدہ رکھا لیکن اب میں شرمندہ ہوں۔ میرے اس باغ میں جا کر زیتون کے درخت کے نیچے کھدائی کر کے پیسے نکال لو۔ کل ایک لاکھ درہم ہوں گے، ان میں سے

پچاس ہزار درہم امام محمد باقرؑ کی خدمت میں پہنچا دو جبکہ بقیہ پچاس ہزار درہم اپنے پاس رکھ لو۔

اس کے بعد شامی شخص نے عرض کی: اب مجھے اجازت دیجئے کہ وہاں جا کر آپ کے پیسے لادوں۔

ابوعتیبہ کہتے ہیں: ایک سال بعد میں نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ اس شخص کا کیا ہوا؟

امامؑ نے فرمایا: وہ شخص میرے لئے پچاس ہزار درہم لایا تھا۔ مجھ پہ کچھ قرض تھا وہ ادا کیا اور خیبر کے علاقے میں کچھ زمین خریدی اور میں نے اپنے خاندان کے کچھ غریبوں کی مدد کی۔

سوال: جابر جعفی کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقرؑ کے ہمراہ حج کے سفر پہ جا رہا تھا۔ راستے میں دو کبوتر آئے اور سواری کی زین پر بیٹھ کر ترنم سے بولنے لگے۔ میں انہیں پکڑنے کے لیے آگے بڑھا تو امامؑ نے پکارا، اے جابر! چھوڑ دو، یہ ہم اہلِ بیتؑ کی پناہ میں آئے ہیں۔

سوال: میں نے عرض کیا: انہیں کیا شکایت ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ان کی شکایت یہ ہے کہ تین سال سے اس پہاڑ میں انڈے دیتے ہیں، مگر ایک سانپ ان کے چوزے کھا جاتا ہے، انہوں نے مجھ سے التجا کی کہ میں دعا کروں کہ سانپ مر جائے، میں نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو مار دیا۔

پھر ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ سحر ہونے لگی، آپؑ نے فرمایا: اے جابر! اُتر جاؤ۔ میں نے محمل سے اُتر کر اونٹ کی مہار کو پکڑا۔ امامؑ بھی نیچے اترے اور راستے سے دور روانہ ہوئے پھر وہاں ایک طرف موجود ریتلے باغ کی جانب گئے۔ آپؑ وہاں سے اس حالت میں واپس لوٹے کہ آپ کنکریوں کو دور کرتے اور فرماتے تھے: پروردگار!

ہمیں سیراب کرو اور ہمیں پاکیزہ کرو۔ یہاں تک کہ ریت کے درمیان اچانک ایک سفید پتھر ظاہر ہوا۔ آپؑ نے اسے توڑا تو وہاں سے اُبلتا ہوا صاف پانی کا چشمہ نمودار ہوا۔ امامؑ نے وضو فرمایا اور ہم نے اس سے پانی پیا۔ پھر ہم روانہ ہوئے: صبح کے وقت ہم ایسے قصبے میں پہنچے جہاں کھجور کا درخت تھا۔ آپؑ اس خشک درخت پر چڑھ گئے اور فرمایا: اے درخت! جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھ میں رکھا ہے، ہمیں کھلا دے۔ اچانک ہم نے دیکھا کہ درخت میوہ دار ہوکر نیچے ہوا، اور ہم اس کے میوہ کھا کر سیر ہوئے۔ وہاں ایک عرب موجود تھا کہنے لگا: میں نے آج تک ایسا جادو کبھی نہیں دیکھا۔

امامؑ نے فرمایا: اے عرب! ہم اہل بیتؑ پر جھوٹی تہمت نہ لگاؤ، سحر اور جادو سے ہمارا کوئی تعلق نہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے اسماء کا علم عطا کیا ہے جن کے وسیلے سے ہم درخواست کرتے ہیں اور ہمیں عطا ہوتا ہے۔ ان اسمائے مبارکہ کو ہم پکارتے ہیں تو جواب ملتا ہے۔

سوال: عباد بن کثیر بصری کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: مولاؑ! مومن کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟

امامؑ نے میرے سوال پر کوئی توجہ نہ دی، یہاں تک کہ میں نے تین مرتبہ یہی سوال دہرایا۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: مؤمن پہ خدا کا حق یہ ہے کہ اگر اس درخت سے کہے ادھر آ تو درخت چلا آئے۔

عباد کہتا ہے: میں نے جب سامنے موجود کھجور کے درخت کو دیکھا تو خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ وہ اپنی جگہ چھوڑ کر روانہ ہوا ہے۔ امامؑ نے اشارہ کر کے فرمایا: اے درخت! ٹھہر جا میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا۔

سوال: جابر کہتے ہیں کہ ہم تقریباً پچاس آدمی امام محمد باقرؑ کی خدمت میں موجود تھے

کہ اچانک کثیر النوا نامی شخص داخل ہوا۔ وہ مغیریہ کے ٹولے سے تھا۔ سلام کر کے بیٹھ گیا، کہنے لگا: مغیرہ بن نعمان نے کوفہ میں دعویٰ کیا ہے کہ آپؑ کے پاس ایک فرشتہ ہے جو آپؑ کو مومن اور کافر نیز آپؑ کے شیعوں اور دشمنوں کے متعلق آگاہ رکھتا ہے۔

امامؑ نے پوچھا: تم کیا کام کرتے ہو؟

کہنے لگا: میں گندم بیچتا ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: تم جھوٹ بول رہے ہو۔

کہنے لگا: کبھی کبھی جو بھی بیچتا ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: جھوٹ کیوں بولتے ہو تم کھجور بیچتے ہو۔

کہنے لگا: آپؑ کو کیسے پتا چلا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اسی فرشتے نے، جو مجھے میرے شیعوں اور دشمنوں کے متعلق بتاتا ہے کہ تم اس دنیا سے پاگل ہو کر مر جاؤ گے۔

جابر جعفیؒ کہتے ہیں: جب ہم کوفہ واپس لوٹے تو اس شخص کے متعلق تحقیق کی۔ ایک بوڑھی خاتون نے ہمیں بتایا کہ تین دن پہلے وہ پاگل ہو کر مر گیا۔

سرکار علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں: مغیرہ اس ٹولے کو کہا جاتا ہے جو مغیرہ بن سعید کے پیروکار تھے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ امام محمد باقرؑ کے بعد امامت محمد بن عبداللہ بن حسن کو پہنچی ہے اور یہ کہ وہ زندہ ہے مرا نہیں ہے۔

سوال: ابوبصیر نے امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کیا:

ما اکثر الحجیج واعظم الضجیج

"حاجی کتنے زیادہ ہیں اور ہر طرف شور مچا ہے؟"

جواب: امامؑ نے فرمایا:

بل ما اکثر الضجیج و اقل الحجیج

"شور بہت زیادہ ہے جبکہ حاجی بہت کم ہیں۔"

کیا چاہتے ہو کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اس کی صداقت تک پہنچو؟

اس وقت امامؑ نے میری آنکھوں پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا اور دعا پڑھی کہ میری آنکھیں بینا ہو گئیں۔ فرمایا: ابوبصیرؒ! اب حاجیوں کو دیکھو۔ جب میں نے دیکھا کہ زیادہ تر لوگ بندر اور خنزیر کی شکل میں ہیں اور ان کے درمیان مؤمن تاریک رات میں درخشندہ ستارے کی مانند ہے۔ اس وقت امامؑ نے دوبارہ دعا فرمائی اور ابوبصیر کی آنکھیں نابینا ہو گئیں۔ ابوبصیر نے اپنی بینائی کیلئے امامؑ کی خدمت میں درخواست کی۔

امامؑ نے فرمایا: اے ابوبصیر! ہم نے تمھارے لئے کوئی کنجوسی نہیں کی اور نہ ہی اللہ تعالیٰ نے تجھ سے ناانصافی کی ہے۔ جو تمھارے حق میں بہتر تھا وہی اختیار کیا۔ ہمیں ڈر ہے کہ لوگ ہمارے گرویدہ ہو جائیں اور ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ کے احسانات کو بھلا دیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے بجائے (نعوذ باللہ) ہماری عبادت کریں جبکہ ہم خدا کے بندے ہیں اور ہمیں اس کی عبادت و بندگی سے انکار نہیں اور اسی کی اطاعت سے نہیں جھکتے اور اسکے حکم کے آگے تسلیم ہیں۔

(دوسری روایت میں یوں ہے کہ) ابوعروہ کہتے ہیں: ہم ابوبصیر کے ہمراہ حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادقؑ کے گھر میں داخل ہوئے تو ابوبصیر نے مجھے کہا: کیا کمرے میں چھت سے نزدیک کھڑکی کو دیکھ رہے ہو؟

میں نے کہا: جی ہاں، تمہیں کیسے پتہ چلا؟

ابوبصیر نے کہا: مجھے امام محمد باقرؑ نے دکھایا ہے۔

سوال: محمد بن مسلم کہتے ہیں: میں نے سنا کہ امام محمد باقرؑ نے ایک افریقی مرد سے فرمایا: راشد کا کیا حال ہے؟

فریقی نے عرض کیا: وہ زندہ تھے اور اچھے کردار والے آدمی ہیں، آپؑ کو سلام عرض کررہے تھے۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: اللہ اس پہ رحمت فرمائے۔

سوال: افریقی نے عرض کیا: قربان جاؤں کیا وہ دنیا سے چلا گیا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جی ہاں اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔

سوال: عرض کیا: مولاؑ! وہ کب فوت ہوئے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: تیرے آنے کے دو دن بعد۔

حسن بن عباس بن حریش امام محمد تقی الجوادؑ سے اور وہ امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار امام محمد باقرؑ کعبہ کا طواف فرمارہے تھے کہ ایک شخص جس کے چہرے پر نقاب تھا آپؑ کے سامنے کھڑا ہوا اور آپؑ کے طواف کو منقطع کیا اور آپؑ کو اپنے ہمراہ صفا کے پہاڑ کے قریب ایک کمرے میں لے گیا، پھر مجھے بھی اپنے پاس بلالیا۔ ہم تین آدمی ہوگئے تو کہنے لگا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے پر سلام ہو۔ اس وقت میرے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا: اے بزرگوں کے بعد اللہ کے امین، اللہ تمہیں خیر وبرکت دے۔ اس کے بعد میرے والد سے کہنے لگا: ''اے ابوجعفر (امام محمد باقرؑ) اگر چاہیں تو آپؑ وضاحت فرمائیں ورنہ میں آپؑ کیلئے وضاحت کروں گا۔ آپؑ مجھ سے سؤال پوچھیں یا میں سؤال کروں؟ آپؑ میری تصدیق فرمائیں گے اور چاہیں تو میں آپؑ کی تصدیق کروں گا۔

جواب: امام باقرؑ نے فرمایا: میں یہ سب جانتا ہوں۔

سوال: وہ فرمانے لگے: کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے سوال کا جواب دیتے ہوئے آپ حقائق پر پردہ ڈال دیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ایسا جواب وہ شخص دیتا ہے جس کے دل میں دو علم ہوں جن

میں سے ہر علم دوسرے کے خلاف ہو۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں اختلاف محال ہے!

سوال: کہنے لگا: میں یہی پوچھنا چاہتا تھا۔ جس کے ایک حصہ کی آپؑ نے وضاحت فرمائی ہے بتائیے ایسا علم جو خالصتاً حقائق پر مبنی ہو اور اس میں کوئی اختلاف نہ ہو کن کے پاس ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہ سارا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ لیکن جس حد تک لوگوں کو ضرورت ہے وہ علم اوصیاءؑ کے پاس ہے۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: اس شخصیت نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا اور دوزانو ہو کر بیٹھ گیا۔ ان کا چہرہ مبارک چمک رہا تھا۔

سوال: کہنے لگا: میں اسی علم کیلئے آیا ہوں، آپؑ فرماتے ہیں کہ جس علم میں اختلاف نہیں وہ اوصیاءؑ کے پاس ہے۔ انہیں یہ علم کہاں سے ملتا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: رسول اللہؐ علم جانتے تھے لیکن اوصیاءؑ کو اس ذریعہ سے علم نہیں ملتا جہاں سے رسول اللہؐ علم لیتے تھے، کیونکہ وہ رسولؐ تھے جبکہ یہ محدث ہیں (ایسی ہستیاں جو رسولؐ نہ ہوں مگر ان سے فرشتے کلام کرتے ہوں محدث کہلاتی ہیں) آپؐ اللہ تعالیٰ سے بغیر کسی واسطے اور ذریعہ کے وحی اخذ کرتے تھے اور سنتے تھے جبکہ اوصیاءؑ وحی نہیں سنتے۔ کہنے لگا۔ آپؑ نے صحیح فرمایا۔ اب ایک مشکل سؤال پوچھنا ہے، بتائیے کہ یہ علم جس طرح رسول اللہؐ پر ظاہر ہوا اب ظاہر نہیں ہو رہا؟

میرے والد گرامی نے مسکراتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی کو اپنا علم نہیں دیتا جب تک کہ ایمان کے متعلق اس کا امتحان نہ کرلے۔ جیسا کہ رسول اسلامؐ کو حکم دیا کہ جب تک اجازت نہ دوں آپؐ مشرکوں سے جنگ نہ کریں، بلکہ ان کے مظالم پر صبر کریں۔ آپؐ نے کتنا عرصہ اللہ کے حکم کی اطاعت میں خفیہ دعوت دی یہاں تک کہ حکم خدا آن پہنچا:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ O

(سورہ:15، الحجر، آیت:94)

''اب کھلے عام اسلام کی دعوت دو اور مشرکوں سے دوری اختیار کرو''

اللہ گواہ ہے کہ اگر اس حکم سے پہلے بھی کھلے عام اسلام کی دعوت دیتے تب بھی آپؐ امان میں تھے مگر آپؐ خدا کی حکم کے فرمانبرداری کو مدنظر رکھتے تھے اور اس بات سے ڈرتے تھے کہ کہیں حکم خدا کی مخالفت نہ ہو جائے۔

میں چاہتا ہوں کہ تمہاری آنکھیں اس امت کے مہدی (علیہ السلام) کو دیکھیں اور آپ دیکھ لیں کہ فرشتے آل داؤدؑ کی تلواروں کے ذریعہ کیسے آسمان وزمین کے درمیان مردہ کافروں کی ارواح کو عذاب کرتے ہیں اور کس طرح ان زندہ لوگوں کی روحوں کو جو کافروں کی طرح ہیں ان کے ساتھ ملاتے ہیں۔ تب اس شخصیت نے ایک تلوار نکالی اور کہا یہ انہی تلواروں میں سے ہے؟

امام محمد باقرؑ نے فرمایا: جی ہاں، اسی خدا کی قسم کی جس نے حضرت محمد مصطفیٰؐ کو بشریت کا ہادی بنا کر بھیجا۔

اس وقت اس شخصیت نے اپنے چہرے پہ نقاب ڈالتے ہوئے فرمایا میں (اللہ کا نبی) الیاسؑ ہوں۔ میں نے جہالت کی بنا پر یہ سؤال نہیں پوچھے بلکہ اس لئے پوچھے ہیں کہ یہ حدیث آپؑ کے اصحاب کیلئے قوت وطاقت کا باعث بنے۔

امام صادقؑ نے حدیث کو جاری رکھا...... یہاں تک کہ ارشاد فرمایا: وہ شخص اپنی جگہ سے اُٹھ کر چلا گیا اور ہم نے اسے نہ دیکھا۔

باب دوم

حضرت امام مہدیؑ کی ولادت، دورانِ غیبت، ظہور کی علامتوں اور سیرتِ طیبہ کے متعلق سوالات

سوال: محمد بن مسلمؒ کہتے ہیں: میں نے زیدؒ بن علی کے پاس جا کر کہا: بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ امام ہیں؟

جواب: زیدؒ نے کہا: میں امام نہیں لیکن عترت اہلِ بیتؑ سے میرا تعلق ہے۔

سوال: محمد بن مسلمؒ نے پوچھا: آپ کے بعد کتنے امام آئیں گے؟

جواب: زیدؒ نے کہا: سات کہ انہی میں سے حضرت امام مہدیؑ ہوں گے۔

محمد بن مسلم کہتے ہیں: اس کے بعد میں امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا تو امامؑ نے فرمایا: میرے بھائی زید نے صحیح کہا ہے۔ یہ بات درست ہے کہ میرے بعد سات امام ہوں گے کہ حضرت مہدیؑ انہی میں سے ہیں۔ اس وقت امام محمد باقرؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور فرمایا: گویا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے زیدؒ کو کوفہ میں پھانسی پہ لٹکایا ہے۔

اے مسلم کے بیٹے! میرے والد گرامی امام سجادؑ نے میرے دادا امام حسینؑ سے روایت کی کہ رسول اللہؐ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: میرے بیٹے حسینؑ تیری نسل سے زید نامی فرزند ہوگا کہ جسے مظلومانہ شہادت نصیب ہوگی قیامت کے دن زید

اوران کے ساتھی بہشت بریں میں داخل ہوں گے۔

سوال: عبداللہ بن عطا کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقرؑ سے عرض کی: مولاؑ! عراق میں آپؑ کے شیعہ بہت زیادہ ہیں اور آپؑ کے خاندان میں آپؑ کا ثانی کوئی نہیں پھر آپؑ ظالم حکمرانوں کے خلاف قیام کیوں نہیں فرماتے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے عبداللہ بن عطا کیا تم نے بے ہودہ باتوں کو سنا ہے؟ خدا کی قسم میں وہ امام نہیں کہ جس نے قیام کرنا ہے؟

سوال: میں نے عرض کیا: تو پھر ہمارا صاحب (قیام کرنے والا) کون ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: آگاہ رہو کہ جس کی ولادت لوگوں سے مخفی رہے وہ تمہارا آقا ہے، حقیقت یہ ہے کہ ہم میں سے جو کوئی بھی لوگوں میں معروف ہو ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کیا جائے اور اس کے فضائل اور اقوال لوگوں کی زبان پر ہوں وہ ظلم وستم سے یا خفیہ طور پر قتل کیا جائے گا۔

علامہ مجلسیؒ کہتے ہیں: امامؑ کا مقصد یہ ہے، کہ تم نے بعض بے کار شیعوں کی باتیں سن کر یہ یقین کر لیا ہے کہ ہمارے مددگار بہت زیادہ ہیں اور ان کی مدد سے قیام کریں؟ اور یہ کہ میں وہی قیام کرنے والا امام (قائم آل محمدؐ) ہوں۔

سوال: ثمالی کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا: اے فرزندِ رسول خداؐ! کیا آپ سب حق کیلئے قیام کرنے والے نہیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: کیوں نہیں۔

سوال: ثمالی نے عرض کیا: پھر کس لئے فقط امام مہدیؑ کو ہی قائم کہا گیا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جب میرے دادا امام حسینؑ قتل کئے گئے تو فرشتوں نے بارگاہ خداوندی میں گریہ وزاری اور فریاد کی اور عرض کی: اے ہمارے معبود و آقا! کیا انہیں چھوڑ دیں گے، جنہوں نے تیرے برگزیدہ بندے اور مصطفیٰ کے فرزند اور تیری مخلوق

کے بہترین فرد کو قتل کر دیا؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان پر وحی نازل کی: اے میرے فرشتو! خاموش رہو مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں یقیناً ان سے انتقام لوں گا، اگرچہ طویل عرصہ گزر جانے کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اولادِ امام حسینؑ میں سے آئمہ ھدیٰ فرشتوں کو دکھلایا۔ ملائکہ نے یہ منظر دیکھا تو مسرور ہوئے۔ اچانک ان کی نظر اس ہستی پر پڑی جو کھڑا ہے اور نماز پڑھ رہا ہے۔ ارشاد رب العزت ہوا: یہ جو کھڑے ہوئے ہیں، (امام مہدیؑ) انہی کے ذریعہ ظالموں سے انتقام لوں گا۔

سوال: جابر جعفی کہتے ہیں: میں امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے امامؑ کی خدمت میں آ کر عرض کی: یہ پانچ سو درہم میری زکوٰۃ ہے یہ لیجئے اور اسے اپنے مصارف میں استعمال کیجئے۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: تم خود اسے اپنے ہمسائیوں، یتیموں، غریبوں اور مسلمان بھائیوں کے درمیان تقسیم کرو، کیونکہ زکوٰۃ کو اس وقت امامؑ کے پاس جمع کرانا واجب ہے کہ جب کہ قائم آلِ محمدؐ کا ظہور ہو جائے اور وہ زکوٰۃ کو مساوی طور پر تقسیم کرے اور خدا کے نیک اور برے بندوں میں انصاف سے حکومت کرے۔ جس کسی نے ان کی اطاعت کی گویا خدا کی اطاعت کی۔ اور جس کسی نے ان کی نافرمانی کی گویا اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ انہیں مہدیؑ کہا جاتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خفیہ امر کی ہدایت کی ہے۔ آپؑ حقیقی تورات اور دوسری آسمانی کتابوں کو انطاکیہ شہر کے نزدیک واقع ایک غار سے باہر نکالیں گے۔ اس وقت تورات کے ماننے والوں کا فیصلہ تورات کے مطابق، انجیل کے ماننے والوں کا فیصلہ انجیل کے مطابق، زبور کے ماننے والوں کا فیصلہ زبور کے مطابق جبکہ مسلمانوں کا فیصلہ قرآن حکیم سے فرمائیں گے۔

ساری دنیا کی دولت جو زمین کے اندر یا باہر ہے وہ سب اس کے آگے جمع ہوگی وہ لوگوں سے کہے گا آجاؤ جس مالِ دنیا کی لالچ میں تم ایک دوسرے کے دشمن بن گئے اور رشتہ داری وقرابت کے رشتے توڑ دیئے اور ناحق خون بہائے اور اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے گناہ کئے آؤ اور یہ دولت لے جاؤ۔

اللہ تعالیٰ انہیں (امام مہدیؑ کو) وہ مقام عنایت کرے گا جو آپؐ سے قبل کسی کو عطا نہیں ہوا۔ اس کے بعد محمد امام باقرؑ نے فرمایا: رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ وہ یعنی مہدیؑ مجھ سے ہے اور میرا ہمنام ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے ان کے بابرکت وجود سے محفوظ رکھے گا اور وہ میری سنت پر عمل پیرا ہوگا۔ وہ زمین کو عدل وانصاف اور نور سے بھر دے گا جبکہ وہ اس سے پہلے ظلم وجور اور برائیوں سے بھر چکی ہوگی۔

علامہ مجلسیؒ اس حدیث مبارکہ کے ذیل میں کہتے ہیں: یہ جو امامؑ نے فرمایا کہ تورات کے ماننے والوں کا فیصلہ تورات سے ہوگا......'' ان احادیث کے ساتھ جو بعد میں بیان ہوں گی کہ جن میں کہا گیا ہے کہ '' آپؑ لوگوں سے فقط دین اسلام قبول کریں گے '' ان دونوں روایات میں کوئی تضاد نہیں، کیونکہ مقصد یہ ہے کہ ہر مذہب کے پیروکار کا اپنی کتاب آسمانی کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ جبکہ یہ سلسلہ آپؑ کے ظہور کے ابتدائی ایام میں ہوگا۔ پوری دنیا میں آپؑ کے عالمی اسلامی انقلاب کے نفاذ کے بعد صورتحال مختلف ہوگی (لوگ خوشی سے خود ہی اسلام قبول کرلیں گے) اور رسول اسلام کا یہ فرمان کہ '' اللہ تعالیٰ مجھے ان کے سبب محفوظ رکھے گا'' یعنی اللہ تعالیٰ میرا حق واحترام انہیں دے گا اور ان کی حمایت اور مدد فرمائے گا''

اس طرح سے کہ دنیا والے ان احترام اور حق ان کے نانا رسول اللہؐ کے حوالے سے کریں گے۔

سوال: ابو خالد کابلی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام زین العابدینؑ کی شہادت کے

بعد امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: قربان جاؤں آپؑ جانتے ہیں کہ مجھے آپؑ کے والد گرامی سے کتنی پرخلوص محبت تھی اور دشمنوں کے متعلق مجھے کتنی تشویش ہے۔

جواب: امام محمد باقرؑ نے فرمایا: ابو خالد! آپ صحیح کہہ رہے ہیں بتاؤ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟

ابو خالد نے عرض کیا: آپؑ کے والد بزرگوار نے حضرت صاحب الامر (مہدیؑ) کے اوصاف میرے سامنے اس طرح بیان کئے کہ اگر میں انہیں راستے میں دیکھ لوں تو ان کا ہاتھ پکڑ لوں گا۔

امام محمد باقرؑ نے فرمایا: اے ابو خالد! تم کیا چاہتے ہو؟

ابو خالد نے عرض کیا: ان کا نام بتائیے تاکہ میں انہیں نام سے پہچانوں۔

امامؑ نے فرمایا: اے ابو خالد! خدا کی قسم تو نے بہت بڑا سوال کر دیا۔ اگر میں نے کسی اور کو بتایا ہوتا تو تمہیں بھی بتاتا۔ تو نے ایسی چیز کے متعلق پوچھا ہے کہ اگر یہ بات اولاد فاطمہؑ میں سے بعض کو معلوم ہو جائے تو اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔

سوال: حمران بن اعین کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقرؑ کی بارگاہ میں عرض کیا: قربان جاؤں میں نے ایک ہزار دینار پر مشتمل تھیلا اپنی کمر سے باندھ کر مدینہ آیا ہوں۔ اور میں نے خدا سے یہ عہد کیا ہے کہ وہ سب آپؑ کے گھر میں ایک ایک دینار کر کے خیرات کر دوں، شرط یہ ہے کہ آپؑ میرے ہر سوال کا جواب دیں۔

جواب: امام محمد باقرؑ نے فرمایا: اے حمران! دینار خیرات کرنے کی ضرورت نہیں سوال پوچھو، تاکہ جواب سنو۔

سوال: حمران نے عرض کیا: آپؑ کو رسول اللہؐ سے رشتہ داری کا واسطہ! کیا آپؑ ہی صاحب الامر ہے؟ اور قیام کرنے والے ہیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: نہیں۔

سوال: حمران نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپؑ پر قربان تو وہ کون ہیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہ وہ شخص ہے کہ جس کا رنگ سرخی مائل، آنکھیں اندر بھنویں آپس میں متصل، دونوں کاندھے چوڑے، سر پر گھنے بال اور ان کے رخسار پر علامت ہے۔ خدا موسیٰ پر رحمت کریں۔

علامہ مجلسیؒ کہتے ہیں: شاید اس جملے سے مراد کہ ''اللہ موسیٰؑ پر رحمت فرمائے'' اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ ایک گروہ مثلاً ''واقفیہ فرقہ'' اس کے بعد یوں گمان کرے گا کہ قائمؑ امام موسیٰ کاظمؑ ہیں، جبکہ یہ نظریہ غلط ہے، کیونکہ قائم کی نشانیاں اس میں موجود نہیں ہیں۔ جیسا کہ بعد والی حدیث میں اسی طرف اشارہ ہے۔

سوال: حمران بن اعین کہتے ہیں: میں نے امام محمد بن باقرؑ سے پوچھا: قائم آپ ہیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: میں رسول اللہؐ کا فرزند ہوں، لیکن مظلوموں کے خون کا انتقام لینے والا کہاں ہے؟ اللہ جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے۔

حمران نے دوبارہ سوال پوچھا تو امام محمد باقرؑ نے فرمایا؛ میں نے تمہارا سوال سمجھ لیا ہے۔ صاحب الامرؑ کا پیٹ چوڑا، بال گھنے اور پرہیزگاروں کی اولاد ہے اللہ فلاں شخص (امام موسیٰ کاظمؑ) پر رحمت نازل کرے۔

سوال: معروف بن خربوذ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ کی بارگاہ میں عرض کیا: اپنے فضائل میں سے میرے لئے کچھ بیان فرمائیں۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: ہم ستاروں کی مانند ہیں کہ جب ایک ستارہ چھپ جائے تو دوسرا ستارہ، جو امن وامان، سلامتی واسلام، فاتح اور مفتاح ہے، ظاہر ہوگا۔ جب عبدالمطلب کی اولاد (بنوعباس) شہروں پر مسلط ہو جائے گی، اور کوئی کسی شی کی شناخت نہ کر سکے گا تب اللہ تعالیٰ تمھارے صاحب الامرؑ (مہدیؑ) کا ظہور فرمائے گا، پس تم اللہ تعالیٰ کی حمد وستائش کرو۔ اللہ تعالیٰ انہیں صعب اور ذلول کے درمیان مخیّر فرمائے گا۔

سوال: میں نے عرض کیا: وہ کس کا انتخاب فرمائیں گے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: آپؑ صعب کا انتخاب فرمائیں گے۔

علامہ مجلسیؒ اس روایت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''کوئی کسی شی کی شناخت نہ کر سکے گا''، یعنی کوئی بھی امام کو پہچان نہ سکے گا۔ مقصد یہ ہے کہ لوگ شناخت نہ ہونے کے باعث کمال اور نقص میں فرق نہ کریں گے۔ کیونکہ امام ان کے درمیان موجود نہیں (اسی لئے لوگوں کی سطح فکری نے ترقی نہیں کی اور وہ اچھے اور برے کی تشخیص نہیں کر سکتے) اور یہ کہ آپؑ کو ''صعب اور ذلول کے درمیان انتخاب کی اجازت ہوگی'' بادل کے دو ٹکڑوں کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سکندر ذوالقرنین کو ان دو میں سے ایک کی اجازت دی تو آپ نے ذلول کو منتخب کیا۔ اور صعب کو حضرت صاحب الامر مہدیؑ کے لئے چھوڑ دیا۔ جیسا کہ یہ مطلب آگے بیان ہوگا۔ جبکہ ذوالقرنین کے حالات زندگی میں بھی ہم نے بتایا ہے۔

سوال: ام ہانی ثقفیہ کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کی میرے سردار قرآن حکیم کی ایک آیۂ کریمہ کے مفہوم نے مجھے پریشان کر رکھا ہے، اور میری آنکھوں سے نیند اُڑ گئی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: اے ام ہانی! پوچھئے؟

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝

''تو میں ان ستاروں کی قسم کھاتا ہوں جو پلٹ جانے والے ہیں۔ چلنے والے اور چھپ جانے والے ہیں۔'' (سورۃ:81، تکویر، آیت:15،16)

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے ام ہانی! کیا خوب مسئلہ آپ نے پوچھا ہے۔ اس آیۂ کریمہ سے مراد وہ مولود ہیں جو آخری زمانے میں آئیں گے۔ اور وہ عترت طاہرہ سے تعلق رکھنے والے امام مہدیؑ ہیں۔ ان کیلئے غیبت اور حیرت ہے۔ جس کے باعث کچھ لوگ گمراہی جبکہ کچھ ہدایت پاتے ہیں۔ تمہاری خوش قسمتی ہے اگر تم اُس کا زمانہ دیکھ

لو اور خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اُس کو دیکھ لیں۔

سوال: حکم بن ابو نعیم کہتے ہیں: میں نے مدینہ طیبہ میں امام محمدؑ باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں نے رکن و مقام (خانہ کعبہ) کے درمیان نذر کی ہے کہ اگر آپ سے ملاقات ہو تو اس وقت تک مدینہ سے باہر نہ جاؤں جب تک یہ نہ جان لوں کہ کیا آپ قائم آلِ محمدؐ ہیں؟

امامؑ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ میں تیس دن مدینہ میں منتظر رہا پھر راستے میں مجھے فرمایا: اے حکم! تم ابھی تک یہیں رہو؟

میں نے عرض کیا: میں نے منت کی ہے جس کا میں آپؑ کو بتا چکا ہوں اور آپؑ نے مجھے نہ کوئی حکم دیا ہے اور نہ ہی منع فرمایا ہے۔

امامؑ نے ارشاد فرمایا: کل صبح سویرے میرے گھر آنا۔

جواب: میں اگلی صبح امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امامؑ نے فرمایا: اب پوچھو میں نے عرض کیا: میں نے خانہ کعبہ میں رکن و مقام کے درمیان کھڑے ہو کر نذر کی ہے اور روزہ وصدقہ خدا کی رضا کیلئے اپنے ذمہ لیا ہے کہ اگر آپؑ سے ملاقات ہو تو اس وقت تک مدینہ سے نہ جاؤں یہاں تک کہ جان لوں کہ آپ ہی قائم آل محمدؐ ہیں یا نہیں؟ اگر آپؑ قائم آلِ محمدؐ ہیں تو آپؑ کی خدمت میں رہوں گا اور اگر نہیں تو زمین پر گھوموں گا اور روزی تلاش کروں گا۔ امامؑ نے فرمایا: اے حکم ہم سب اللہ کے امر سے قیام کرنے والے ہیں۔

سوال: میں نے عرض کیا: آپؑ ہی مہدیؑ ہیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ہم سب خدا کی طرف سے ہدایت کرنے والے ہیں۔

سوال: میں نے عرض کیا: کیا آپ صاحب شمشیر (تلوار اُٹھانے والے) ہیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ہم سب صاحبِ شمشیر اور تلوار کے وارث ہیں۔

سوال: میں نے عرض کیا: کیا آپؑ ہی ہیں، جو خدا کے دشمنوں کو قتل کریں گے اور خدا کے دوست آپؑ سے عزت پائیں گے اور خدا کا دین ظاہر ہوگا۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے حکم! میں وہ کیسے ہو سکتا ہوں، جبکہ میں ۴۵ سال کا ہو چکا ہوں، جبکہ صاحب الامر مجھ سے شیر خوارگی کے زمانے سے نزدیک اور زیادہ جوان ہے اور سواری کے دوران زیادہ چالاک ہے۔

سوال: ابو خالد کابلی ایک طویل حدیث میں کہ جسے ہم نے اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے، کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقرؑ سے گذارش کی کہ وہ قائمؑ کا نام بتائیں تاکہ میں انہیں ان کے نام سے پہچان سکوں۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے ابو خالد! آپ نے مجھ سے وہ چیز پوچھی ہے کہ اگر اولاد فاطمہؑ اس سے آگاہ ہو جائے تو انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔

سوال: جناب زرارہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مولا امام محمد باقرؑ کو فرماتے ہوئے سنا: یقیناً ہمارے قائمؑ کے قیام سے قبل غیبت کا زمانہ ہوگا اور ان کا ارث مانگا جائے گا۔

میں نے عرض کیا: غیبت کس لئے ہوگی؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: خوف کے باعث۔ اس کے بعد امامؑ نے اپنے پیٹ کی طرف اشارہ فرمایا یعنی قتل کے خوف سے۔

سوال: جابر جعفی کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ کا فرج کب ہوگا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ہرگز...... ہمارا اس وقت تک فرج نہیں ہوگا جب تک تمہاری آزمائش اور امتحان نہ ہو، پھر امتحان ہو پھر امتحان ہو (آپؑ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی) یہاں تک کہ آلودگی دور ہو جائے اور پاکیزگی رہ جائے۔

ابو الجارود کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقرؑ سے گذارش کی کہ مجھے نصیحت

فرمائیں۔امامؑ نے فرمایا: تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ پرہیزگار بن جاؤ اور جب یہ لوگ لشکر سازی کریں تو تم گھر میں بیٹھے رہو اور ہمارے قیام کرنے والے لوگوں سے دور رہو، کیونکہ نہ تو ان کا قیام کوئی مضبوط بنیاد رکھتا ہے اور نہ ہی ان کا ھدف اور مقصد روشن اور واضح ہے۔

جان لو کہ بنوامیہ کیلئے ایسی سلطنت ہے کہ لوگ ان سے نہیں چھین سکتے اور اہل حق کیلئے ایسی حکومت ہے جب اس کا وقت آئے گا تو اللہ تعالیٰ ہم اہل بیتؑ میں سے جسے چاہے عطا کرے گا۔تم میں سے جو بھی اس دور میں ہوگا ہمارے نزدیک اس کا بلند مقام ہوگا۔اور اگر وہ اس سے قبل فوت ہو جائے تو آخرت میں اللہ تعالیٰ اس کا کام درست کردے گا۔

جان لو کہ جس گروہ نے بھی دفع ظلم اور دین کی عزت اور سربلندی کے لئے قیام کیا مگر یہ کہ وہ مصیبت سے مارے گئے، یہاں تک کہ دوسرا گروہ قیام کرے جو جنگِ بدر میں رسول اللہؐ کے ہم رکاب تھے ان کے مقتول دفن نہیں ہوں گے۔اور ان کے جنازے زمین سے نہ اُٹھائے جائیں گے اور ان کے زخمی لاعلاج ہوں گے۔

میں نے عرض کیا: یہ کون لوگ ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: ملائکہ

سوال: علی بن ابراھیم قمی اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ امام محمد باقرؑ سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا گیا:

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝ (سورۃ:70،معارج،آیت:1)

''مانگنے والے نے ایسے عذاب کا مطالبہ کیا جو واقع ہوا۔''

اس عذاب سے کیا مراد ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اس سے مراد وہ آگ ہے جو مغرب سے نمودار ہوگی، ایک

فرشتہ پیچھے سے اسے بھگائے گا، یہاں تک کہ یہ بنی سعد بن ہمام کے محلے تک پہنچے گی۔ان کی مسجد پر رک کر بنوامیہ کے سب گھروں کو اہلِ خانہ کیساتھ جلادے گی۔اور جس گھر میں بھی آلِ محمدؐ کا کوئی دشمن ہو وہ سالم اور محفوظ نہ رہے گا وہ سب کو جلادے گی اور وہ مہدیؑ ہیں۔

علامہ مجلسیؒ کہتے ہیں: ''اور وہ مہدیؑ ہیں'' سے مراد یہ ہے کہ یہ واقع حضرت امام مہدیؑ کی نشانیوں میں سے ہے یا آپؑ کے ظہور کے وقت یوں ہوگا۔

سوال: محمد بن مسلم کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقرؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''اللہ تعالیٰ نے حضرت قائمؑ کی رعب اور دبدبے کیساتھ مدد کی ہے اور کامیابی کیلئے مدد کی ہے۔زمین ان کے پاؤں کے نیچے لپیٹی جائے گی، اور خزانے اپنے آپ ان کے سامنے ظاہر کردیں گے۔ان کی سلطنت دنیا کے مشرق و مغرب تک پھیلی ہوگی۔اور اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب کردے گا۔اگرچہ مشرکوں کو یہ بات ناگوار گزرے گا۔زمین پر کوئی بھی ایسی ویران جگہ نہیں ہوگی مگر یہ کہ آپ اسے آباد کر دیں گے۔حضرت عیسیٰ بن مریمؑ آسمان سے اُتر کے آپؑ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

سوال: میں نے عرض کیا: اے فرزند رسول اللہؐ! آپ کے قائمؑ کب قیام فرمائیں گے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جب مرد عورتوں جیسے اور عورتیں مردوں جیسی ہو جائیں، مرد، مردوں پر اور عورت عورتوں پر اکتفا کرلیں۔عورتیں زین پر سوار ہوں، ناحق گواہی قبول کی جائے اور عادل انسانوں کی گواہی رد کی جائے۔لوگ خونریزی، زنا اور سود خوری کو آسان سمجھیں اور اشرار کی زبان کے خوف سے ان کا احترام کیا جائے۔ جب سفیانی شام سے اور ایک یمنی شخص یمن سے خروج کرے۔اور بیداء کے مقام پر زمین دھنس جائے۔اور ایک پاک سیرت جوان (نفسِ زکیہ) خاندانِ آلِ محمدؐ سے رکن و مقام کے درمیان قتل ہو جائے گا جن کا نام محمد بن حسن ہوگا اور آسمان سے یہ آواز

بلند: کہ حقِ قائمِ آلِ محمدؐ اور ان کے شیعوں کی پیروی ہے۔ اس وقت ہمارے قائمؑ قیام فرمائیں گے۔ قیام کے آغاز پر آپؑ کعبہ پر تکیہ دیں گے۔ آپؑ کے گرد ۳۱۳ مرد جمع ہوں گے۔ آپؑ سب سے پہلے اس آیہ کریمہ کی تلاوت فرمائیں گے:

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

''سفرائے الٰہی میں سے باقی رہ جانے والا تمھارے حق میں بہتر ہے اگر تم ایمان والے ہو۔'' (سورۃ: 11، ہود، آیت: 86)

پھر فرمائیں گے: سفرائے الٰہی میں سے باقی رہ جانے والا میں ہی ہوں۔ جب آپ کے گرد دس ہزار مرد جمع ہوں گے تب آپؑ قیام فرمائیں گے۔

اس وقت روئے زمین پر خدائے وحدہ لاشریک کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کی جائے گی اور جو بت بھی ہوگا، وہ آگ میں جل جائے گا۔ آپؑ کا ظہور طویل غیبت کے بعد ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ دکھانا چاہتا تھا کہ غیبت کے زمانے میں کون ان کی پیروی کرتے ہیں اور آپؑ پر ایمان لاتے ہیں۔

سوال: بدر بن خلیل ازدی کہتے ہیں کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا: حضرت قائمؑ کے قیام سے قبل دو علامتیں ظاہر ہوں گی جو حضرت آدمؑ کے زمین پر اترنے سے لے کر اس وقت تک کبھی واقع نہ ہوئیں ''سورج رمضان کے وسط میں اور چاند رمضان کے آخر میں گرہن ہوگا۔''

سوال: راوی نے حیران ہوکر پوچھا: اے فرزندِ رسول اللہؐ! خدا سورج مہینے کے آخر میں اور چاند مہینے کے درمیان میں گرہن ہوگا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جانتا ہوں کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو، لیکن جان لو کہ یہ دو ایسی نشانیاں ہیں جو آدمؑ کے ہبوط (زمین پر اترنے) سے لے کر اس وقت تک واقع نہیں ہوئیں۔

سوال: ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''جب

تمہیں شام کے داخلی اختلافات اور کشمکش کی خبر ملے تو شام سے دور بھاگنا چاہیے، کیونکہ قتل اور فتنہ اسے اپنی لپیٹ میں لے گا۔'' میں نے عرض کیا: کس شہر کی طرف بھاگنا چاہیے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: مکہ کی جانب، کیونکہ مکہ اس وقت سب سے زیادہ پرامن شہر ہوگا۔ جہاں ہر طرف سے لوگ پناہ لینے آئیں گے۔

سوال: میں نے عرض کیا: کوفہ کے متعلق کیا خیال ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: لوگ کوفہ میں کیا کچھ دیکھیں گے! وہاں بہت سارے مارے جائیں گے سوائے ایک شامی مرد کے جو صحیح و سالم رہے گا لیکن افسوس ان لوگوں پر جو کوفہ کے اطراف میں ہوں گے۔ ان پر کتنی مصیبتیں آئیں گی وہاں مرد اور عورتیں کثیر ہوں گی۔ وہاں سب سے زیادہ آسائش میں وہ لوگ ہوں گے جو اس وقت نہر فرات عبور کر سکیں یا وہ لوگ جو سرے سے وہاں موجود ہی نہ ہوں۔

سوال: میں نے عرض کیا: کوفے کے اطراف میں رہنے والوں کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب: امام علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ انہیں کوئی خطرہ نہیں ہوگا مگر اس کے باوجود وہاں سے چلے جانا رہنے سے بہتر ہوگا۔

سوال: میں نے عرض کیا: یہ واقعہ کتنا طویل ہوگا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ایک دن کا ایک حصہ۔

سوال: میں نے عرض کیا: جو لوگ اسیر اور قیدی ہوں گے ان کا کیا حال ہوگا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ان کے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہوگا کیونکہ انہیں کوفہ سے باہر نہیں لے جائیں گے، کیونکہ بہت جلد وہ ان لوگوں کے ہاتھوں رہا ہوں گے جن کی کوفیوں کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں۔

سوال: جناب ابوبصیر ایک طویل حدیث میں امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ

آپؑ نے فرمایا: جب ہمارے قائم علیہ السلام قیام فرمائیں گے تو آپ کوفہ میں چار مساجد کو گرائیں گے اور مینار والی کوئی مسجد نہیں چھوڑیں گے سوائے یہ کہ اس کا مینارہ گرا کر اسے سادہ بغیر آرائش کے چھوڑ دیں گے۔

آپ علیہ السلام شاہراہوں میں توسیع کریں گے اور گھر کا جو حصہ عام راستے پر واقع ہوگا اسے توڑیں گے۔ بدعتوں کو درمیان سے اٹھالیں گے اور سنت کو زندہ کریں گے۔ قسطنطنیہ، چین اور دیلم کے پہاڑوں کو فتح کریں گے۔

آپ علیہ السلام سات سال لوگوں کے درمیان رہیں گے جن میں سے ہر سال تمھارے دس سالوں کے برابر ہے۔ اس کے بعد خدا جو چاہے وہی ہوگا۔ میں نے عرض کی قربان جاؤں اس وقت کے سال کیونکر طولانی ہو جائیں گے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ افلاک کو حکم دیگا کہ وہ آہستہ چلیں۔ اسی طرح دن اور سال لمبے ہو جائیں گے۔

سوال: میں نے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ جب افلاک میں تبدیلی ہو تو وہ نابود ہو جاتے ہیں۔

سوال: امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کے منکروں کی باتیں ہیں مسلمان اس طرح کی باتیں نہیں کیا کرتے۔ یہ سچ ہے کہ خدا نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے اور جبکہ حضرت یوشع علیہ السلام کے لئے سورج کو پلٹایا گیا۔ اور قرآنِ مجید میں روزِ قیامت کے طویل ہونے کے متعلق فرمایا: کہ وہ دن تمہارے حساب کے مطابق ایک ہزار سال کے برابر ہے۔

سوال: محمد کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ جب امام مہدیؑ کا قیام ہوگا، ان کا لوگوں کے ساتھ رویہ کیسا ہوگا؟

جواب: آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت

پہ عمل کریں گے، یہاں تک کہ اسلام ظاہر ہو جائے۔

سوال: میں نے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کی سیرت کیسی تھی؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دورِ جاہلیت کے آثار کفر کو مٹا دیا اور لوگوں کے ساتھ عدل وانصاف سے پیش آئے۔ اسی طرح قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو ہر اس بدعت کو ختم کریں گے جو اُن سے پہلے مسلمانوں کے درمیان رائج تھی اور لوگوں کے ساتھ عدل وانصاف قائم کریں گے۔

سوال: ابوالجارود کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کی کہ قربان جاؤں مجھے صاحب الامر کے بارے میں بتائیں۔ امامؑ نے فرمایا: وہ اس حالت میں رات گزاریں گے کہ وہ سب سے بڑھ کر خوفزدہ ہوں گے جبکہ دن میں سب سے زیادہ امن میں ہونگے یہ حالت ان پر دن رات ہوگی۔ میں نے عرض کیا: اے ابوجعفر علیہ السلام! کیا ان پر وحی نازل ہوگی؟

جواب: امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ نبوت والی وحی نہیں بلکہ یہ اس وحی کی مانند ہے جو عمران کی بیٹی مریمؑ پر، حضرت عیسیٰؑ کی والدہ پر اور شہد کی مکھی پر کی گئی۔ اے محمد! اللہ کے نزدیک آپ عمران کی بیٹی مریمؑ، حضرت عیسیٰؑ کی والدہ اور شہد کی مکھی سے افضل ہیں۔

سوال: جابر جعفی کہتے ہیں: امام محمد باقرؑ سے اس آیت شریفہ کے متعلق پوچھا گیا:

وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ

(سورۃ:3،عمران،آیت:157)

"اگر تم اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے جاؤ یا مر جاؤ"

کیا تمہیں علم ہے جابر کہ اللہ کی راہ سے کیا مراد ہے؟

جابر نے عرض کیا: نہیں، اللہ کی قسم نہیں، مگر یہ کہ آپ سے سنوں۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام اور ان کے فرزندوں کی راہ

میں مارا جانا، تو جو کوئی حضرت علی علیہ السلام کی ولایت میں مارا جائے وہ خدا کی راہ میں مارا گیا اور جو کوئی اس آیت پر ایمان رکھتا ہے تو جو کوئی قتل اور فوت ہوا ہے اس طرح سے کہ وہ اگر مارا جائے تو اسے دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہو جائے اور اگر مر جائے تو اسے زندہ کر کے اٹھایا جائیگا یہاں تک کہ وہ اٹھایا جائے گا۔

علامہ مجلسیؒ اس حدیث شریف کی توضیح میں فرماتے ہیں کہ شاید روایت کا آخری حصہ آیت کریمہ کے آخری حصے کی تفسیر ہو۔ وہ یہ کہ:

وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِ اِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ○

''اگر خدا کی راہ میں مر جاؤ یا قتل کر دیئے جاؤ تو بے شک تمہاری واپسی خدا کی طرف ہے۔'' (سورۃ:3،عمران، آیت:158)

بظاہر یہاں حشر سے مراد رجعت ہے۔

سوال: جناب زرارہ کہتے ہیں: میرے ذہن میں رجعت سے متعلق ایک سوال تھا اور میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ براہ راست امام محمد باقرؑ سے پوچھوں لہٰذا میں نے ایک شائستہ سوال کیا تاکہ اس کے ضمن میں اپنا جواب پالوں لہٰذا میں نے آپ علیہ السلام سے پوچھا جو کوئی قتل کیا جائے وہ مر جاتا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: نہیں، بلکہ موت اور قتل ہونے میں فرق ہے۔

میں نے عرض کیا: حالانکہ جو کوئی قتل ہوتا ہے حقیقت میں وہ مر جاتا ہے۔

جواب: امام علیہ السلام نے فرمایا: اے زرارہ! اللہ کا فرمان تیرے بیان سے زیادہ سچا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قتل ہونے اور وفات پا جانے کے درمیان فرق بیان کیا ہے۔ پھر آپ علیہ السلام نے ان دو آیت کی تلاوت فرمائی:

اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ (سورۃ:3،عمران، آیت:144)

''وہ مر جائے یا قتل ہو جائے۔''

وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِ اِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ○

''اگر تم مر جاؤ یا قتل کر دیئے جاؤ تو بے شک تم اللہ تعالیٰ کی طرف محشور کیے جاؤ گے۔'' (سورۃ:3،عمران، آیت:158)

لہٰذا زرارہ جو تم نے کہا وہ درست نہیں ہے بلکہ موت موت ہے اور قتل قتل ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہو رہا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ط يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ قف وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا (سورۃ:9، توبہ، آیت:111)

''بے شک اللہ نے مومنین سے ان کی جان و مال کو خرید لیا اس طرح بدلے میں انہیں جنت دیدی۔ وہ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں تو قتل کرتے ہیں تو کبھی خود قتل ہو جاتے ہیں، یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے۔''

زرارہ نے عرض کی کہ اللہ کا یہ ارشاد:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ط (سورۃ:3، آل عمران، آیت:185)

''ہر ایک نے موت کا مزہ چکھنا ہے''

تو آپ کے خیال میں جو قتل ہو جائے وہ نہیں مرتا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جو کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں تلوار سے مارا جائے وہ اس شخص جیسا نہیں جو اپنے بستر پر مر جائے۔ جو کوئی بھی قتل ہو جائے وہ ضرور دنیا میں واپس ہو جائے گا وہ دوبارہ زندہ ہوگا اور پھر مرے گا تاکہ موت کا مزہ چکھے۔

سوال: ابوبصیر کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کریمہ کی تفسیر پوچھی؟

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ط يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ قف وَعْدًا

عَلَيۡهِ حَقًّا

"بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کے جان و مال خرید لئے اور بدلے میں انہیں جنت دیدی۔ وہ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں اور (خدا کے دشمنوں) کو قتل کرتے ہیں اور خود قتل ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے۔" (سورۃ:9، توبہ، آیت:111)

جواب: امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ روزِ میثاق کا ذکر ہے اسکے بعد میں نے دوسری آیت کریمہ کی تلاوت کی:

اَلتَّآئِبُوۡنَ الۡعٰبِدُوۡنَ (سورۃ:9، توبہ، آیت:112)

"یعنی توبہ کرنے والے اور عبادت کرنے والے"

تو امامؑ نے فرمایا: یوں مت پڑھو، بلکہ یوں پڑھو: التائبین العابدین

پھر ارشاد فرمایا: جب تم انہیں اس وقت دیکھو گے تو یہی لوگ ہیں جن سے رجعت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے جان و مال کو خرید لے گا اور ہر مومن کیلئے موت اور قتل ہونا یقینی ہے۔ جو کوئی طبعی موت مرے گا وہ اُٹھایا جائے گا تاکہ قتل ہو جائے اور جو کوئی قتل کیا جائے وہ اُٹھایا جائے گا تاکہ طبعی موت مرے۔

سوال: ابو الصباح کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا: قربان جاؤں ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں جس کا نام لینا پسند نہیں کرتا۔ امامؑ نے فرمایا: رجعت کے متعلق پوچھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں

جواب: امامؑ نے فرمایا: رجعت قدرتِ خدا کی نشانی ہے سوائے فرقہ قدریہ کے کوئی اس کا انکار نہیں کرتا۔ ایک دن بہشت سے رسولؐ اللہ کیلئے ایک کھجور کی شاخ رکھا ہوا طشت لائے۔ کھجور کی اس شاخ کو سنت کہا جاتا تھا۔ رسولؐ اللہ نے اسے لیا جبکہ یہ طشت سابقہ لوگوں کی سنت کی جانب اشارہ تھا۔

علامہ مجلسیؒ اس حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں: قدریہ، معتزلہ اہلسنت کا ایک فرقہ ہے جو خدا کی بہت ساری قدرت کے منکر ہیں اور یہ بہشتی طشت اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ آپؐ کی امت میں بالکل اسی طرح کے واقعات رونما ہوں گے جو سابقہ امتوں میں پیش آئے۔ یقیناً سابقہ امتوں میں دفعاتی رجعت واقع ہوئی ہے۔

جابر بن یزید جعفی کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ خدا کی قسم ہم اہلِ بیتؑ میں سے ایک شخصیت مرنے کے بعد تین سو نو سال سے زیادہ حکومت فرمائیں گے۔

میں نے عرض کیا: وہ کون ہوں گے؟

امامؑ نے فرمایا: حضرت قائمؑ کی وفات کے بعد

سوال: میں نے عرض کیا: حضرت قائمؑ اس عالم میں کتنا عرصہ رہیں گے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: انیس سال اس کے بعد امام منتصر (جس کی مدد کی گئی) امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کے خون کا انتقام لینے کیلئے قیام فرمائیں گے۔ آپ بے دینوں کو قتل کریں گے اور اسیر فرمائیں گے یہاں تک کہ سفاح قیام کرے گا۔

باب سوم

موت، برزخ، قیامت اور معاد سے متعلق سوالات

سوال: جابر کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے اس لمحے کے متعلق پوچھا جب ملک الموت انسان کے پاس آتا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: تم نے دیکھا ہوگا کہ لوگ ایک جگہ بیٹھے ہوں اچانک ان پر سکتہ اور خاموشی طاری ہو جاتی ہے اور ان میں سے کوئی بات نہیں کرتا یہی وقت ہے کہ ملک الموت نے انہیں زیرِ نظر رکھا ہوتا ہے۔

سوال: محمد بن مسلمؒ کہتے ہیں کہ امام محمد باقرؑ سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا گیا:

وَقِیْلَ مَنْ سکتہ رَاقٍ ○ (سورۃ:75، القیامۃ، آیت:27)

"اور جب کہا جائے گا کیا کوئی ہے جو (اس مریض کو موت سے) نجات دے؟"

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہ جملہ فرزند آدم اس وقت کہے گا جب اس کے پاس موت آئے گویا وہ حالتِ احتضار میں کہے گا کیا کوئی طبیب ہے (جو میری دوا کرے)؟

کیا کوئی مدافع ہے؟ (جو میرا دفاع کرے)؟

امامؑ نے فرمایا:

وَظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ○ (سورۃ:75، القیامۃ، آیت 28)

"اسے دنیا سے فراق اور جدائی کا یقین ہو جائے گا۔"

یعنی اپنے خاندان اور دوستوں سے جدائی کا یقین۔

وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ○ (سورۃ:75، القیامۃ، آیت:29)

"اور پیروں کی پنڈلیاں (جان کنی کی سختی کے باعث) لپیٹی جائیں۔"

یعنی دنیا سے آخرت کو دیکھے گا۔

اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨالْمَسَاقُ ○ (سورۃ:75، القیامۃ، آیت:30)

"اس دن جب سب تیرے رب کی طرف روانہ ہوں گے۔"

یعنی اس دن سب کا راستہ عالمین کے پروردگار کو جائے گا۔

سوال: ابوحمزہ ثمالیؒ کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقرؑ کی بارگاہ میں عرض کیا: مولاؑ! موت کے وقت ہمارے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم اے ابوحمزہ! تمھارے، خداوندتعالیٰ اور ہمارے نزدیک تمہیں جو مقام اور منزلت حاصل ہے کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہے۔ سوائے یہ کہ تمہاری سانس یہاں تک پہنچ جائے۔ آپؑ نے اپنے دستِ مبارک سے اپنے گلے کی طرف اشارہ فرمایا: اے ابوحمزہ! کیا تمھیں خوشخبری سناؤں؟

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں۔ بتایئے

امامؑ نے فرمایا: جب کسی مومن کی وفات کا وقت قریب آتا ہے تو رسولؐ اللہ اور مولا علیؑ اس کے پاس آتے ہیں، اور اس کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں۔ اس وقت رسولؐ اللہ اسے فرمائیں گے کیا مجھے پہچانتے ہو؟ میں اللہ کا رسول ہوں، ہمارے پاس آ جاؤ جو تمھارے آگے ہے، وہ اس سے کہیں گے بہتر ہے جو تم دنیا میں چھوڑے جا رہے ہو اور جس چیز سے تم خوفزدہ تھے میں نے اس سے امان دیدی۔ اور جس چیز کی تم کو امید ہے وہ تجھے ملنے والی ہے۔ اے روح، تم اللہ، روح اور رضوان کی طرف نکل جاؤ۔ اس کے بعد مولا علیؑ بھی رسولؐ اللہ کی طرح فرمائیں گے۔

اس کے بعد امامؑ نے فرمایا: اے ابوحمزہ! کیا چاہتے ہو کہ یہ بات تمہیں اللہ کی کتاب (قرآن کریم) سے دکھادوں؟

ارشادِ خداوندی ہے:

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ کَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ۝ (سورۃ:10، یونس، آیت:63)

''جولوگ ایمان لائے اور اُنہوں نے تقویٰ اختیار کیا۔''

'بے شک اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی غم، وہ لوگ جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا، دنیا اور آخرت میں ان کیلئے خوشخبری ہے۔'

سوال: برید عجلیؒ فرماتے ہیں: میں نے امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کیا: اس آیۂ کریمہ سے کیا مراد ہے؟

اِعۡمَلُوۡا فَسَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمۡ وَ رَسُوۡلُہٗ وَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ

''عمل کرو کہ بہت جلد اللہ اور اس کا رسول اور مومنین تمھارے عمل کو دیکھیں گے۔'' (سورۃ:9، توبہ، آیت:105)

جواب: امام علیہ السلام نے فرمایا: جو مومن یا کافر مرتا ہے، اور اسے قبر میں اتارا جاتا ہے، تو اس کے عمل اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام اور ہر اس ہستی کو دیکھائے جاتے ہیں جس کی اطاعت اپنے بندوں پر فرض قرار دی ہے۔

سوال: عبدالرحیم قصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا کہ صالح بن میثم نے عبایا اسدی سے میرے لئے ایک روایت بیان کی ہے: انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، خدا کی قسم جو بھی بندہ مجھ سے دشمنی رکھتا ہے، وہ موت کے وقت مجھے دیکھے گا۔ اور مجھے دیکھنے سے اسے وحشت ہوگی۔ اور ہر وہ انسان جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ موت کے وقت مجھے دیکھے گا۔ اور اسے میری ملاقات پسند ہوگی۔

جواب: امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مولا علی علیہ السلام کے دائیں جانب ہوں گے۔

سوال: زرارہ کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: جب کوئی مرتا ہے، تو کس لئے اس کے ساتھ جریدتین (سبز لکڑی کے دو ٹکڑے) رکھے جاتے ہیں؟

جواب: امام علیہ السلام نے فرمایا: جب تک وہ دو لکڑیاں تر ہوں گئیں اس شخص پر عذاب اور حساب نہیں ہوگا، جبکہ سارا عذاب ایک دن اور گھنٹے میں ہوتا ہے۔ اور جس وقت اُسے قبر میں اتارا جاتا ہے، اور لوگ واپس ہو جاتے ہیں۔ اس لیے دو سبزے لکڑیاں اسکے ساتھ رکھی جاتی ہیں کہ اس کے بعد عذاب اور حساب اس سے نہ ہو۔ انشاءاللہ

سوال: ابوبکر حذری کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: اللہ آپ کو خوش رکھے، قبر میں کن لوگوں سے سوال ہوتا ہے؟

جواب: امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ لوگ جو خالص ایمان رکھتے ہیں یا مکمل کافر ہیں۔

میں نے عرض کیا: تو پھر باقی لوگوں کو کیا ہوگا؟

حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم انہیں چھوڑ دیا جائے گا اس لئے کہ ان کی کوئی بھی اہمیت نہیں۔

سوال: میں نے عرض کیا: کس چیز کے متعلق سوال ہوگا۔

جواب: امام علیہ السلام نے فرمایا: حجتِ خدا (امام کے بارے میں) جو کہ تمھارے درمیان ہے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔ مومن سے سوال ہوگا کہ فلاں شخصیت وفلاں کے فرزند ہیں کے بارے میں کیا خیال ہے؟

مومن کہے گا: وہ تو میرا امام ہیں۔ تو اسے کہا جائے گا، سو جاؤ اللہ تجھے سکون کی

نیند عطا کرے اور اس کے لیے جنت کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا اور قیامت تک اس کے روح کو جنت کے تحفوں میں سے ایک تحفہ ہدیہ کیا جاتا رہے گا۔ اور کافر سے کہا جائے گا: فلاں شخص جو کہ فلاں کے فرزند ہیں آپ کا کیا خیال ہے؟

کافر جواب دے گا: میں نے ان کے بارے میں تھوڑا بہت سنا ہے، لیکن میں انہیں نہیں جانتا اسے کہا جائے گا کہ تو نے نہیں سمجھا پھر اس کے لیے جہنم کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا تو قیامت تک اسے جہنمکی آگ پہنچتی رہیگی۔

سوال: ضریس کناسی کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کچھ مسلمان گنہگار ہوتے ہیں۔ خدا کی وحدانیت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں، لیکن امامت پر یقین نہیں رکھتے اور آپ کی ولایت کے بارے میں بھی نہیں جانتے، موت کے وقت ان کی کیا حالت ہوگی؟

جواب: امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ اپنی قبروں میں رہیں گے اور باہر نہیں آئیں گے۔ پھر اگر ان میں سے کسی کا نیک عمل ہوگا اور اسے آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی بھی نہ ہو، اس کے لیے مغرب میں واقع جنت کی طرف راستہ بنایا جائے گا، اور اس کا روح قیامت تک اس کی قبر میں داخل ہوگا، یہاں تک وہ خدا سے ملاقات کرلے اور اس کی نیکیوں اور گناہوں کا حساب وکتاب ہو، پھر وہ جنت کی طرف جائے گا یا دوزخ کی طرف۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے امر پر موقوف ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: مستضعفین (جو فکری حوالے سے کمزور ہیں) اور کم عقل افراد بچوں یا مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے والے وہ بچے بالغ ہونے سے پہلے یہی معاملہ ہوگا۔ جبکہ دشمنان اہلِ بیتؑ جو اگرچہ بظاہر اہل قبلہ ہوں ان کے لیے جہنم کی طرف راستہ بنایا جائے گا۔ جس جہنم کو اللہ تعالیٰ نے مشرق کی طرف خلق کیا ہے

اور قیامت تک جہنم کی آگ، شعلے اور اس کا دھواں ان کی قبر میں آتا رہے گا پھر ان کا انجام دوزخ ہوگا۔

سوال: ضریس کناسی کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری نہر فرات بہشت سے نکلتی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ جبکہ نہر فرات مغرب سے آتی ہے، اور اس سے دوسری نہریں جاری ہوتی ہے۔

جواب: راوی کہتا ہے: امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے رہے اور میں سنتا رہا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مغرب کی جانب ایک بہشت خلق فرمائی ہے اور تمہاری نہر فرات وہاں سے جاری ہوتی ہے، اور ہر رات مومنین کی ارواح اپنی قبروں سے نکل کر وہاں جاتے ہیں۔ اور اس کے جلوے گرتے ہیں۔ اور مومنین اس کے میوے کھاتی ہیں، اور نعمتوں سے استفادہ کرتے ہیں، اور ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور تعارف کرتے ہیں۔ اور جب فجر طلوع ہوتی ہے تو وہاں سے باہر نکلتے ہیں اور آسمان وزمین کے درمیان امن وآمان کرتے ہوئے پرواز کرتے ہیں اور جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اپنی قبروں کو لوٹتے ہیں، اور ہوا میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہوئے تعارف کرتے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مشرق کی طرف ایک دوزخ خلق کی ہے تاکہ اس میں کفار کے ارواح رہیں اور زقوم (تھوہر کا درخت) سے کھائیں اور رات کو گرم پانی پئیں۔ اور جب فجر طلوع ہو جائے تو اس کی حرارت برہوت نامی صحراء میں جمع ہوتی ہے اور ایسی حرارت جو کہ دنیا کی آگ سے کہیں زیادہ جلانے والی ہوتی ہے۔ تو وہ دوزخ میں واپس چلے جاتے ہیں، اور قیامت تک ان کی یہی حالت ہوتی ہے۔

ضریس کناسی کہتے ہیں: میں نے امامؑ کی خدمت میں عرض کی: قربان جاؤں وہ گنہگار مسلمان جو خدا کی وحدانیت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی گواہی

دیتے ہیں، مگر امامت پر یقین نہیں رکھتے اور آپ کی ولایت نہیں مانتے تو ان کی مرنے کے وقت کیا حالت ہوگی۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ لوگ اپنی قبروں میں رہیں گے اور اپنی قبروں سے باہر نہیں آئیں گے اور اہل بیتؑ سے دشمنی نہ رکھتا ہو تو اس کیلیے اس جنت کی جانب راستہ کھول دیا جائے گا جس کو اللہ نے مغرب کی جانب خلق فرمایا۔ اور اس کی روح قیامت کے دن تک داخل ہوگی، یہاں تک کہ وہ خدا سے ملاقات کرکے اور اس کی نیکیوں اور گناہوں کا حساب و کتاب ہو۔ پھر وہ جنت کی طرف یا جہنم کی طرف جائے گا کیونکہ ان لوگوں کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے امر سے وابستہ ہے۔

پھر فرمایا: اور مستضعفین (وہ لوگ جو فکری لحاظ سے کمزور ہیں) اور کم عقل افراد ،بچوں اور مسلمانوں کے گھر پیدا ہونے والے ان کے ساتھ یہیں معاملہ ہوگا۔ جبکہ دشمنان اہلِ بیتؑ اگرچہ مسلمان ہوں، ان کے لئے جہنم کی طرف راستہ بنایا جائیگا، وہ جہنم جسے اللہ تعالیٰ نے مشرق کی سمت پیدا کیا ہے۔ پھر جہنم اس کے شعلے اس کا دھواں اور گرمی قیامت کے دن تک ان تک آتی رہے گی اور ان کا انجام دوزخ ہوگا۔

سوال: محمد بن مسلم کہتے ہیں: ایک بادیہ نشین عرب امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اے اعرابی! کہاں سے آئے ہو؟

کہنے لگا: احقاف سے ،قوم عاد والا احقاف۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم نے وہ تاریکی صحرا دیکھی ہے، کہ جن میں کیڑے مکوڑے ہیں اور اس کی تہہ نظر نہیں آتی کیا تمہیں پتا ہے کہ اس وادی میں کیا ہے؟

کہنے لگا: نہیں خدا کی قسم میں نہیں جانتا۔

جواب: امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ صحرائے برہوت ہے کہ جس میں تمام کافروں کی روحیں جمع ہیں۔

سوال: یزید کناسی کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر پوچھی:

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ

"جس دن اللہ تعالیٰ انبیاء کو جمع کرے گا اور کہے گا (تمہاری دعوت کے مقابلے میں) تمہیں کیا جواب دیا گیا؟ تو انبیاء کہیں گے ہم نہیں جانتے۔" (سورۃ:5، مائدہ، آیت:109)

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت کی تاویل یوں ہیں۔ (انبیاء سے کہا جائے گا) ان اوصیاء کے متعلق جو آپ نے اپنی امتوں بطور جانشین مقرر کیے لوگوں نے کیا رویہ اختیار کیا؟ انبیاء کرام بارگاہِ خداوند میں عرض کریں گے جو کچھ ہمارے بعد ہوا ہم نہیں جانتے۔

سوال: محمد کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ اس آیت کریمہ سے کیا مراد ہے:

فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

"یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ جن کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے" (سورۃ:25، فرقان، آیت:70)

جواب: امام علیہ السلام نے فرمایا: قیامت کے دن گنہگار مومن کو لایا جائے گا وہ حساب کتاب کے مکان پر کھڑا کیا جائیگا پھر اللہ عزوجل خود اس کا حساب وکتاب کرے گا اور دوسرا کوئی انسان اس کے حساب وکتاب سے مطلع نہیں ہوگا، تب اس کے گناہ معلوم ہوں گے، یہاں تک کہ وہ اپنے گناہوں کا اعتراف واقرار کریں۔ اللہ تعالیٰ کاتبوں کو حکم دے گا کہ اس کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دو۔ پھر لوگوں کو دکھاؤ۔ اس وقت لوگ کہیں کہ اس بندے نے تو ایک گناہ بھی نہیں کیا۔ اس وقت اللہ

تعالیٰ حکم دے گا کہ اسے جنت لے جاؤ تو یہ اس آیت کی تاویل اور یہ آیت ہمارے شیعوں کے حق میں بطورِ خاص نازل ہوئی ہے۔

سوال: سلام بن مستنیر کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا:

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا

''جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے۔''

(سورۃ:57، الحدید، آیت:13)

جواب: امامؑ نے فرمایا: جان لو کہ یہ آیت کریمہ ہمارے اور ہمارے شیعوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جب کافر منافق ان سے مخاطب ہوں گے اور جس دن قیامت برپا ہوگی اور اللہ تعالیٰ لوگوں کو محشر کے راستے میں روک لیں گے تو ایک تاریک دیوار لگائی جائے گی جس میں دروازہ ہوگا کہ جس کے اندر رحمت بمعنی نور ہوگا۔ اور سامنے سے عذاب یعنی ظلمت اور تاریکی ہوگی تو اللہ تعالیٰ نے ہم کو اور ہمارے شیعوں کو اس دیوار کے اندر نور اور رحمت سے رکھا ہے۔ ہمارے دشمنوں اور کافروں کو ظلمت اور تاریکی میں رکھا ہے۔ اس وقت ہمارے اور آپ کے دشمن اس دروازے کے سامنے کہ جس کے آگے دیوار ہے تمہیں پکاریں گے اور فریاد کریں گے کیا ہم دنیا میں اکٹھے نہیں تھے؟ کیا ہمارا اور تمہارا نبیؐ ایک نہیں ہے؟ کیا تم اور ہم اکٹھے نماز نہیں پڑھتے تھے؟ اور کیا اکٹھے روزے نہیں رکھتے تھے؟ کیا اکٹھے حج نہیں کرتے تھے؟ تو خدا کی جانب ایک فرشتہ جواب دیگا: جی ہاں! اسی طرح تھا۔ لیکن آپ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد فتنے اور فریب کا راستہ اختیار کیا اور ان کے شیعوں کی پیروی اور اطاعت سے روگردانی اختیار کی کہ جن کی پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا۔ اور ان کی مصیبت اور تکلیف کے اسباب مہیا کیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان میں شک کیا۔ اور تمہیں تمہاری آرزوؤں اور تمناؤں نے

فریب دیا اور تم نے ایسے لوگوں سے دھوکا کھایا کہ جنہوں نے اکٹھے ہو کر اہلِ حق کے خلاف سازش کی۔ اور یوں تم نے اللہ کے حلم اور صبر سے غلط فائدہ اٹھایا۔ تمہیں شیطان نے دھوکا دیا، یہاں تک کہ حضرت علیؑ ابن ابی طالب اور آپ کے بعد والے آئمہ کا حق ظاہر ہو گیا، اور اللہ کا یہ فرمان کہ:

''ایک فریب کار نے تمہیں اللہ کے حکم کے سامنے فریب دیا'' (یعنی شیطان نے) لہٰذا آج نہ تم لوگوں سے اور نہ کافروں سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا۔ یعنی تمہارے لئے کوئی نیکی نہیں ہوگی کہ جس کے بدلے میں اپنی ذات رہا کرو اس کو۔''

مَاْوٰكُمُ النَّارُ ؕ هِيَ مَوْلٰكُمْ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○

(سورۃ:57، الحدید، آیت:15)

''تمہاری جگہ جہنم ہے جو تمہاری سرپرست ہے اور وہ کتنی بری جگہ ہے''

سوال: ابوحمزہ ثمالیؒ کہتے ہیں: میں نے محمد امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے ایسی حدیث بتائیں کہ جس سے مجھے فائدہ ہو۔

امامؑ نے فرمایا: اے ابوحمزہ! سب لوگ جنت میں جائیں گے سوائے اس کے جو انکار کرے۔

میں نے عرض کیا: اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا کوئی ایسا انسان بھی ہے جو جنت جانے سے انکار کردے گا۔

امامؑ نے فرمایا جو، لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہ کہے۔

میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ اللہ! میں سمجھتا ہوں کہ یہ حدیث آپ سے نقل نہیں کرسکتا۔

امامؑ نے فرمایا: کیوں؟

میں نے عرض کیا: میں نے بہت سارے باطل فرقوں مثلاً مرجئہ، قدریہ، حروریہ اور بنوامیہ کو دیکھا ہے کہ وہ سب لاالٰہ الااللّٰہ کہتے ہیں (تو وہ کیوں کر جنت میں داخل ہوں گے)؟

امامؑ نے فرمایا: ہرگز نہیں، بلکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے یہ اقرار چھین لے گا۔ اور ہم اور ہمارے شیعوں کے علاوہ سب اس اقرار سے دور ہوں گے۔ کیا تم نے خدا کا یہ کلام نہیں سنا:

يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۖ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۝

''جس دن روح اور ملائکہ ایک صف میں کھڑے ہوں گے اور کوئی بات نہیں کر سکے گا سوائے اس کے جسے خدائے رحمٰن اجازت دے گا اور وہ صحیح صحیح بات کرے گا۔'' (سورۃ:78، النبأ، آیت:38)

سوال: عمرو بن شیبہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کیا: خدا مجھے آپ پر قربان کرے، قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیر المومنین علی علیہ السلام اور آپؑ کے شیعوں کا کیا مقام ہوگا؟

جواب: امام محمد باقرؑ نے ارشاد فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مولا علیؑ اور آپ کے شیعہ خوشبودار مشک کے ٹیلے پر ہوں گے اور نورانی منبر پر بیٹھے ہوں گے۔ لوگ غمزدہ پریشان ہوں گے جبکہ انہیں کوئی غم نہیں ہوگا، لوگ خوفزدہ ہوں گے اور انہیں کوئی خوف نہ ہوگا۔ اس کے بعد آپ نے اس آیہ کریمہ کی تلاوت فرمائی:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ۝ (سورۃ:27، نمل، آیت:89)

''جو کوئی نیک کام انجام دے گا تو انہیں اس سے بہتر بدلہ ملے گا اور وہ اس

دن کے خوف اور وحشت سے امان میں ہوں گے۔''

(سورۃ:27، نمل، آیت:89)

خدا کی قسم یہاں نیکی سے مراد ولایتِ علیؑ ہے۔

اس وقت فرمایا:

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝

''اس دن کی وحشت اور خوف انہیں غمزدہ نہیں کرے گی اور فرشتے ان کے استقبال کو آئیں گے (اور کہیں گے) یہ وہی دن ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا۔'' (سورۃ:21، انبیاء، آیت:103)

سوال: محمد بن مسلم ثقفی کہتے ہیں کہ امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: ''بے شک عرش کے دائیں جانب کچھ لوگ ہیں جن کے نورانی چہرے ہیں اور نورانی منبر پر جلوہ افروز ہیں۔ جن کو دیکھ کر انبیاء کرام کو بھی رشک آتا ہے جبکہ وہ نہ پیغمبر ہوں گے اور نہ ہی شہید۔''

لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ لوگ نہ تو پیغمبروں میں سے ہیں نہ ہی شہداء میں سے تو انہیں خدا کی بارگاہ میں ایسا عظیم رتبہ کیسے ملا؟

جواب: آپؐ نے فرمایا: یہ علیؑ کے شیعہ ہیں اور علیؑ ان کے امام ہیں۔

سوال: دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ محمد بن مسلم نے کہا کہ مولا قربان جاؤں ان کا کتنا رتبہ ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم یہ علیؑ کے شیعہ ہیں اور وہ ان کے امام ہیں۔

سوال: عبداللہ بن عطا مکی کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق پوچھا:

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لَوۡ كَانُوۡا مُسۡلِمِيۡنَ ○

''بسا اوقات کافر آرزو کریں گے کہ اے کاش وہ مسلمان ہوتے۔''

(سورۃ 15، حجر، آیت:2)

جواب: امامؑ نے فرمایا: قیامت کے دن منادی آواز دے گا جسے تمام مخلوقات سنیں گی کہ سوائے مسلمان کے کوئی داخل نہیں ہوسکتا۔ اس وقت سب لوگ آرزو کریں گے کہ اے کاش وہ مسلمان ہوتے۔

سوال: زرارہؓ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے اس آیہ شریفہ کے متعلق پوچھا۔

يَوۡمَ تُبَدَّلُ الۡاَرۡضُ غَيۡرَ الۡاَرۡضِ (سورۃ:14، ابراہیم، آیت:48)

''جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی۔''

جواب: امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: پاکیزہ روٹی میں تبدیل ہوجائے گی تاکہ لوگ اس میں سے کھائیں یہاں تک کہ حساب سے فارغ ہوجائیں۔

سوال: کسی نے کہا: کیا لوگ اس دن بھی کھانے پینے میں مصروف ہوں گے؟

سوال: امامؑ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کی اولاد کو خالی پیٹ پیدا کیا ہے تو اس کے لیے کھانا پینا ضروری ہے۔ کیا وہ زیادہ مصروف ہیں یا وہ زیادہ جو جہنم کی آگ میں ہیں خدا کی قسم وہ فریاد کریں گے جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَاِنۡ يَّسۡتَغِيۡثُوۡا يُغَاثُوۡا بِمَآءٍ كَالۡمُهۡلِ يَشۡوِى الۡوُجُوۡهَ ؕ بِئۡسَ الشَّرَابُ ؕ

''اور جب وہ پکاریں گے تو پانی مانگیں گے تب ان کیلئے پگھلے ہوئے تانبے کی مانند پانی لایا جائے گا جو چہروں کو بھون ڈالے گا۔ یہ بدترین مشروب ہے۔'' (سورۃ:18، الکہف، آیت:29)

سوال: زرارہ کہتے ہیں: ابرش کلبی نے امام محمد باقرؑ سے اس آیہ کریمہ کے متعلق

پوچھا؟ ''جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی۔''

جواب: امامؑ نے فرمایا: یعنی پاکیزہ روٹی میں بدل دی جائے گی تاکہ لوگ اس سے کھائیں یہاں تک کہ حساب سے فارغ ہوجائیں۔

سوال: ابرش نے عرض کیا: کیا اس دن بھی لوگ کھانے پینے کی فکر میں ہوں گے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: بے شک جبکہ وہ جہنم کی آگ میں بھی جہنمی کھانا کھائیں گے اور گرم پانی پئیں گے جبکہ ان پر عذاب ہورہا ہوگا تو پھر حساب کے وقت کھانا پینا کیسے بھول سکتے ہیں؟

سوال: زرارہؓ کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقرؑ سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

يَوۡمَ تُبَدَّلُ الۡاَرۡضُ غَيۡرَ الۡاَرۡضِ (سورۃ14، ابراہیم، آیت:48)

''جس دن یہ زمین دوسری زمین سے تبدیل ہوجائے گی۔''

جواب: امامؑ نے فرمایا: پاکیزہ روٹی میں بدل دی جائے گی تاکہ لوگ اس میں سے کھائیں یہاں تک کہ حساب سے فارغ ہوجائیں۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَا جَعَلۡنٰهُمۡ جَسَدًا لَّا يَاۡكُلُوۡنَ الطَّعَامَ

''ہم نے ایسا جسم نہیں دیا جو کھانا نہ کھائے۔'' (سورۃ:21، انبیاء، آیت:8)

سوال: ابوالجارود کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

يَوۡمَ يَقُوۡمُ الرُّوۡحُ وَ الۡمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ؕ لَّا يَتَكَلَّمُوۡنَ اِلَّا مَنۡ اَذِنَ لَهُ الرَّحۡمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ○

''جس دن روح اور ملائکہ ایک ہی صف میں کھڑے ہوں گے اور کوئی بات نہ کرے گا سوائے اس کے کہ جسے خدائے رحمٰن نے اجازت دی ہو اور وہ صحیح صحیح بات کرے گا۔'' (سورۃ78، النباء، آیت:38)

جواب: امامؑ نے فرمایا: قیامت کے دن بندوں کے دلوں سے لاالہ الااللہ مٹادیا

جائے گا۔سوائے اُن لوگوں کے جنہوں نے امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت کا اقرار کیا ہو۔انہی کے لئے ارشادِ خداوندی ہے ''سوائے ان کے جسے خدائے رحمٰن نے اجازت دی ہو''یعنی اس کی ولایت کا اقرار کرنے والے ،یہی لوگ ہیں جنہیں لاالہ الااللہ کہنے کی اجازت دی گئی ہے۔

سوال: علی بن ہاشم راوی سے نقل کرتے ہیں کہ ابرش کلبی نے امام محمد باقرؑ سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَ شَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ ○

''شاھد اور مشہود کی قسم'' (سورۃ:85،بروج،آیت:3)

جواب: امامؑ نے فرمایا: اس بارے میں تجھے کیا بتایا گیا ہے؟

سوال: ابرش نے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ شاھد سے مراد جمعہ کا دن ہے اور مشہود سے مراد روزِ عرفہ ہے۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: ایسا نہیں ہے۔شاھد سے مراد روز عرفہ ہے اور مشہود سے مراد قیامت کا دن ہے۔کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ ارشاد خداوندی ہے:

ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ط ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ○

''اُس دن سب لوگوں کو جمع کیا جائے گا اور یہ روزِ مشہود ہے۔'' (ایسا دن جس کا سب روز مشاہدہ کریں گے) (سورۃ:11،ھود،آیت:103)

سوال: ابوالجارود کہتے ہیں کہ امام محمد باقرؑ یا امام محمد صادقؑ سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَ شَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ ○

''شاھد و مشہود کی قسم'' (سورۃ:85،بروج،آیت:3)

جواب: امامؑ نے فرمایا: شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے اور مشہود سے مراد عرفہ کا دن ہے جبکہ موعود سے مراد روز قیامت ہے۔

عبدالرحمٰن بن عبداللہ زہری کہتے ہیں کہ ہشام بن عبدالملک نے حج کیا پھر اس حالت میں کہ اس نے اپنے غلام سالم کا سہارا لیا ہوا تھا، مسجد الحرام میں داخل ہوا۔ اس وقت امام محمد باقرؑ مسجد میں تشریف فرما تھے۔سالم نے ہشام کو بتایا: اے امیر المومنین! یہ محمدؑ بن علیؑ بن الحسینؑ ہیں۔

ہشام نے کہا: وہی جس کے عراق والے عاشق ہیں؟

سالم کہنے لگا: جی ہاں!

سوال: ہشام نے کہا: جاؤ ان سے جا کر پوچھو امیر المومنین آپؑ سے پوچھتے ہیں کہ لوگ قیامت کے دن جب تک حساب سے فارغ ہوں گے کیا کھائیں گے اور کیا پیئیں گے؟

جواب: امام محمد باقرؑ نے ارشاد فرمایا: لوگ ایسے مقام پر ہوں گے جو روٹی کے ٹکڑوں کی طرح پاک و پاکیزہ ہوگا۔محشر ہوگا وہاں نہریں جاری ہوں گی۔وہاں کھائیں گے اور پیئیں گے یہاں تک کہ حساب سے فارغ ہو جائیں۔

سوال: راوی کہتے ہیں کہ ہشام نے دیکھا کہ امامؑ ان پر کامیاب ہو گئے ہیں۔اور آپؑ نے ان کے سوال کا جواب دیا ہے۔کہنے لگا: اللہ اکبر جا کر کہو کہ اس دن کونسی چیز نہیں کھانے پینے سے روکے گی؟

سوال: امامؑ نے فرمایا: حساب والوں کی نسبت جہنمی زیادہ پریشان ہوں گے مگر اس کے باوجود کہیں گے:

اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ط

''ہمیں تھوڑا سا پانی یا اللہ نے تمہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے کچھ ہمیں عنایت کردو۔'' (سورۃ:7،اعراف،آیت:50)

ہشام یہ سن کر خاموش ہوا اور کچھ نہ کہہ سکا۔

سوال: ثمالیؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا ۢ بِسِيْمٰهُمْ ۚ

”اور اعراف کے (بلند مقام) پر کچھ مرد ہوں گے جو سب کو ان کے چہروں سے پہچانیں گے۔“ (سورۃ:7،اعراف،آیت:46)

جواب: امامؑ نے فرمایا: ہم ہی اعراف ہیں جن کی معرفت کے باعث اللہ کی شناخت ہوتی ہے۔ہم ہی وہ اعراف ہیں کہ جنت میں فقط وہی داخل ہوں گے جنہیں ہم پہچانیں گے اور وہ ہمیں پہچانتا ہوگا۔اور وہ لوگ جہنم میں جائیں گے۔جنہیں ہم نہ پہچانیں اور وہ بھی ہمیں نہ جانتا ہو۔اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر چاہتا تو خود کو براہِ راست لوگوں کے سامنے متعارف کراتا لیکن اس پاک ذات نے ہمیں اپنی شناخت کا وسیلہ اور ذریعہ قرار دیا اور اپنی ذات تک پہنچنے کیلئے دروازہ اور راستہ ہمیں بنایا۔

سوال: جابر بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝

”کیا ہم نے جب پہلی مرتبہ اشیاء کو خلق کیا تو ہمیں کوئی مشکل پیش آئی؟ جبکہ یہ منکر لوگ نئی تخلیق کے متعلق شک و تردد میں ہیں۔“

(سورۃ:50،قٓ،آیت:15)

سوال: امامؑ نے فرمایا: اے جابر! اس آیہ کریمہ کی تاویل یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اس مخلوق اور اس عالم کو فنا کرے گا، اہلِ جنت کو جنت میں اور اہلِ دوزخ کو دوزخ میں ٹھہرائے گا، تو اس جہاں کے علاوہ ایک نیا جہاں تخلیق فرمائے گا۔جو اس کی وحدانیت کا اقرار کرتے ہوئے عبادت و بندگی کریں گے۔ان کے لیے اس زمین کے علاوہ ایک زمین خلق فرمائے گا تا کہ اس پر زندگی گزاریں اور اس آسمان کے علاوہ ایک آسمان خلق

فرمائے گا جو ان پر سایہ فگن ہوگا۔شاید تمہارا خیال ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فقط یہی ایک جہاں خلق فرمایا ہے یا تم سوچتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے علاوہ کوئی اور انسان پیدا نہیں کیا۔

جی ہاں! خدا کی قسم بے شک اللہ تعالیٰ نے ہزاروں جہاں اور ہزاروں آدم خلق کئے ہیں اور تم اِن جہانوں اور انسانوں میں آخر میں واقع ہوئے ہو۔

سوال: ابو خالد کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام یا امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کیا: جب جنت والے جنت میں اور اہل دوزخ جہنم میں داخل ہوں گے تو اس کے بعد کیا ہوگا؟

امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ دوسری مخلوق خلق کر سکتا ہے اور ان کے لیے ایسی دنیا قرار دے گا جس کی طرف وہ پلٹ آئے تو وہ کام انجام دے سکتا ہے، لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا کریگا۔

سوال: زرارہؒ کہتے ہیں کہ میں نے امامؑ سے اس آیہ کریمہ کے بارے میں پوچھا:

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ

”اور جو نیک بخت اور سعادت مند ہوں گے تو وہ جنت میں رہیں گے۔“ (سورۃ:11،ہود،آیت:108)

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہ دونوں آیتیں ان سعادت مند یا بد بخت انسانوں کے متعلق نازل ہوئی ہیں جو ہمیشہ جنت یا دوزخ میں نہیں رہیں گے۔اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں باہر نکالے گا لیکن اے زرارہؒ! تم یہ گمان نہ کرو کہ میرا یہ عقیدہ ہے۔

سوال: حمران کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کیا: قربان جاؤں، اس آیت کریمہ کے بارے میں بتائیے:

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَاۗءَ رَبُّكَ ۭ

”ہمیشہ اس میں رہیں گے، جب تک آسمان و زمین قائم ہیں مگر یہ کہ تمہارا

پروردگار چاہے۔" (سورۃ:11،ہود،آیت:107)

کیا اِس میں اہلِ دوزخ شامل ہیں؟ اور کیا یہ آیۂ کریمہ: "ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک آسمان اور زمین، سوا اس کے جو تیرا رب چاہے" کیا آپ کے خیال میں اہل جنت اِس میں شامل ہیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جی ہاں، اگر خدا چاہے کہ ان کے لیے ایک دنیا بنا دے اس میں انہیں لوٹا دے اور جو خدا چاہے وہی انجام دے گا۔ میں نے امامؑ سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا: "ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں، جب تک تیرا رب چاہے۔" امامؑ نے فرمایا: یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو دوزخ سے باہر نکلیں گے۔

سوال: اسکاف کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے آیۂ کریمہ کے بارے میں پوچھا؟

وَ بَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا ۢ بِسِيْمٰهُمْ ۚ

"اوراعراف پر کچھ مرد ہوں گے جو سب کو ان کے چہروں سے پہچانیں گے۔" (سورۃ:7،الاعراف،آیت:46)

امامؑ نے فرمایا: اے سعد! وہاں کچھ مرد جانے پہچانے ہوں گے اور جنت میں فقط وہی داخل ہوگا جو ان کی معرفت رکھتا ہوگا اور جو وہ ہستیاں بھی ان کو پہچانتی ہوگئیں۔

اور جہنم میں فقط وہ لوگ جائیں گے جو ان کے حق کے منکر ہوں اور وہ ہستیاں بھی ان سے لاتعلقی کا اعلان کریں گئیں۔ یہ وہ ہستیاں ہیں جن کی معرفت کے بغیر خدا کی معرفت ناممکن ہے اور وہ لوگ جو لوگوں کے بنائے دین کے پیروکار ہیں وہ ان کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں جنہوں نے معصوم رہبر کی پیروی کی ہے؟ تو جن لوگوں نے گمراہ لوگوں کی پیروی کی اور ان کے راستے پر چلے تو درحقیقت ان کی مثال گندے ناپاک

چشمے کی طرح ہے جو اپنے اوپر گرتا ہے اور جن لوگوں نے آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کی تو گویا ان کی مثال اس پاکیزہ چشمے کی طرح ہے جو علمِ خدا سے جاری ہوتا ہے اور وہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔

یوں اس لئے ہے کہ اگر اللہ تعالٰی چاہتا تو لوگوں کو انبیاء اور آئمہ ھدیٰ کے وسیلے کے بغیر اپنے آثار دکھا کر ہدایت کرتا لیکن اللہ تبارک وتعالٰی نے حضرات محمدؐ وآلِ محمدؑ کو لوگوں کی ہدایت کا دروازہ قرار دیا جہاں سے لوگ خدا تک پہنچتے ہیں۔ اسی لئے قرآنِ مجید نے ارشاد فرمایا:

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا

"یہ اچھا کام نہیں ہے کہ گھروں کی دیوار پھلانگ کر پیچھے سے آؤ بلکہ اچھائی اور نیکی اس کے لئے جو تقویٰ اختیار کرے جو گھر میں دروازے سے داخل ہو۔" (سورۃ:2،بقرۃ،آیت:189)

سوال: ہلکام کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے اس آیۂ کریمہ کے بارے میں پوچھا:

وَ بَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا ۢ بِسِيْمٰهُمْ ۚ

"اوراعراف پر کچھ مرد ہوں گے جو سب کو ان کے چہروں سے پہچانیں گے" (سورۃ:7،الاعراف،آیت:46)

جواب: امامؑ نے فرمایا: کیا تم لوگ اپنے بزرگوں اور معروف لوگوں کو نہیں پہچانتے اور کیا جو لوگ تمہارے قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں، ان میں تم اچھے اور برے کو نہیں پہچانتے؟

میں نے عرض کیا: جی، پہچانتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: ہم وہی لوگ ہیں جو ہر ایک کو اُس کے چہرے سے پہچانتے ہیں۔

سوال: برید عجلی کہتے ہیں کہ میں نے امامؑ سے اس آیۂ کریمہ کے بارے میں پوچھا ''اوراعراف پر کچھ مرد ہوں گے جو ہرایک کوان کے چہروں سے پہچانیں گے''، یہ آیت اس امت کے لیے نازل ہوئی ہے اور یہاں مردوں سے وہی آئمہ اہل بیتؑ مراد ہیں۔ میں نے اعراف کے بارے میں عرض کیا: کہ کہاں ہے۔

امامؑ نے فرمایا: جنت اور جہنم کے درمیان ایک راستے کا نام ہے۔ تو جس گنہگار مومن کی ہم آئمہ میں سے کوئی شفاعت کرے تو وہ نجات پائے گا اور جس کسی کی شفاعت نہ کریں گے وہ ہلاک ہوجائے گا۔

سوال: بشر ابنِ شریح بصری کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کیا: قرآن کریم کی کونسی آیت میں رحمت کی زیادہ امید ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: تمھاری قوم اس بارے میں کیا کہتی ہے؟

میں نے عرض کیا: وہ کہتے ہیں کہ یہ آیۂ کریمہ:

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ

''اے میرے بندو! کہ جنہوں نے اپنے آپ پر ستم کیا، خدا کی رحمت سے مایوس اورنا امید نہ ہوجاؤ۔'' (سورۃ:39، زمر، آیت:53)

امامؑ نے فرمایا: لیکن ہم اہلِ بیتؑ اس طرح نہیں کہتے۔

میں نے عرض کیا: تو آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: ہم کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں سب سے زیادہ امید والی یہ آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ خود اپنے نبیؐ سے فرماتا ہے:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝

''اور بہت جلد تیرا رب اس قدر تمہیں عطا کریگا کہ تم راضی اور خوش ہوجاؤ گے۔'' (سورۃ:93، الضحیٰ، آیت:5)

اس سے مراد شفاعت ہے۔ خدا کی قسم، شفاعت مراد ہے۔

سوال: فضیل کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے آیۂ کریمہ کے بارے میں پوچھا:

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ ۚ (سورۃ:17 اسراء آیت:71)

''جس دن ہر گروہ کوان کے امام کے ساتھ پکارا جائے گا۔''

جواب: امامؑ نے فرمایا: قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے زمانے کے لوگوں کے ساتھ آئیں گے اور امیر المؤمنین حضرت علیؑ اپنے زمانے کے لوگوں کے ساتھ آئیں گے اور امام حسنؑ اپنے زمانے کے لوگوں کے ساتھ آئیں گے۔ اسی طرح امام حسینؑ اپنے زمانے کے لوگوں کے ساتھ آئیں گے اور جو آدمی جس امامؑ کے زمانے میں فوت ہوگا وہ اپنے امامؑ کے ساتھ صحرا قیامت میں حاضر ہوگا۔

سوال: محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے اس آیۂ کریمہ کے بارے میں پوچھا کہ ''جس دن ہم ہر انسان کواس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔''

جواب: امامؑ نے فرمایا: دنیا میں انسان جس کسی کی پیروی کرتا ہوگا، قیامت کے دن اسی کے ساتھ آئے گا۔ یہاں تک کہ سورج اور چاند کو حاضر کیا جائے گا ان لوگوں کے ہمراہ جو خدا کو چھوڑ کر سورج اور چاند کی عبادت کرتے تھے اور انہیں سورج اور چاند کے ہمراہ جہنم میں ڈال دیں گے۔

سوال: سہل بن احمد دین وری کہتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ جابر نے امام محمد باقرؑ سے عرض کیا: قربان جاؤں اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اپنی محترمہ حضرت فاطمہؑ کی شان میں کوئی حدیث بیان فرمائیں تاکہ جب شیعوں کے سامنے بیان کروں تو وہ خوش ہوجائیں۔

جواب: امام محمد باقرؑ نے فرمایا: میرے والدگرامی نے میرے دادا سے اورانہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! سے یہ حدیث بیان کی ہے۔ آپ نے

فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا، تمام انبیاء اور رسولوں کے لیے نورانی ممبر رکھے جائیں گے۔ اس دن میرا ممبر تمام ممبروں سے بلند ہوگا۔ اس وقت پروردگارِ عالم کا ارشاد ہوگا کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ خطاب کریں۔ میں اس وقت ایسا خطاب کروں گا کہ کسی نبی یا رسول سے اس جیسا خطاب نہ سنا ہوگا۔ پھر انبیاء کے جانشینوں کے لئے نورانی منبر نصب ہوں گے۔ پھر میرا جانشین علیؑ ابی ابوطالب کیلئے اُن کے درمیان بلند ترین منبر رکھا جائے گا۔ اس وقت ارشاد خداوندی ہوگا:

اے علیؑ! آپ خطاب کریں۔ جس کے بعد علیؑ ایسا خطاب کریں گے کہ کسی وصی یا جانشین نے اس جیسا خطبہ نہ سنا ہوگا۔

اس وقت انبیاء کرام کے فرزندوں کے لئے منبر لگائیں جائیں گے، تب میرے دوفرزندوں اور دونواسوں کیلیے جو کہ میرے پیارے پھول ہیں نورانی منبر لگائے جائیں گے۔

اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ آپ خطاب کریں، تب حسنینؑ ایسا خطبہ پڑھیں گے کہ اولادِ انبیاء نے کبھی ایسا خطبہ نہ سنا ہوگا۔

اس وقت ایک منادی یعنی جبرائیلؑ آواز دیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہؑ کہاں ہے؟ خدیجہ بنتِ خویلد کہاں ہے؟ عمران کی بیٹی مریمؑ کہاں ہے؟ آسیہ بنت مزاہم کہاں ہے؟ ام کلثوم اور ام یحیٰ بنتِ زکریاؑ کہاں ہیں؟ جب وہ کھڑی ہوں گی تو ارشادِ خداوندی ہوگا کہ

''اے لوگو! آج عزت وعظمت کن کے لیے ہے؟''

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علیؑ، حضرت امام حسنؑ، حضرت امام حسینؑ کہیں گے کہ عزت وعظمت خدائے واحد وقہار کے لیے ہے۔

ارشادِ رب العزت ہوگا: اے محشر والو! میں نے محمدؐ، علیؑ، حسنؑ، حسینؑ اور فاطمہؑ کو عزت وعظمت عطا کی ہے۔

اے محشر والو! اپنے سر نیچے کرلو اور آنکھیں بند کرلو تاکہ فاطمہؑ جنت کی طرف گزر جائے، اس وقت حضرت جبرائیلؑ جنتی اونٹوں میں سے ایک اونٹ لائے گا کہ جس کے دونوں جانب جنتی پوشاک ہوگی اور اُس کی مہار ہیرے سے ہوگی اور اُس پر کجاوہ مرجان کا ہوگا۔

اونٹ کو آپ کے سامنے بٹھایا جائے گا اور جنابِ سیدہؑ سوار ہوں گی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ ایک لاکھ فرشتے دائیں جانب اور ایک لاکھ فرشتے بائیں جانب بھیجے گا، تاکہ آپ روانہ ہوں اور ایک لاکھ فرشتے حاضرِ خدمت ہوں گے تاکہ آپ کو اپنے پروں پر اُٹھا کر جنت تک لائیں۔

جب آپؑ جنت کے دروازے تک پہنچیں گی اور پیچھے مڑ کر دیکھیں گی تو ارشادِ خداوندی ہوگا کہ اے میرے محبوب کی بیٹی! آپ پیچھے مڑ کر کیوں دیکھ رہی ہیں؟ جبکہ میں نے حکم دیا کہ آپ جنت میں داخل ہو جائیں۔ تو سیدہ فاطمہؑ کہیں گی کہ ایسے دن میں میری قدر ومنزلت پہچانی جائے۔

ارشادِ رب العزت ہوگا: اے میرے محبوب کی بیٹی! واپس آجاؤ اور دیکھو جس کسی کے دل میں تیری اور تیرے فرزندوں کی محبت ہے، انہیں جنت میں لے کر جاؤ۔ امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں: اے جابرؓ! خدا کی قسم سیدہ فاطمہؑ اس دن اس پرندے کی طرح جو اچھے دانے کو برے دانوں سے جدا کرتا ہے، اپنے شیعوں اور اپنے محبوں کو محشر سے جدا کر کے نجات دیں گی۔

جس وقت جنابِ سیدہ اپنے شیعوں کے ہمراہ دروازۂ جنت تک پہنچیں گی اللہ تعالیٰ فاطمہؑ کے شیعوں کے دلوں میں یہ خیال ڈالے گا کہ وہ پیچھے مڑ کر دیکھیں تو جب آپ کے شیعہ پیچھے مڑ کر دیکھیں گے، ارشاد خدا ہوگا کہ اے میرے دوستو! تم لوگوں نے کس لیے پیچھے دیکھا؟ جبکہ میں نے تمہارے حق میں فاطمہؑ کی شفاعت قبول کر لی ہے۔

شیعہ کہیں گے: پروردگار! ہم چاہتے ہیں کہ ایسے عظیم دنوں میں۔ ارشاد خداوند ہوگا: اے میرے دوستو! واپس لوٹو اور دیکھو جس کسی نے فاطمہؑ کی محبت کے سبب تم سے محبت کی، سیدہ فاطمہؑ کی محبت میں تمہیں کھانا دیا یا سیدہ کی محبت میں تمہیں لباس دیا یا سیدہ کی محبت میں پانی پلایا، تمہیں یا تمہاری غیبت اور گلا کو دور کیا اور تمہاری عدم موجودگی میں تمہارا دفاع کیا، اسے ہاتھ سے پکڑو اور جنت میں لے جاؤ۔

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں: خدا کی قسم ان لوگوں میں سے سوائے کافر، منافق یا شکی مزاج کے کوئی باقی نہیں رہے گا۔ اس وقت جب کفار جہنم کی وادیوں میں جلیں گے تو پکاریں گے جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ○ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ○

''افسوس کہ آج ہماری شفاعت کرنے والا کوئی نہیں اور نہ ہی ہمارا کوئی شفیع دوست۔'' (سورۃ:26، شعراء، آیۃ:100، 101)

پھر کہیں گے:

فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○

''اے کاش ہم دوبارہ دنیا میں لوٹ جائیں اور مومنین میں شامل ہو جائیں۔'' (سورۃ:26، شعراء، آیت:102)

امامؑ فرماتے ہیں: ہرگز نہیں، ہرگز نہیں، ان کی خواہش نا قابلِ عمل ہوگی۔

وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○

''اور اگر دنیا میں واپس لوٹیں تو پھر عمل انجام دیں گے جن سے انہیں منع کیا گیا تھا۔'' (سورۃ:6، الانعام، آیت:28)

سوال: عمر بن عبداللہ ثقفی کہتے ہیں: شام کے ایک عیسائی نے امام محمد باقرؑ سے جنت والوں کی خصوصیات کے متعلق پوچھا کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ جنت میں کھائیں

گے لیکن رفع حاجت کی ضرورت نہ ہوگی؟ کیا دنیا میں اس کی کوئی نظیر موجود ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جی ہاں، بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہے ماں کی غذا میں سے کھاتا ہے مگر رفع حاجت نہیں کرتا۔

سوال: محمد بن ہاشم نے ایک شخص سے روایت کی ہے کہ ابرش کلبی نے امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کیا: سنا ہے کہ آپ نے اس آیۂ شریفہ ''جس دن یہ زمین دوسری زمین میں تبدیل ہو جائے گی'' کے متعلق فرمایا: کہ زمین روٹی میں بدل جائے گی۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! زمین روٹی میں بدل جائے گی اور وقتِ حساب اس سے کھائیں گے۔

ابرش نے ہنستے ہوئے کہا: کیا اس دن بھی لوگوں کو کھانے کی فکر ہوگی؟

امامؑ نے فرمایا: افسوس تمھارے اوپر! تیرے خیال میں لوگ کس وقت زیادہ پریشان ہوں گے جس وقت صحرائے محشر میں حساب کے لیے کھڑے ہیں؟ یا اس وقت جب جہنم کی آگ میں جل رہے ہوں گے؟

ابرش نے عرض کیا: جس وقت جہنم کی آگ میں جل رہے ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: تم پر افسوس ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ○ فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ○ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ○ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ○

''جہنمی لوگ زقوم کے درخت سے کھائیں گے اور اسی سے اپنے پیٹ کو بھریں گے۔ اس پر جہنمکے گرم پانی سے پئیں گے اور پیاسے اونٹ کی طرح وہ گرم پانی پئیں گے۔'' (سورۃ:56، واقعہ، آیت:52، 55)

راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر ابرش خاموش ہو گیا۔

دوسری روایت میں یوں بیان ہوا ہے کہ امام محمد باقرؑ نے جواب میں فرمایا: وہ

جہنم کی آگ میں ہوں گے۔اس کے باوجود ضریع جو کہ بدبودار گھاس ہے وہ کھائیں گے اور گرم پانی پئیں گے۔جب عذاب کی حالت میں کھانا پینا نہیں بھولتے تو پھر حساب و کتاب کے وقت کیسے بھولیں گے۔

سوال: ھلقام کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰهُمْ ۚ

''اوراعراف پر کچھ مرد ہوں گے،جو ہرایک کو ان کے چہروں سے پہچانیں گے۔'' (سورۃ:7،اعراف،آیت:46)

جواب: امامؑ نے فرمایا: ہم ہی وہ مرد ہیں، آئمہ اہلِ بیتؑ جو ہر جنت اور جہنم میں داخل ہونے والے ہر فرد کو اس طرح پہچانیں گے جس طرح تم اپنے قبیلے کے اچھے برے آدمی کو پہچانتے ہو۔

سوال: حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے اپنے والد گرامی حضرت امام جعفر صادقؑ سے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے والد گرامی حضرت امام محمد باقرؑ سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

''جس کے عمل کا پلڑا بھاری ہوگا تو وہ کامیاب ہوں گے۔''

(سورۃ:23،مومنون،آیت:102)

امامؑ نے فرمایا: یہ آیہ کریمہ ہماری شان میں نازل ہوئی ہے۔اس کے بعد فرمایا: جبکہ یہ آیہ کریمہ کیا ہماری آیتیں تمھارے اوپر نہ پڑھی گئیں؟ یعنی مولا علیؑ کے بارے میں:

فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝

''لیکن تم اس کو جھٹلاتے تھے'' (سورۃ:23،مومنون،آیت:105)

سوال: ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا

''یقیناً جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ تعالیٰ ہی ہے پھر اس بات پر قائم رہیں۔'' (سورۃ:41،فصلت،آیت:30)

جواب: امامؑ نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم، وہی راستہ ہے جس پر تم گامزن ہو۔اسی کیلئے ارشاد خداوندی ہے:

وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ۝

''اوراگر وہ ایمان کے راستے میں ثابت قدم رہتے تو بہت زیادہ پانی سے انہیں سیراب کرتے۔'' (سورۃ:72،جن،آیت:16)

سوال: میں نے عرض کیا: مومنین پر ملائکہ کب نازل ہوتے ہیں؟ اور کہتے ہیں کہ ڈرو نہیں اور غم نہ کرو اور تمہیں اس جنت کی خوشخبری ہو جو تمھارے انتظار میں ہے۔ہم دنیا و آخرت میں تمھارے دوست ہیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: موت کے وقت اور قیامت کے دن۔

سوال: محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا: مجھے بتائیں کہ کافر کیلئے موت بہتر ہے کہ زندگی؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: موت مومن اور کافر دونوں کے لئے بہتر ہے۔

سوال: میں نے عرض کیا: کس لئے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: کیونکہ ارشاد رب العزت ہے:

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝ (سورہ:3،آل عمران،آیت:198)

''اور نیک انسان کے لئے جو کچھ خدا کے پاس ہے وہ کہیں بہتر ہے۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا

نُمۡلِیۡ لَهُمۡ لِیَزۡدَادُوۡۤا اِثۡمًا ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ مُّهِیۡنٌ ۝

''اور کافر لوگ یہ گمان نہ کریں کہ ہم نے انہیں مہلت دے دی ہے تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ ہم نے انہیں مہلت صرف اس لئے دی ہے کہ وہ اپنے گناہوں میں اضافہ کریں اور ان کیلئے خوار کرنے والا عذاب ہے۔'' (سورہ:3،آل عمران،آیت:178)

سوال: زرارہؒ کہتے ہیں: میں حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں موجود تھا۔ آپ نے آدمؑ کے بیٹے (قابیل) قاتل کا ذکر فرمایا۔

میں نے عرض کیا: اس کا کیا حال ہے؟ کیا وہ دوزخی ہے؟

جواب: امامؑ نے ارشاد فرمایا: سبحان اللہ! اللہ اس سے کہیں بڑھ کر عدل وانصاف کرنے والا ہے کہ دنیا اور آخرت کا عذاب اس پر اکھٹا کرے۔

سوال: ابومحمود نے حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں تفصیلی خط لکھا۔ امامؑ نے اُس نے خط کے جواب میں تحریر فرمایا:

جواب: ''جہاں تک دنیا کا تعلق ہے، تو ہم اس میں جدا جدا شہروں میں رہتے ہیں لیکن جو آدمی اپنے آقا کی مرضی کے مطابق زندگی گذار دے اور اس کے راستے پر چلے تو وہ اس کے ساتھ رہے گا اگرچہ دنیا میں اس سے دور کے فاصلے پر زندگی گذار دی ہو اور جہاں تک آخرت کا تعلق ہے تو وہ آرام اور سکون کا گھر ہے۔''

سوال: ابوعبداللہ قزوینی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ کس وجہ سے انسان کی ولادت ایک جگہ جبکہ وفات کہیں اور واقع ہوتی ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تو انہیں زمین کی مٹی سے پیدا کیا۔ اس لئے ہر انسان اپنی اصلی مٹی کی طرف پلٹتا ہے۔

باب چہارم

قرآنِ کریم اور بعض آیاتِ کریمہ کی تاویل کے متعلق سوالات پر مشتمل ہے

سوال: ابوعبیدہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے اس فرمان خداوندی کے متعلق پوچھا:

الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۝ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ

''الٓمٓ۔ روم والے شکست کھا گئے اور یہ شکست نزدیکی زمین پر واقع ہوئی۔'' (سورۃ:30،روم،آیت:1،3)

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے ابوعبیدہ! اس آیۂ کریمہ کی ایک تفسیر ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ اور رَاسِخُوۡنَ فِی الۡعِلۡمِ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جب رسول اللہؐ نے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی، اس وقت اسلام کامیاب اور ظاہر ہو چکا تھا۔ تو آپؐ نے روم کے بادشاہ کو خط لکھا جبکہ فارس (ایران) کے بادشاہ کو دوسرا خط لکھا اور اس خط کے ساتھ اپنا نمائندہ بھی بھیجا، تاکہ اسے اسلام کی دعوت دے۔

روم کے بادشاہ نے رسول اللہؐ کے خط کا احترام کیا اور آپؐ کے قاصد کا احترام کیا جبکہ ایران کے بادشاہ نے آپؐ کے خط کی اہانت کرتے ہوئے اسے پھاڑ ڈالا اور آپؐ کے نمائندے کی توہین اور تحقیر کی۔

ایران کا بادشاہ ان دنوں رومی بادشاہ سے جنگ لڑ رہا تھا اور مسلمانوں کی

خواہش تھی کہ رومی شہنشاہ ایرانی بادشاہ پر کامیابی حاصل کر لے، کیونکہ وہ ایسے خطے میں رہ رہے تھے کہ انہیں بادشاہ ایران سے بڑھ کر بادشاہ روم سے امید تھی۔

جب ایرانی بادشاہ نے بادشاہ روم پر کامیابی حاصل کی تو مسلمان روئے اور غمگین ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیۂ کریمہ نازل فرمائی۔ ''الم۔ رومی ہار گئے اور یہ شکست نزدیکی سرزمین پر واقع ہوئی''

یعنی ایران نے روم پر زمین کے نزدیک ترین نقاط، شام اور اس کے اطراف میں کامیابی حاصل کی۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا:

''اور فارس والے روم پر کامیابی کے بعد بہت جلد چند سالوں میں شکست کھا جائیں گے۔''

اور فرمایا:

''یہ سب کام خدا کی طرف سے ہیں، چاہے اس حکم سے پہلے یا بعد میں اور اس دن اہلِ ایمان ایک اور کامیابی کے باعث خوش ہوں گے، خدا کی مدد سے اور وہ جس کی چاہے مدد کرتا ہے۔''

سوال: میں نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے یوں نہیں فرمایا کہ ''چند سالوں میں'' جبکہ مسلمانوں کو رسولؐ اللہ، آپؐ کے بعد خلافتِ حضرت ابوبکرؓ میں کئی سال گذر گئے، یہاں تک کہ مومنین نے خلافتِ حضرت عمرؓ میں فارس پر قبضہ کیا۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: کیا میں نے تجھے نہیں بتایا تھا کہ اس آیت کیلئے تأویل اور تفسیر ہے؟ اے ابوعبیدہ! قرآن حکیم میں ناسخ اور منسوخ بھی ہے؟

کیا تم نے یہ نہیں سنا ''سب کام خدا کی طرف سے ہیں۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد (شکست اور کامیابی) یعنی مشیت اسی کے ہاتھ میں ہے کہ وہ مقدم کو مؤخر

کر دے اور مؤخر کو مقدم کر دے، یہاں تک کہ مؤمنین کی کامیابی کا یقینی دن آن پہنچے۔

جیسا کہ ارشاد فرمایا:

وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ بِنَصْرِ اللّٰهِ ط يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ط

''اور اس دن مومنین خوش ہوں گے اللہ کی مدد کے سبب اور وہ جس کی چاہے مدد فرماتا ہے۔'' (سورۃ:30، روم، آیت:4،5)

سوال: محمد بن مسلم کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے ''شب قدر'' کے متعلق پوچھا تو امامؑ نے فرمایا:

جواب: شبِ قدر وہ رات ہے جس میں فرشتے اور لکھنے والے آسمان دنیا پر آتے ہیں اور پورے سال میں جو کچھ واقع ہوگا اور جو کچھ بندوں پر واقع ہوگا وہ سب لکھتے ہیں اور امر کا تعلق خدا کی مشیت سے ہے، وہ جسے چاہے مقدم کرتا ہے اور جسے چاہے مؤخر کر دیتا ہے۔ اسی لئے ارشاد فرمایا:

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ ج وَ عِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ○

''اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے محو کر کے مٹاتا ہے اور جسے چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور ام الکتاب یعنی لوحِ محفوظ اسی کے پاس ہے۔'' (سورۃ:13، رعد، آیت:39)

سوال: سدیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ○

''وہ غیب کا جاننے والا ہے تو اس نے کسی کو اپنے غیب کے اسرار سے آگاہ نہیں کیا۔'' (سورۃ:72، جن، آیت:26)

جواب: امامؑ نے فرمایا:

اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ○

"سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے تو تحقیق ان کے آگے اور پیچھے مقرر کئے ہیں۔" (سورۃ:72،جن،آیت:27)

اور خدا کی قسم محمدؐ ان پسندیدہ رسولوں میں سے تھے جبکہ "عالم الغیب" تو تحقیق اللہ تعالیٰ، جو کچھ لوگوں سے پوشیدہ ہے اسے جانتا ہے۔ جو مقدر کرتا ہے اور اپنے علم سے حکم فرماتا ہے۔

اے حمران! یہ وہی علم ہے جو اس ذات تک محدود ہے۔ اس علم میں مشیت اور ارادہ خدا کے پاس ہے اگر چاہے تو حکم دیتا ہے اور اگر بداء حاصل ہو جائے تو حکم نہیں دیتا۔ اور جس کا علم اللہ مقدر کرتا اور اس کا حکم دیتے ہوئے دستخط کرتا ہے وہی علم جو کہ رسول اللہؐ اور پھر ہمارے پاس ہے۔

سوال: جابر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ○ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا

"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کلمہ طیبہ کو شجرہ طیبہ سے تشبیہ دیتا ہے کہ جس کی جڑیں ثابت اور شاخیں آسمان پر ہیں۔ ہر وقت اپنا ثمر اور میوہ اپنے پروردگار سے لے گا۔" (سورۃ14، ابراہیم آیت:24،25)

جواب: امام نے فرمایا: درخت سے مراد رسول اللہؐ ہیں، اور اس کا تنا حضرت علیؑ ہیں اور اس کی شاخ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہؐ ہیں۔ درخت کا میوہ اور ثمر آپ کے بیٹے (امام حسنؑ اور امام حسینؑ) ہیں اور اس کے پتے ہمارے شیعہ ہیں۔ جب کوئی مومن شیعہ مرتا ہے تو اس درخت سے ایک پتہ گرتا ہے اور جب کوئی شیعہ متولد ہوتا ہے تو اس درخت میں ایک پتہ اُگتا ہے۔

سوال: یہ روایت گذشتہ جابر والی روایت کی طرح ہے سوائے اس کے کہ اس

روایت کے آخر میں امام محمد باقرؑ نے فرمایا: تؤتی اکلھا...... سے مراد یہ ہے کہ ہر سال حج اور عمرہ کے موقعہ پر حلال وحرام کے مسائل آئمہ کی جانب بیان ہوتے ہیں۔

سوال: ابو خالد کابلی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا

"پس ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا۔" (سورۃ:64،تغابن،آیت:8)

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے ابو خالد! یہاں نور سے مراد قیامت تک آلِ محمدؐ سے تعلق رکھنے والے آئمہ ہیں۔ خدا کی قسم یہ وہی نور ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے ہیں۔

سوال: عبداللہ بن سنان کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: ایک دن حسن بصری امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا: اے بصرہ کے رہنے والے بھائی! میں نے سنا ہے کہ تم نے اللہ کی کتاب سے ایک آیۂ کریمہ کی غلط تفسیر کی ہے، اگر یہ درست ہے تو تم نے اپنے آپ کو اور دوسروں کو ہلاکت میں ڈال دیا ہے۔ حسن بصری کہنے لگا: قربان جاؤں کون سی آیۂ کریمہ؟

امامؑ نے فرمایا: اس آیۂ کریمہ کے متعلق:

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ۭ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ○

"اور ان کے درمیان اور بابرکت شہروں کے درمیان واضح شہر مقرر کئے اور ان کے درمیان سفر کو متناسب قرار دیا، اور انہیں کہہ دیا کہ شب و روز ان قصبوں میں مکمل امن کے ساتھ سفر کرو۔"

(سورۃ:34،سباء،آیت:18)

تم پر افسوس اللہ نے کیونکر کچھ لوگوں نے کے لیے پرامن شہر قرار دیا ہے جبکہ مکہ اور مدینہ اوران کے درمیان ان کے اموال لوٹ لئے جاتے ہیں؟اوراغوا ہوتے ہیں یا قتل کئے جاتے ہیں؟

اس کے بعد آپؑ کچھ دیر خاموش رہے۔اس کے بعد اپنے مبارک ہاتھ سے اپنے سینۂ مبارک کی جانب اشارہ فرمایا: ہم ہیں وہ قصبے کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے بابرکت قرار دیا ہے۔

حسن بصریؒ نے عرض کیا: قربان جاؤں، کیا اللہ کی کتاب میں ایسی کوئی مثال ہے، جہاں قصبہ مرد کے معنی میں استعمال ہوا ہو؟

امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! خدا کا فرمان ہے کہ

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَ رُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا وَّ عَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ○ (سورۃ:65،الطلاق،آیت:8)

''اور کتنے ہی شہر اور قصبے تھے کہ جنہوں نے خدا کی اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی تو ہم نے ان کا جلد حساب کیا اور انہیں ایسے عذاب میں گرفتار کیا کہ جس کی مثال ملنا مشکل ہے''

اب تم ہی بتاؤ کہ جس نے خدا کے حکم کی نافرمانی کی وہ کون تھے؟ کیا شہر کے گھروں اور دیواروں نے ان کی نافرمانی کی یا اس میں رہنے والے لوگوں نے؟

عرض کی: قربان جاؤں مزید وضاحت فرمائیں؟

امامؑ نے فرمایا: سورہ یوسف میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ط

''اور اس قصبے سے پوچھو کہ جس میں ہم تھے نیز اس قافلے سے جن کے ساتھ ہم آئے۔'' (سورۃ:12،یوسف،آیت:82)

یہاں کُن سے پوچھنے کا حکم دیا گیا؟ قصبے اور قافلے سے یا ان میں موجود لوگوں سے؟حسن بصریؒ نے کہا: قربان جاؤں، مجھے ظاہری قصبوں (قرآنی ظاہرہ) کے مفہوم کے بارے میں آگاہ فرمائیں۔

امامؑ نے فرمایا: ان سے مراد ہمارے شیعہ ہیں، یعنی شیعہ علماء

سوال: ابو محمد حناط کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ان آیات کریمہ کے تعلق پوچھا:

نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ○ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ○ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ○ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ○

''اسے روح الامینؑ نے نازل کیا تیرے پاکیزہ دل پر تا کہ آپ ڈرانے والے ہوں، واضح عربی زبان میں جبکہ اس کی توصیف اور تعریف سابقہ کتب میں آچکی ہے۔'' (سورۃ:26،شعراء،آیت:193،196)

سوال: امامؑ نے فرمایا: منظور حضرت علیؑ کی ولایت ہے

ابو عبیدہ خداء کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے استطاعت اور اس کے متعلق لوگوں کے نظریات پوچھے: امامؑ نے اس آیۂ کریمہ کی تلاوت فرمائی:

وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ○ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ط وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ط

''لوگ ہمیشہ اس بارے میں مختلف عقیدہ رکھتے ہوں گے سوائے اس کے کہ تیرا رب رحم فرمائے (اور انہیں سیدھے راستے کی ہدایت کرے)۔'' (سورۃ:11،ہود،آیت:118،119)

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے ابو عبیدہ! لوگ حق بات تک پہنچنے میں مختلف ہیں اور سب ہی ہلاکت میں ہیں (کیونکہ حق کو چھوڑ کر باطل کی پیروی کرتے ہیں)۔

میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''سوائے اس کے جس پر تیرا رب رحم فرمائے۔''

امامؑ نے ارشاد فرمایا:

''ان سے مراد ہمارے شیعہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت کیلئے پیدا کیا ہے۔''

اسی لیے ارشاد فرمایا:

وَرَحْمَتِىْ وَسِعَتْ كُلَّ شَىْءٍؕ

''انہیں اپنی رحمت کے لیے پیدا فرمایا۔'' (سورۃ:7،اعراف،آیت:156)

یعنی امام کی اطاعت کیلئے پیدا کیا اور امام اللہ تعالیٰ کی وہ رحمت ہے جس کیلئے فرمایا کہ میری رحمت ہر چیز کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔

اس رحمت سے مراد امامؑ کا علم ہے اور امامؑ کا علم جو خدا کے علم سے مأخوذ ہے، اس نے ہر شے کا احاطہ کیا ہے اور ہر شے سے مراد ہمارے شیعہ ہیں (کہ جنہیں امامؑ کے علم نے احاطہ کیا ہے) دوسرے لوگ چونکہ امامؑ کے علم سے بے بہرہ رہے ہیں، لہٰذا یہ رحمت انہیں شامل نہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اللہ کی رحمت کو پرہیزگاروں کیلئے لکھیں گے۔'' یعنی امامِ معصومؑ کے علاوہ باطل اور جھوٹے رہبروں کی اطاعت سے پرہیز کرتے ہیں۔ پھر ارشاد ہوا:

يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِى التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ

''وہ اسے اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پائیں گے۔''

(سورۃ:7،اعراف،آیت:157)

ان سے مراد نبی اکرمؐ، ان کے جانشین (مولا علیؑ) اور حضرت قائمؑ ہیں۔

''وہ انہیں نیکی کی دعوت دیتے ہیں'' جب آپؑ قیام فرمائیں گے ''اور برے کاموں سے روکتے ہیں'' اور یہاں منکر سے مراد وہ شخص ہے جو امامؑ کے فضائل کا انکار کردے اور منکر ہو جائے۔ ''اور ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتا ہے'' پاکیزہ چیز سے مراد اہل سے علم حاصل کرنا ہے۔

''اور ان کیلئے پلید چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے۔'' پلید چیزوں سے مراد مخالفین کے نظریات ہیں ''اور ان کی گردن سے سنگین وزن اتارتا ہے'' یہ وہ گناہ ہیں جو امام کی معرفت سے پہلے انجام دیئے۔ اور وہ زنجیریں جو ان کے کاندھوں پر تھیں۔ زنجیر سے مراد وہ باتیں ہیں جو امامؑ کے فضائل کے انکار میں کہی تھیں، تو جب انہوں نے امام کی فضیلت کو پہچانا تو ان کا بوجھ اترا اور بوجھ سے مراد گناہ ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کا تعارف کرایا تو جو ان پر ایمان لائے یعنی امام پر اور ان کی عزت کی، ان کی مدد کی، اور اس نور کی پیروی کی جو آپؐ کے ساتھ نازل ہوا، وہ کامیاب ہیں یعنی جن لوگوں نے جبت اور طاغوت سے دوری اختیار کی اور...... سے مراد فلاں فلاں اور فلاں شخص ہیں اور عبادت سے مراد ان کی اطاعت ہے۔ پھر ارشاد فرمایا:

وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا (سورۃ:39، زمر، آیت:54)

''اپنے رب کی طرف لوٹ آؤ اور اسکے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرلو۔''

پھر انہیں بدلہ دیتے ہوئے یہ فرمایا:

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِؕ

(سورۃ:10، یونس، آیت:64)

''ان کے لیے دنیا اور آخرت میں خوشخبری ہے۔''

اور امام انہیں قائمؑ کے قیام، ان کے ظہور اور دشمنانِ اہلِ بیتؑ کے قتل ہونے اور آخرت کی نجات اور محمدؐ و آل محمدؐ کی بارگاہ میں حوضِ کوثر پر حاضر ہونے کی خوشخبری دیتا ہے۔

سوال: ابوحمزہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نے محمد امام باقرؑ سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ......

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۃ:6،انعام،آیت:44،45)

''جب انہوں نے ان چیزوں کو بھلا دیا جو انہیں تذکر دی گئی تھیں تو ہم نے ان پر سب چیزوں کے دروازے کھول دیئے۔''

جواب: امامؑ نے ارشاد فرمایا: جو چیز انہیں یاد دلائی گئی تھی جب اسے بھلا دیا یعنی جب انہوں نے امیر المومنین علیؑ کی ولایت کو چھوڑ دیا جب کہ انہیں حکم دیا گیا تھا۔

سوال: خیثمہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا

''جس روز تمہارے رب کی بعض آیتیں آجائیں تو کسی انسان کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا۔'' (سورۃ:6،انعام،آیت:158)

جواب: امامؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہم اہلِ بیتؑ کی محبت اور مدد ہے۔

سوال: میں نے عرض کیا: اللہ کے نزدیک کس کی زیادہ قدر و قیمت ہے؟ زبان سے مدد یا ہاتھ سے؟ یا دل سے محبت اہل بیتؑ کی؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے خیثمہ! زبان سے ہماری مدد تلوار سے مدد کی مانند ہے اور ہاتھ سے مدد زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔

اے خیثمہ! قرآنِ کریم تین حصوں میں نازل ہوا ہے۔ ایک تہائی ہم اہلِ بیتؑ کی شان میں ہے اور ایک تہائی ہمارے دشمنوں کی مذمت میں جبکہ بقیہ ایک تہائی واجبات اور احکام سے متعلق ہے۔ اگر کوئی آیت کسی خاص گروہ کے متعلق نازل ہوئی تو ان لوگوں کی وفات سے آیت ختم ہو جاتی تو اس صورت میں قرآن کا موضوع ختم ہو جاتا جبکہ قرآنِ حکیم ابتداء سے آخر تک اس وقت تک قائم و دائم ہے جب تک آسمان

و زمین باقی ہیں اور اس میں ہر گروہ کیلئے آیت کریمہ ہے جسے تلاوت کرتے ہیں۔

اے خیثمہ! بے شک اسلام کا آغاز عالم غربت میں ہوا، اور بہت جلد مظلوم ہو گا تو خوشخبری ہو غرباء کے لیے۔

سوال: سلام کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا (سورۃ:25،فرقان،آیت:63)

''یہ وہ لوگ ہیں جو زمین پر آرام و سکون سے بغیر تکبر کے چلتے ہیں۔''

جواب: امامؑ نے فرمایا: اس سے مراد اوصیاء اور آئمہ ہیں جو دشمنوں کے خوف سے یوں چلتے ہیں۔

سوال: ابان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝

''پھر وہ اس گھاٹی پر سے کیوں نہیں گذرا۔'' (سورۃ:90،البلد،آیت:11)

جواب: امامؑ نے اپنا ہاتھ مبارک اپنے سینہ پہ رکھتے ہوئے فرمایا: ہم ہی وہ گھاٹی ہیں، جس کسی نے اسے پکڑ لیا اسے نجات مل گئی۔ پھر خاموش ہو گئے۔

پھر ارشاد فرمایا: کیا تمہیں ایسی بات بتاؤں جو تمھارے لئے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے کہیں بہتر ہے؟

سوال: جابر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے اس آیہ کریمہ کی باطنی تفسیر کے متعلق پوچھا:

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

''اور ہر امت کیلئے ایک رسول ہے جب ان کا رسول ان کے پاس آئے تو ان کے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ ہوگا اور ان پر ظلم نہیں

ہوگا۔"(سورۃ:10،یونس،آیت:47)

جواب: امامؑ نے فرمایا:اس آیت کی باطنی تفسیر یہ ہے کہ اس امت کے لئے ہر صدی میں آلِ محمدؑ میں سے ایک پیغام پہنچانے والا ہے جو خدا کی طرف سے اس صدی کے لیے پیغامِ الٰہی پہنچانے کا ذمہ دار ہے۔وہ خدا کے ولی اور اس کے پیغام رساں ہیں۔

اور اس آیۂ کریمہ سے مراد جب ان کا رسول آجائے تو ان کے درمیان عدل وانصاف سے فیصلہ ہوگا۔

جواب: امامؑ نے فرمایا:اس سے مراد یہ ہے کہ پیغام رساں انصاف کے ساتھ فیصلہ دیں گے اور جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے کہ وہ ظلم نہیں کریں گے۔

علامہ مجلسیؒ اس حدیث کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

شاید باطنی تاویل میں رسول سے مراد اس کے لغوی معنٰی لیے گئے ہیں، جو امام کو بھی شامل ہے یا مراد یہ ہے کہ آئمہ سابقہ امتوں میں انبیاء کی طرح ہیں۔لہٰذا ہر صدی میں اس کے ذریعہ حجت تمام ہوتی ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ"میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں" یہاں علماء سے مراد اہل بیتؑ ہیں۔

جبکہ"ان کے درمیان عدل وانصاف کا فیصلہ ہوگا" کی خوبصورت تفسیر ہے جس کی طرف مفسروں نے اشارہ نہیں کیا ہے۔وہ کہتے ہیں کہ جب لوگ اپنے پیغمبروں کو جھٹلاتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ کرتا ہے، عدل وانصاف کے مطابق یوں کہ پیغمبروں کو نجات والے فیصلے سے مراد روز قیامت کا عادلانہ فیصلہ ہے۔جب رسولؐ ان کے خلاف گواہی دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں انصاف کرے گا۔

سوال: جابر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ (سورۃ:12،یوسف،آیت:109)

"کیا انہوں نے زمین کی سیر نہیں کی۔"

جواب: امامؑ نے:الذین کفروسے لے کر افلم یسیروفی الأرض تک تلاوت فرمائی پھر ارشاد فرمایا: کیا چاہتے ہو تمہیں ایسی شخصیت کے متعلق بتاؤں جو تمہیں ایک دن میں مشرق سے مغرب تک زمین کی سیر کرا دے؟

سوال: جابر نے عرض کیا: قربان جاؤں، اے فرزند رسولؐ! بتائیے؟ یہ کون ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: امیر المؤمنین علیؑ ہیں۔کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا:

"قسم بخدا آپ بادلوں پر سوار ہوں گے، قسم بخدا تمہیں عصائے موسیٰؑ دیا جائے گا اور خدا کی قسم تمہیں حضرتِ سلیمانؑ کی انگوٹھی عطا کی جائے گی؟"

پھر امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم یہ رسول اللہؐ کا فرمان ہے۔

سوال: محمد بن زید امام محمد باقرؑ کے غلام، اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے اپنے آقا و مولا: امام باقرؑ سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

اِلَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِهِمۡ بِغَیۡرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ

"وہ لوگ کہ جنہیں زبردستی اپنے گھروں سے ناحق نکالا گیا، ان کا جرم فقط یہ تھا کہ وہ کہتے تھے، اللہ ہی ہمارا پروردگار ہے۔"(سورۃ:22،حج،آیت:40)

امامؑ نے فرمایا: یہ آیہ کریمہ مولا علیؑ، حضرت حمزہؓ، اور حضرت جعفرؓ کے حق میں نازل ہوئی اور امام حسینؑ کی بھی شامل ہیں۔

سوال: ابو حمزہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ کی بارگاہ میں عرض کیا: اس آیۂ کریمہ سے مراد کیا ہے۔

كُلُّ شَیۡءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجۡهَهٗ ؕ (سورۃ:28،قصص،آیت:88)

"وجہ اللہ کے علاوہ ہر چیز فناء ہو جائے گی۔"

جواب: امامؑ نے فرمایا: ہر شے فناء ہو جائیگی سوائے وجہ کے، اللہ تعالیٰ اس سے بزرگ

وبرتر ہے کہ اس کا جسمانی چہرہ ہو بلکہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ہر شے ہلاک ہوگی سوائے اُس کے دین کے اور ہم ہی وہ چہرہ ہیں کہ جس کے ذریعہ لوگ خدا تک پہنچتے ہیں اور جب تک اللہ تعالیٰ بندوں کو باقی رکھنے کی ضرورت محسوس کرے گا ہم ان کے درمیان رہیں گے۔

سوال: میں نے عرض کیا: رویہ (حاجت) سے کیا مراد ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: حاجت اور ضرورت، جب اس کی ضرورت نہ رہی تو ہمیں اپنے پاس اُٹھائے گا اور جیسے چاہے گا ہمارے ساتھ سلوک فرمائے گا۔

سوال: جابر جعفی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے اس آیۂ کریمہ میں حسنہ اور سیئہ (برائی) کے متعلق پوچھا:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ۝ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۭ

"جو کوئی نیک کام کرے گا اس کیلئے اس سے بہتر بدلہ ہوگا اور وہ اس دن کے خوف اور وحشت سے امان میں ہوں گے اور جو کوئی برا کام کرے گا اسے منہ کے بل آگ میں ڈالا جائے گا۔" (سورۃ:27،نمل،آیت:89،90)

جواب: امامؑ نے فرمایا: حسنہ اور نیکی سے مراد علیؑ کی ولایت جبکہ سیئہ سے (برائی) سے مراد آپؑ سے بغض وعداوت ہے۔

سوال: حمران بن اعین کہتے ہیں میں نے حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کیا: کیا بنی اسرائیل کے پاس کوئی ایسی چیز تھی جو اس امت (مسلمہ) کے پاس نہیں؟

امامؑ نے فرمایا: نہیں۔

حمران نے عرض کیا: اس فرمانِ خداوندی سے کیا مراد ہے؟

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۪ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۣ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ۭ

"کیا آپ نے نہیں دیکھا ایسے لوگوں کو جو ہزاروں کی تعداد میں تھے وہ اپنے گھروں سے نکلے موت کے ڈر سے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مرجاؤ (وہ سب مرگئے) پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرمایا۔" (سورۃ:2،بقرہ،آیت:243)

کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں اس لیے زندہ کیا تاکہ لوگ انہیں دیکھیں اور پھر انہیں اسی روز مار دیا؟ یا پھر انہیں اس دنیا میں زندگی دیکر بھیج دیا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: بلکہ انہیں اس دنیا میں لوٹا دیا تاکہ اپنے گھروں میں رہیں اور کھانا کھائیں اور عورتوں سے نکاح کریں اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے زندہ رہیں اور پھر اپنی موت مرجائیں۔

سوال: جابر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ کی بارگاہ میں عرض کیا: کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جب وہ قرآنِ کریم کی چند آیات کی تلاوت کرتے ہیں یا انہیں یاد آتی ہیں تو وہ یوں بے ہوش ہو جاتے ہیں کہ اگر ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں تو انہیں پتہ نہیں چلتا؟ کیا یہ درست ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! یہ شیطانی عمل ہے، ہمیں ایسا کوئی حکم نہیں ملا۔ قرآئتِ قرآنِ حکیم سے ہمیں نرمی، رقت، آنسو اور خوفِ خدا حاصل کرنا چاہیے۔

سوال: زرارہؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ کی بارگاہ میں عرض کیا: قربان جاؤں، آپؑ کی جانب بعض اوقات دو متضاد احادیث یا خبریں موصول ہوتی ہیں، ان میں سے کس پر عمل کرنا چاہیے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ایسی حدیث پر عمل کرو جو تمہارے دوستوں کے درمیان مشہور ہو اور جو ان کے درمیان بہت کم بیان کی جاتی ہے اسے ترک کردو۔

سوال: زرارہؒ نے عرض کیا: مولا! وہ دونوں روایتیں مشہور ہیں اور آپؑ ہی سے روایت کی گئی ہیں۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: دو احادیث میں سے آپ کے نزدیک جس کا راوی زیادہ عادل اور قابلِ اعتماد ہو اس پر عمل کرو۔

سوال: زرارہ نے عرض کیا: وہ دونوں راوی عادل، قابلِ اعتماد اور موثق ہیں۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: ان میں سے جو حدیث عامہ (مخالفین) کے مذہب سے ہم آہنگ ہو اسے چھوڑ دو اور جو حدیث ان کی رائے کے مخالف ہو اس پر عمل کرو۔

سوال: زرارہؒ نے عرض کیا: بعض اوقات دونوں احادیث ان کے مخالف یا موافق ہوتی ہیں، اس صورت میں کیا کرنا چاہیے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اس وقت جسے چاہو اختیار کرو اور جس روایت کو چاہو چھوڑ دو جبکہ دوسری روایت میں ہے ایسی صورت میں صبر کرو یہاں تک اپنے امامؑ سے ملاقات کر کے ان سے پوچھ لو۔

علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت اس بات پر دلیل ہے کہ دو متضاد روایات میں ترجیحات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ حدیث احتیاط کے موافق ہو۔

سوال: ابوبصیرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کی جان و مال خرید لیا اس کے بدلے میں انہیں جنت دے دی، وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتے ہیں اور (خدا کے دشمنوں کو) قتل کرتے ہیں، یا خود قتل ہو جاتے ہیں، یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔"

امامؑ نے فرمایا: یہ روزِ میثاق کو واقع ہوا۔

ابوبصیر نے بعد والی آیت تلاوت کی:

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ

امامؑ نے فرمایا: یوں پڑھو بلکہ کہو: (سورۃ:9، توبہ، آیت:112)

التائبین العابدین......

پھر ارشاد فرمایا: جب آپ انہیں دیکھیں گے اس وقت یہی لوگ ہوں گے جن سے زمانہ رجعت میں اللہ تعالیٰ ان کے جان و مال کو خرید لے گا۔

پھر فرمایا: ہر مومن کے لیے مرنا اور قتل ہونا یقینی ہے جو مر گیا اسے قتل ہونے کے لیے اُٹھایا جائے گا اور جو قتل ہوا اُسے طبعی موت کے لیے زندہ کیا جائے گا۔

سوال: جابر جعفی کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا: بتایئے، جمعہ نام کیوں رکھا گیا؟

جواب: جابر نے عرض کیا: آپ ہی بتایئے، میں آپؑ پر قربان جاؤں۔

امامؑ نے فرمایا: کیا تجھے اس کی بڑی تفسیر اور تاویل بتا دوں؟

جابر نے عرض کیا: کیوں نہیں، اللہ کرے میں آپ پہ فدا ہو جاؤں۔

اس روز اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا کو، اولین و آخرین کو اور تمام مخلوقات کو چاہے وہ جن ہو یا انسان یہاں تک کہ آسمان و زمین، سمندر، جنت و جہنم غرض ہر چیز کو میثاق کے مقام پر جمع فرمایا۔ پھر ان سے اپنی ربوبیت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور حضرت علیؑ کی ولایت کا اقرار لیا۔ اسی روز اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو حکم دیا:

ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ○

"بن جاؤ خواہ فرمانبردار بن کر یا مجبور ہو کر تو انہوں نے کہا کہ ہم اطاعت گذار بن کر بنتے ہیں۔" (سورۃ:41، فصلت، آیت:11)

اس دن کا نام جمعہ رکھا، کیونکہ اس دن پورے کائنات کے اولین و آخرین کو جمع کیا گیا۔ اس کے بعد ارشادِ رب العزت ہوا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن تمہیں نماز کیلئے پکارا جائے۔"

(سورۃ:62،الجمعۃ،آیت:9)

یعنی اسی دن جب تمہیں اکھٹا کیا گیا تھا، یہاں نماز سے مراد امیرالمؤمنین علیؑ ہیں یعنی ولایت اور یہی ولایتِ کبریٰ ہے۔

اسی دن انبیاء، رسول، فرشتے اور تمام مخلوقات، جن وانس، آسمان و زمین اور مومنین لبیک کہتے ہوئے آئے "اوراللہ کے ذکر کی طرف آؤ" اللہ کے ذکر سے مراد امیرالمؤمنین علیؑ ہیں اور خرید وفروخت چھوڑ دو یعنی پہلے کو اور یہ یعنی امیرالمومنین علیؑ کی بیعت اوران کی ولایت آپ کے لئے بہتر ہے، پہلے کی بیعت اور ولایت سے اگر تم سمجھو، جب نماز مکمل ہو جائے یعنی امیرالمومنین علیؑ کی بیعت، تو زمین میں پھیل جاؤ، زمین سے مراد وہ اوصیائے الٰہی ہیں کہ جن کی اطاعت اور ولایت کا خدا نے حکم دیا ہے جیسا کہ پیغمبرؐ اور علیؑ کی اطاعت کا حکم ہے، یہاں اللہ نے ان کا نام ذکر کرنے کے بجائے زمین کہہ کر ان کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: وابتغوامن فضل اللہ

جابر نے عرض کیا: وابتغوامن فضل اللہ کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: تبدیلی واقع ہوئی ہے، اصل میں یوں ہی نازل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا اوصیاء کے متعلق فضل طلب کرو اور خدا کا کثرت سے ذکر کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ، یہاں سے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب قرار دیا ہے اور فرمایا: اے محمدؐ! جب شک کرنے والے منکروں نے تجارت یعنی پہلے کو دیکھا یا لہو یعنی دوسرے کو دیکھا تو اسی کی طرف چلے گئے۔

جابر نے عرض کیا: انفضوا الیھا کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: درحقیقت انصرفوا الیھا ہے اور تجھے علیؑ کے ہمراہ

اکیلا چھوڑ دیتے ہیں تو کہہ دو: اے محمدؐ! جو کچھ خدا کے پاس ہے یعنی علیؑ اور اوصیاءؑ کی ولایت اس لہو وتجارت یعنی پہلے اور دوسرے سے بہتر ہے، للذین اتقوا صاحبانِ تقویٰ کے لیے۔

جابر نے عرض کیا: یہ حصہ قرآن کریم میں نہیں ہے۔

امامؑ نے فرمایا: کیوں نہیں، اسی طرح نازل ہوا اور پرہیزگاروں سے تم لوگ ہو اور خدا بہترین رزق دینے والا ہے۔

باب پنجم

اعمال اور فضائل اور رذائلِ اخلاق سے متعلق سوالات

سوال: ابو اسحاق لیثی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! اللہ مجھے ایسے مومن کے متعلق بتائیے جس کے دل کی آنکھ کھل گئی ہے اور وہ معرفت وکمال کی منزلت پر فائز ہے، کیا ایسا مومن زانی ہوسکتا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: نہیں۔

سوال: ابو اسحاق نے عرض کیا: کیا لواط کرسکتا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: نہیں

سوال: ابو اسحاق نے عرض کیا: کیا چوری کرسکتا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: نہیں

سوال: ابو اسحاق نے عرض کیا: کیا شراب نوشی کرسکتا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: نہیں

سوال: ابو اسحاق نے عرض کیا: کیا گناہ کبیرہ یا فحش کام انجام دے سکتا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ہرگز نہیں

سوال: ابو اسحاق نے عرض کیا: کیا مومن کوئی گناہ کرسکتا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جی ہاں، مومن نہ چاہتے ہوئے غلطی سے گناہ کرسکتا ہے۔

سوال: ابو اسحاق نے عرض کیا: نہ چاہتے ہوئے سے کیا مراد ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: وہ شخص جو جان بوجھ کر گناہ نہیں کرتا وہ گناہ کے برے اثرات سے کسی حد تک محفوظ رہتا ہے اور وہ بار بار گناہ انجام نہیں دیتا۔

سوال: راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: سبحان اللہ، یہ کتنی تعجب کی بات ہے! مومن زنا نہیں کرتا، لواط نہیں کرتا، چوری نہیں کرتا، شراب نہیں پیتا، گناہِ کبیرہ یا فاحشہ کا مرتکب نہیں ہوتا!

جواب: امامؑ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے امر میں تعجب نہ کرو، خداوندِ متعال جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے اور جو انجام دیتا ہے اُس سے باز پرس نہیں ہوگی جبکہ لوگوں سے ان کے عمل کے مطابق سوال ہوگا، لہٰذا تم نے کس لئے تعجب کیا اے ابراہیم! پوچھو اور سوال کرنے سے مت ہچکچاؤ اور اپنے آپ کو تکلیف میں نہ ڈالو کیونکہ جو کوئی تکبر کرتے ہوئے خود کو مشکل میں ڈالے اور تھک جائے وہ کوئی علم نہیں سیکھ سکتا۔

میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ اللہ! میں آپؑ کے شیعوں میں سے ایسے افراد کو جانتا ہوں جو شراب پیتے ہیں، چوری کرتے ہیں، ڈاکا ڈالتے ہیں، زنا کرتے ہیں، لواط کرتے ہیں، سود خور ہیں اور فحاشی کے مرتکب ہوتے ہیں جبکہ نماز، روزہ اور زکوٰۃ سے متعلق سہل انگاری اور سستی سے کام لیتے ہیں، رشتہ داروں سے قطع تعلق کرتے ہیں، گناہِ کبیرہ انجام دیتے ہیں، یہ کیونکر ہے؟ اور وہ یہ کام کیوں کرتے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: اے ابراہیم! کیا اس سوال کے علاوہ کوئی اور سوال بھی ہے جس نے تمہیں پریشان کر رکھا ہو؟

میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! میرے ذہن میں ایک سوال اور بھی ہے، جو اس سوال سے زیادہ اہم ہے۔

امامؑ نے فرمایا: اے ابو اسحاق! کونسا سوال ہے؟

میں نے عرض کیا: اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! جبکہ اس کے

مقابلے میں بعض ایسے ناصبی دشمنانِ اہلِ بیتؑ کو جانتا ہوں جو بہت زیادہ نمازیں پڑھتے ہیں اور بہت زیادہ روزے رکھتے ہیں، زکوٰۃ باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں، بڑے شوق ورغبت سے جہاد پر جاتے ہیں، نیکی اور ایثار کرتے ہیں، صلۂ رحمی کرتے ہیں اور رشتہ داروں کا بہت خیال رکھتے ہیں، اپنے بھائیوں کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں اور اپنے مال و دولت سے ان کی مدد کرتے ہیں اور شراب خوری، زنا، لواط نیز دیگر گناہوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ یہ کیونکر ہے؟ اور کس لئے ہے؟ مجھے اس کی وضاحت کیجئے۔

اے فرزند رسولؐ اللہ! میرے لیے واضح فرمائیں۔ خدا کی قسم میں نے اس حوالے سے بہت غور وفکر کیا اور ساری رات جاگ کر سوچتا رہا مگر کسی نتیجے پہ نہیں پہنچا، میرا سینہ تنگ ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ امامؑ نے تبسم فرمایا، اس کے بعد ارشاد فرمایا:

اے ابراہیم! ابھی تمہیں وضاحت سے بتاتا ہوں، اس علم وحکمت کو لیجئے جو پوشیدہ اور وعلم الٰہی کے خزانۂ اسرار میں سے ہے۔

اے ابراہیم! مجھے بتایئے، ان دو گروہوں کے عقیدے کے متعلق کیا خیال ہے؟

میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ اللہ! آپؑ کے شیعہ جن کی بدکاری کی ابھی میں نے وضاحت کی اگر ان میں سے کسی ایک کو مشرق سے مغرب تک سونا اور چاندی دے کر یہ کہا جائے کہ وہ آپؑ کی محبت اور ولایت سے دست بردار ہو جائیں اور آپؑ کے دشمنوں کی ولایت اور محبت کو قبول کرلیں تو وہ ہرگز ایسا نہیں کریں گے اور اگر انہیں تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے اور اہلِ بیتؑ کی راہ میں قتل کیا جائے تو بھی وہ محبت وولائے اہلِ بیتؑ سے دستبردار نہیں ہوں گے۔

جبکہ دشمنانِ اہلِ بیتؑ باوجود ان نیک اعمال کے جن کو میں نے بیان کیا اگر

مشرق سے مغرب تک سونا اور چاندی سے بھر کر ان میں سے کسی کو دیا جائے تاکہ وہ طاغوت کی محبت اور ولایت سے ہاتھ اٹھالے اور آپؑ سے محبت کرے تو بھی وہ محبت اہلِ بیتؑ کے لیے تیار نہ ہوں گے۔

اگر ان کے سروں پر تلوار سے ضربیں لگائی جائیں یہاں تک کہ وہ مرجائیں تو بھی وہ راہ حق پر نہیں آئیں گے۔ جب ان دشمنانِ اہلِ بیتؑ کے سامنے آپؑ کے فضائل میں سے کچھ بیان ہوتا ہے تو یہ بات اُن پر ناگوار گذرتی ہے، اور اُن کا رنگ بدل جاتا ہے اور اس کے چہرے پر کراہت ظاہر ہوتی ہے اور یہ اس بغض وعداوت کا نتیجہ ہے جو انہیں اہلِ بیتؑ سے ہے اور اس محبت کے باعث جو انہیں اپنے طاغوتوں سے ہے۔

راوی کہتا ہے کہ امام محمد باقرؑ نے تبسم فرمایا، پھر ارشاد فرمایا: اے ابراہیم!

اسی بات سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے سب کام (عبادتیں) بے فائدہ رنج ومشقت ہیں اور وہ ہمیشہ جہنم کی جلتی ہوئی آگ میں جلیں گے اور جہنم کے گرم چشمے سے پئیں گے، اسی لئے تو ارشادِ رب العزت ہوا:

وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝

"اور ہم ان کے اعمال کو سامنے لائیں گے اور ان سب کو منتشر غبار کے ذرّات کی طرح ہوا میں اُڑا دیں گے۔" (سورۃ:25، فرقان، آیت:23)

افسوس تم پر اے ابراہیم! کیا تمہیں اس کا سبب معلوم ہے؟ اور اصلی قصہ کیا ہے؟ اور لوگوں پر کونسی بات مخفی ہے؟

میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ اللہ! مجھے اس بات سے آگاہ فرمایئے۔

امام محمد باقرؑ نے فرمایا: اے ابراہیم! بے شک اللہ تعالیٰ ازل سے عالم اور دانا ہے، اس نے تمام اشیاء کو عدم سے وجود عطا کیا اور لاشئ سے خلق فرمایا، اگر کوئی یہ گمان کرے کہ ذاتِ ذوالجلال نے اشیاء کو کسی شئے سے خلق فرمایا ہے تو درحقیقت وہ کافر

ہوگیا کیونکہ اگر یہ شئے (جس سے اشیاءِ عالم خلق کی جا رہی ہیں) تو قدیم ہوتو وہ شئے اپنے ازلی وجود کے باعث ازل سے ہوگی جبکہ اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء کولا شئے سے خلق فرمایا ہے ان اشیاء میں سے جنہیں اللہ تعالیٰ نے خلق فرمایا ہے، پاک زمین ہے پھر اس میں سے شفاف پانی جاری فرمایا اور اس کے سامنے ہم اہلِ بیت کی ولایت کو پیش کیا تو اس پاکیزہ زمین نے ہماری ولایت کا اقرار کیا تب اس شفاف پانی کو سات دن تک اس پاکیزہ زمین پر جاری فرمایا۔ یہاں تک کہ زمین مکمل طور پر سیراب ہوگئی اور اس کا پانی خشک ہوا تو اس سے خالص مٹی کو لیا اور آئمہؑ کی طینت اسی مٹی سے قرار دی، تب اس باقی ماندہ مٹی سے ہمارے شیعوں کو خلق فرمایا۔ اے ابراہیم! اگر تمہاری طینت اپنی اصلی حالت پہ باقی رہتی تو آپ اور ہم ایک ہی جیسے ہوئے کیونکہ ہماری طینت نہیں بدلی۔

میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ خدا ! ہماری طینت پر کیا ہوا؟

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا: ابھی بتاتا ہوں، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے گندی بو رکھنے والی تھور زدہ زمین کو خلق فرمایا: تب اس پر کڑوا گندا پانی جاری فرمایا۔ پھر اس پر ہماری ولایت کو پیش کیا تو اس زمین نے ولایتِ اہل بیتؑ کو ماننے سے انکار کر دیا تو اس گندے کڑوے پانی کو اس تھور زدہ زمین پر جاری کر دیا، یہاں تک کہ سات روز تک وہ مکمل سیراب ہوئی، تب وہ پانی خشک ہوا اس وقت اس مٹی سے طاغوت اور ان کے باطل رہبروں کو خلق فرمایا۔ تب اس مٹی کو تمہاری طینت کی باقی ماندہ مٹی سے مخلوط کیا، اگر ان کی طینت اپنی اصلی حالت پہ باقی رہتی اور تمہاری مٹی اس میں مکس نہ کی جاتی تو وہ شہادتیں تک نہ کہتے، نماز نہ پڑھتے، روزہ نہ رکھتے، حج نہ کرتے، اور امانت میں خیانت نہ کرتے اور ان کی صورتیں تمہاری شبیہ نہ ہوتیں اور مومن کیلئے اس سے بڑھ کر کیا مصیبت ہوسکتی ہے، کہ اس کے دشمن کا چہرہ اس کے مانند ہو۔

میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ اللہ! ان دو قسم کی مٹیوں اور طینتوں کا کیا بنا؟

امامؑ نے فرمایا: ان دو کو شفاف اور کڑوے پانی کے ساتھ ملا دیا گیا، پھر انہیں آٹے کی طرح گوندھا۔ تب اس میں سے ایک مٹھی بھر اٹھا کر فرمایا: یہ بہشت کی طرف اور کوئی مسئلہ نہیں اور مٹی سے دوبارہ مٹھی اٹھا کر فرمایا: یہ دوزخ کی طرف اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

پھر ان دو کو آپس میں مخلوط کیا، تو مومن کی طینت اور سنخ کافر کی طینت اور سنخیت سے مل گئی اور کافر کی طینت مومن کی طینت سے مخلوط ہوئی، تو ہمارے شیعوں میں تمہیں جو گناہ نظر آتے ہیں مثلاً زنا اور لواط، ترکِ نماز، روزہ، حج، جہاد کو چھوڑ دینا اور امانت میں خیانت یا کسی کبیرہ گناہ کا انجام دینا، یہ سب ناصبی طینت کا اثر ہے جو ہمارے شیعوں کی طینت سے مل گئی ہے، کیونکہ یہ ناصبی دشمنِ اہلِ بیتؑ کی سنخیت اور طینت کا اثر ہے، کیونکہ ناصبی عنصر وطینت کا کام گناہانِ کبیرہ اور فواحش کا ارتکاب ہے۔

اور نیک عمل جو کسی ناصبی دشمنِ اہلِ بیتؑ میں نظر آئے جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، جہاد، اور دوسری نیکیوں کو انجام دینا تو یہ سب کچھ مومن کی طینت وسنخیت کا اثر ہے جو ناصبی طینت سے ملاوٹ کی گئی کیونکہ یہ نیک اعمال مومن کی فطرت ہیں اور مومن کی فطرت نیکیوں کو انجام دینا اور گناہوں سے دوری اختیار کرنا ہے۔

جس وقت یہ سارے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کئے جاتے ہیں تو ارشادِ خداوندی ہوتا ہے: میں عادل خدا ہوں اور کسی پر ستم نہیں کرتا اور ایسا منصف ہوں جو کسی کے ساتھ ظالمانہ سلوک نہیں کرتا اور ایسا حاکم ہوں جو اپنے حکم میں ستم نہیں کرتا۔ وہ برے اعمال جو کسی مومن نے انجام دیئے ہیں، وہ ناصبی دشمن اہل بیتؑ کی طینت اور سنخ سے ملحق کرو اور وہ نیک عمل جو ناصبی نے انجام دیئے ہیں، وہ مومن طینت اور سنخ کے ساتھ متصل کئے جائیں اور ہر ایک کو اپنے اصل کی جانب واپس لاؤ کیونکہ میں خدائے

واحد لاشریک ہوں، میں ظاہر وباطن سے واقف ہوں اور میں اپنے بندوں کے دلوں کا راز جانتا ہوں اوران پر ہرگز ظلم وستم نہیں کرتا اور کسی کو جبراً کسی کام پر مجبور نہیں کرتا سوائے یہ کہ اس کی خلقت سے قبل اس سے واقف ہوں۔

اس وقت امام محمد باقرؑ نے فرمایا: اے ابراہیم! یہ آیہ کریمہ پڑھو۔

میں نے عرض کیا: اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم! کونسی آیتِ کریمہ پڑھوں؟

امامؑ نے فرمایا: پروردگار عالم کا یہ ارشادِ پاک ہے کہ:

''کہنے لگا خدا کی پناہ ہم نے جس کے پاس اپنی دولت کو دیکھا ہے اس کے علاوہ کسی سے مطالبہ کریں ایسی صورت میں ہم ستمگروں میں سے ہوں گے۔''

اس آیۂ کریمہ کا ظاہری مفہوم وہی ہے جو آپ سمجھ رہے ہیں، خدا کی قسم لیکن اس کی باطنی تفسیر وہ ہے جو میں نے بیان کردی۔

اے ابراہیم! قرآنِ کریم کیلئے ظاہر وباطن، محکم ومتشابہ اور ناسخ ومنسوخ ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: اے ابراہیم! مجھے بتاؤ جس وقت سورج طلوع ہوتا ہے اور اس کی شعاع اور روشنی پوری دنیا میں پھیل جاتی ہے تو کیا اس کی روشنی سورج سے جدا ہوتی ہے؟

میں نے عرض کیا: طلوع کے وقت جدا ہوئی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: کیا جس وقت سورج غروب ہو جاتا ہے تو یہ شعاع سورج سے متصل نہیں ہو جاتی تا کہ اس کی طرف پلٹ آئے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

امامؑ نے فرمایا: اسی طرح ہر شۓ اپنے اصل جوہر اور سنخ کی طرف پلٹ آتی ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ناصبی کی طینت وسنخیت کے پیش نظر مومن کے گناہ

وروبال کو ناصبی کے کھاتے میں ڈال دے گا۔

اور مومن کی طینت اور پاک سنخیت کے باعث ناصبی کے تمام نیک اعمال اور اچھائیوں کو مومن کے کھاتے میں ڈال دے گا۔

کیا تمھیں اس حکم میں کوئی ناانصافی یا ظلم نظر آرہا ہے؟

میں نے عرض کیا: نہیں، اے فرزند رسولؐ اللہ!

امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم یہ قطعی حکم، ناقابلِ تردید فیصلہ اور واضح انصاف ہے کسی کو پروردگارِ عالم کے کام میں اعتراض کا حق نہیں جبکہ لوگوں کے کام پر اعتراض ہوسکتا ہے۔

اے ابراہیم! حق تمھارے پروردگار کے پاس ہے لہٰذا تم شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ، یہ حکم عالم ملکوت سے تعلق رکھتا ہے۔

میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ اللہ ملکوت کے حکم سے کیا مراد ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کا حکم جیسا کہ حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰؑ کے قصے میں بیان ہوا ہے، جب وہ دونوں آپس میں ملے تو حضرت خضرؑ نے فرمایا: تم ہرگز میرے ساتھ صبر نہیں کرسکتے اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ جس چیز کے اسرار سے تم آگاہ نہیں ہوا اس پر صبر کرسکو۔

اے ابراہیم! اس بات کو سمجھو اور اس پر غور وفکر کرو کہ حضرتِ موسیٰؑ نے حضرتِ خضرؑ کے کاموں سے انکار کیا اور انہیں خلافِ معمول سمجھا یہاں تک کہ حضرت خضرؑ نے فرمایا: اے موسیٰؑ! میں نے یہ سارے کام اپنی مرضی سے نہیں کئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے انجام دیئے ہیں۔

اے ابراہیم! تم پر افسوس، یہ قرآن کی آیتیں ہیں، جو تمھارے سامنے پڑھی جاتی ہیں اور وہ خبریں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچی ہیں۔ جو ان میں سے ایک حرف

کا انکار کرے، درحقیقت وہ کافر اور مشرک ہو گیا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔

لیثی کہتے ہیں: گویا میں نے اب تک قرآنی آیات پر غور و فکر نہیں کیا تھا حالانکہ میں چالیس سال سے ان آیاتِ کریمہ کی مسلسل تلاوت کر رہا تھا۔

میں نے عرض کیا: اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا یہ بات تعجب آور نہیں ہے کہ دشمنانِ اہلِ بیتؑ کی ساری نیکیاں آپؑ کے شیعوں کے نامۂ اعمال میں لکھی جائیں اور ان کے گناہ ناصبوں کے نامۂ اعمال میں لکھے جائیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جی ہاں، اس خدا کی قسم جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں جو بیج کو اُگاتا ہے اور موجودات کو عدم سے وجود عطا کرتا ہے، جو زمین و آسمان کا خالق و مالک ہے۔ میں نے تجھے حق و صداقت کے علاوہ کچھ نہیں بتایا اور صدق و سچائی کی بات بتا دی، اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ستم نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم و ستم نہیں کرتا اور جو کچھ میں نے تجھے بتایا اس کا ذکر قرآنِ حکیم میں موجود ہے۔

میں نے عرض کیا: کیا یہ سب کچھ قرآن میں موجود ہے؟

امامؑ نے فرمایا: جی ہاں، یہ بات قرآنِ کریم نے کم از کم تین مقامات پر بیان کی ہے اگر تم چاہو تو میں تمھارے سامنے بیان کروں۔

میں نے کہا: جی ہاں، فرزند رسولؐ اللہ۔

امامؑ نے فرمایا: ارشادِ رب العزت ہو رہا ہے:

''اور کافر مومنوں سے کہنے لگے کہ تم لوگ ہماری راہِ درویش کی پیروی کرو ہم تمھارے گناہوں اور خطاؤں کے ذمہ دار ہیں حالانکہ وہ ان گناہ اور خطاؤں میں سے کچھ بھی وزن نہیں اٹھا سکتے، یقیناً وہ جھوٹے ہیں اور وہ اپنے گناہوں کے سنگین وزن کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگوں کے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھائیں گے۔''

اے ابراہیم! کیا مزید سننا چاہتے ہو؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

امامؑ نے فرمایا: ارشادِ خداوندی ہے:

''نہیں قیامت کے دن یقیناً اپنے گناہوں کا بوجھ اپنے کاندھے پر اٹھانا ہوگا نیز ان کے گناہوں کا حصہ بھی اٹھانا ہوگا جن کو ان کی جہالت نے گمراہ کیا تھا، یقین جانیے وہ برائی کا سنگین وزن اپنے کاندھے پر اٹھائیں گے۔''

کیا چاہتے ہو کہ مزید تمھیں بتاؤں؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں، اے فرزند رسولؐ اللہ!

امامؑ نے فرمایا:

''لہٰذا اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دے گا اور خداوندِ تعالیٰ یقیناً بخشنے والا مہربان ہے''

اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دے گا، اور ہمارے دشمنوں کی نیکیوں کو گناہوں میں بدل دے گا۔

جلالِ خداوندی کی قسم، اور وجیہ اللہ کی قسم یہ حکم اُس ذات کا ہے جو عدل و انصاف کا مالک ہے کہ اس کے حکم کو کوئی رد نہیں کر سکتا، اور اس کے حکم کا کوئی پیچھا نہیں کر سکتا اور وہ سننے والی ذات ہے، کیا تم چاہتے ہو کہ دو طینت خاک کے آپس میں مل جانے کا ذکر قرآن کریم سے بیان کروں؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں، اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

امامؑ نے فرمایا: اے ابراہیم! پڑھیں جہاں ارشادِ خداوندی ہو رہا ہے:

''جن لوگوں نے بڑے گناہوں اور برے اعمال سے دوری اختیار کی سوائے (گناہانِ صغیرہ) کے بے شک تیرا پروردگار وسیع مغفرت کا مالک

ہے، وہ تمہاری نسبت سب سے زیادہ جانتا ہے۔ اس وقت سے کہ جب تمہیں زمین سے پیدا کیا (یعنی پاکیزہ اور گندی زمین سے)۔''

لہٰذا تم خود کو پاکیزہ مت دکھاؤ اور جو تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرے گا، وہ اسے خوب جانتا ہے۔

فرمایا کہ تم میں سے جو نماز، روزہ، زکوٰۃ اور زیادہ عبادت کرتا ہے، وہ اپنے ان اعمال پر فخر و تکبر نہ کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے خوب واقف ہے جو تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرتا ہے کیونکہ (گناہانِ صغیرہ کے) مزاج سے ہم آہنگ ہے۔

اے ابراہیم! چاہتے ہو کہ تمہیں مزید بتاؤں؟

میں نے کہا: جی ہاں، اے فرزندِ رسولؐ!

امامؑ نے فرمایا: ارشادِ خداوندی ہے:

''جیسا کہ ابتدائے خلق میں اس نے تمہیں پیدا کیا، دوبارہ قیامت میں تم اٹھائے جاؤ گے، ایک گروہ کی اس نے ہدایت کی جبکہ دوسرا گروہ اپنی نااہلی کے باعث ذلالت و گمراہی کا حقدار ٹھہرا، یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیاطین کو اپنا ولی قرار دیا یعنی انہوں نے آئمہ کرام کو چھوڑ کر ظالم و جابر پیشواؤں کو اپنا امام بنالیا۔ یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ ہدایت یافتہ ہیں۔ اے ابا اسحاق! آیتیں خوب پہچان لے، فرامین ہماری احادیث کا نچوڑ، ہمارے اسرار اور پوشیدہ خزانوں میں سے ہیں، واپس چلے جاؤ اور سمجھ دار مومن کے علاوہ کسی کو ہمارے اسرار سے آگاہ نہ کرو، کیونکہ تو نے ہمارے اسرار کو پھیلایا تو تمہاری جان و مال، اہل و عیال خطرے میں پڑ جائیں گے۔''

سوال: اسحاق قمی کہتے ہیں کہ میں حضرت حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ

میں تشریف آور ہوا تو میں نے عرض کیا: قربان جاؤں، کیا مومن زانی ہو سکتا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ہرگز نہیں۔

سوال: میں نے عرض کیا: کیا لواط کا مرتکب ہو سکتا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ہرگز نہیں۔

سوال: میں نے عرض کیا: کیا نشہ آور چیزیں (شراب وغیرہ) پی سکتا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ہرگز نہیں۔

سوال: میں نے عرض کیا: کوئی گناہ سرانجام دے سکتا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جی ہاں۔

سوال: میں نے عرض کیا: قربان جاؤں، زنا نہیں کرتا، لواط انجام نہیں دیتا اور کوئی گناہ نہیں کرتا تو اس کا گناہ کیا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے اسحاق! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ط

''جو لوگ بڑے گناہوں اور برے کاموں سے اجتناب کرتے ہیں، سوائے چھوٹے گناہوں کے۔'' (سورۃ:53، النجم، آیت:32)

کبھی کبھی مومن کسی گناہ کے نزدیک جاتا ہے جبکہ وہ اُس گناہ کو انجام دینا نہیں چاہتا۔

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں، مجھے اس فاجر کے متعلق بتائیے جو آپ کے ساتھ عداوت رکھتا ہے۔ کیا ایسے دشمنِ اہلِ بیتؑ سے کوئی نیکی سرزد ہو سکتی ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ہرگز نہیں۔

سوال: میں نے عرض کیا: قربان جاؤں، میں ایک ایسے مومن کو پہچانتا ہوں کہ جس کا عقیدہ میری طرح ہے (یعنی میری طرح شیعہ ہے) اور اس نے خدا کے دین کو ولایت اہلِ بیتؑ کے ذریعے قبول کیا ہے اور میرے اور اس کے درمیان عقیدہ کے

حوالے سے کوئی اختلاف نہیں لیکن اسکے باوجود وہ شراب پیتا ہے، زنا اور لواط کا مرتکب ہوتا ہے، اگر کسی کام سے اس کے پاس جائیں تو وہ بری طرح سے پیش آتا ہے، اس کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے اور وہ آپ کی حاجت پوری کرتے ہوئے بہانہ گیری سے کام لیتا ہے، جبکہ دوسری جانب میں ایک ناصبی دشمنِ اہل بیتؑ کو جانتا ہوں کہ اگر یہی حاجت لے کر آپ اس کے پاس جائیں تو وہ ہنستی خوشی جلدی سے تمہاری ضرورت پورا کرتا ہے اور کسی حاجت مند کی ضرورت پورا کرنے سے خوش ہوتا ہے، وہ بہت زیادہ نمازیں پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے، صدقہ دیتا ہے، زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور امانت میں خیانت نہیں کرتا۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے اسحاق! کیا تمہیں اس راز کا پتہ ہے؟ کہ ایسا کیوں ہے؟

سوال: میں نے عرض کیا: نہیں، خدا کی قسم قربان جاؤں آپ ہی مجھے آگاہ فرمائیے۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: بے شک جس وقت خداوند تعالیٰ اکیلا تھا تو خدائے وحدہ لاشریک نے اشیاء کو لاشئی سے پیدا کیا اور سات دن تک شفاف پانی کو پاکیزہ زمین پر جاری فرمایا، یہاں تک کہ اس کا پانی خشک ہو گیا۔ پھر مٹھی بھر خاک لے کر اسے ہم اہل بیتؑ کی طینت قرار دیا پھر مٹھی بھر خاک اس کی تہہ سے لی۔ اسے ہمارے شیعوں کی طینت قرار دیا، پھر ہمیں اپنی ذات کے لئے منتخب کیا۔ اگر ہمارے شیعوں کی طینت اپنے حال پر رکھی جاتی جیسا کہ ہم اہل بیتؑ کی طینت کے ساتھ ہوا، تو ہرگز ہمارے شیعوں میں سے نہ کوئی زنا کرتا، نہ چوری، نہ لواط کرتا، نہ شراب پیتا اور نہ ہی کسی برے کام کا مرتکب ہوتا لیکن پروردگارِ عالم نے کڑوے پانی کو سات شب و روز میں ناپاک ملعون زمین پر جاری فرمایا۔ بے شک کہ وہ زمین اس نمکین پانی سے خشک ہوئی تب اس سے خاک کی ایک مٹھی اٹھا کر اس سیاہ گندی مٹی سے دشمنِ اہل بیتؑ کی طینت پیدا کی۔

اگر اللہ تعالیٰ اس مٹی کو اپنی اصل حالت پر چھوڑ دیتا تو ہمارے دشمنوں کو آپ

انسانوں کی شکل میں نہ دیکھتے اور وہ کلمۂ شہادت پڑھتے نہ ہی روزہ و نماز پڑھتے، نہ زکوٰۃ ادا کرتے، نہ ہی خانہ کعبہ کا حج بجالاتے اور ان میں سے کسی کو بااخلاق نہ پاتے لیکن پروردگارِ عالم نے ان دو طینت (تمہاری اور ان کی مٹی) کو جمع کیا اور ان دو کو آپس میں ملا دیا اور آٹے کی طرح گوندھا اور ان دونوں کے ساتھ پانی ملا دیا تو تم اپنے مومن بھائی میں جو برائی دیکھتے ہو مثلاً زنا یا وہ برے افعال جن کا تم نے ذکر کیا جیسے شراب نوشی وغیرہ تو یہ اس کے جوہر اور ایمان کے سبب نہیں ہے، بلکہ اس ملاوٹ کے سبب ہے جو ناصبی طینت سے ملاوٹ کے باعث یہ گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے

اور جو خوبی ناصبوں میں نظر آئے مثلاً چہرے کی خوبصورتی، خوش اخلاقی، روزہ، نماز، حجِ بیت اللہ، صدقہ یا جو بھی نیک کام تو وہ ناصبی جوہر کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ مومن طینت سے ملاوٹ کا اثر ہے۔

سوال: میں نے عرض کیا: قربان جاؤں، تو پھر قیادت کے دن یہ لوگ کہاں ہوں گے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے اسحاق! کیا اللہ تعالیٰ خیر اور شر کو ایک جگہ جمع کر سکتا ہے؟

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے ایمان کا اثر چھین لے گا اور ہمارے شیعوں کو عطا کرے گا اور ناصبی طینت کے اثرات اور ان گناہوں کو جن کا یہ مومن مرتکب ہوا ہے، ان سے لے گا اور وہ ہمارے دشمنوں کے نامۂ اعمال میں شامل کرے گا۔ اس دن ہر شئے اپنے اصل عنصر کی طرف پلٹ جائے گی جس سے اسے پیدا کیا گیا ہے۔

کیا تم نے سورج کو طلوع ہوتے ہوئے نہیں دیکھا کہ اس کی شعاع اور روشنی آنکھوں کو متاثر کرتی ہے؟ تو کیا یہ شعاع، سورج سے متصل ہے یا اس سے جدا ہے؟

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں، جس وقت سورج غروب ہوتا ہے تو اس کی شعاع اس کی طرف پلٹ جاتی ہے۔ اور اگر ان دونوں میں جدائی ہوتی تو شعاع سورج کی طرف نہ پلٹ پاتی۔

امامؑ نے فرمایا: جی ہاں، اے اسحاق! ہر شے اپنے جوہر کی طرف پلٹتی ہے۔

سوال: میں نے عرض کیا: قربان جاؤں! کیا ناصبوں کی نیکیاں ان سے لے کر ہمیں اور ہمارے گناہ ان کے نامۂ اعمال میں لکھے جائیں گے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

سوال: میں نے عرض کیا: قربان جاؤں، کیا قرآنِ حکیم میں کوئی ایسی آیت ہے جو آپ کے اس مدعیٰ پر دلیل اور شاہد ہو؟

امامؑ نے فرمایا: جی ہاں، اے اسحاق!

میں نے عرض کیا: قرآن کی کون سی آیت؟

امامؑ نے فرمایا: اے اسحاق! کیا تم نے اس آیہ کریمہ کی تلاوت نہیں کی جہاں ارشادِ رب العزت ہو رہا ہے:

فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

"یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ جن کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے اور اللہ ہمیشہ سے بخشنے والا مہربان ہے" (سورۃ:25،فرقان،آیت:70)

لہٰذا اللہ تعالیٰ تم محبانِ اہل بیتؑ کے علاوہ کسی کے گناہوں کو نیکیوں میں نہیں بدلتا اور اللہ تعالیٰ تمھارے لئے گناہوں کو نیکیوں میں بدلتا ہے۔

سوال: ابوعبیدہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کیا: قربان جاؤں، مجھے ایسی نصیحت کیجئے جس کا مجھے فائدہ پہنچے۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے ابوعبیدہ! دنیا میں انسان جتنا زیادہ موت کو یاد رکھتا ہے، اتنا ہی اس کے زہد میں اضافہ ہوتا ہے۔

سوال: حجرِ اہل زائدہ ایک آدمی سے نقل کرتا ہے کہ اس نے حضرت امام محمد باقرؑ سے عرض کیا: اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری ایک حاجت ہے۔

امامؑ نے فرمایا: تم مجھ سے مکہ میں ملاقات کرنا

میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری ایک حاجت ہے۔

امامؑ نے فرمایا: مجھ سے منیٰ کے مقام پر ملاقات کرنا۔

میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میری ایک حاجت ہے۔

امامؑ نے فرمایا: بتائیے، تمہاری کیا حاجت ہے؟

میں نے عرض کیا: اے فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! بے شک میں نے اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے ایک گناہ انجام دیا ہے جس کا کسی کو علم نہیں۔ میرے لیے بہت مشکل ہے کہ اس گناہ کے ساتھ آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندۂ مومن سے حساب وکتاب لے گا تو اسے ایک ایک گناہ یاد دلائے گا، پھر اس کے گناہوں کو بخش دے گا، اس حالت میں کہ بندۂ مومن کے گناہ کی نہ کسی مقرب فرشتے کو خبر ہوگی نہ ہی کسی پیغمبر مرسل کو اطلاع ہوگی۔

عمر بن ابراہیم کہتے ہیں: کچھ لوگوں نے مجھے یوں بتایا کہ

امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس کے گناہ سے کسی کو آگاہ نہیں کرنا چاہتا تو اُس پر پردہ ڈال دیتا ہے۔

امامؑ نے ارشاد فرمایا: اس کے گناہوں کو حکم دے گا کہ نیکیوں میں بدل جاؤ، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

"یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ جن کے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے

اور اللہ ہمیشہ سے بخشنے والا مہربان ہے'' (سورۃ:25،فرقان،آیت:70)

بشیر دھان کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کیا: قربان جاؤں، کونسا پتھر بہتر ہے تاکہ اس کی انگوٹھی بنالوں؟

امامؑ نے فرمایا: اے بشیر! تم کہاں ہو سرخ عقیق، زرد عقیق، یا سفید عقیق کی انگوٹھی بنالو کیونکہ یہ تین بہشت کے پہاڑ ہیں۔

سرخ عقیق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر پر سایہ کیا ہوا ہے، زرد عقیق نے جنابِ فاطمہ زہراءؑ کے گھر پر سایہ کیا ہوا ہے جبکہ سفید عقیق حضرت امیر المومنین علیؑ کے گھر پر سایہ فگن ہے، جبکہ یہ سب گھر ایک ہی جگہ پہ ہیں اور ان گھروں کے ساتھ ہر پہاڑ کے دامن سے تین نہریں خارج ہوتی ہیں۔ ان میں سے ہر نہر کا پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا، شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید ہے۔

اس نہر سے فقط حضرت محمدؐ وآلِ محمدؑ اور ان کے شیعہ ہی پئیں گے اور یہ تینوں نہریں ایک مقام پر بہتی ہیں اور اس کا سرچشمہ حوضِ کوثر ہے۔

اور یہ تینوں پہاڑ اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تقدیس اور تمجید بجالاتے ہیں اور محبانِ آلِ محمدؐ کے لیے استغفار کرتے ہیں، تو شیعانِ آلِ محمدؐ میں سے جو کوئی بھی ان تینوں میں سے کوئی ایک عقیق پہنے گا تو نیکی، صبر اور رزق و روزی میں وسعت دیکھے گا، تمام مصیبتوں سے محفوظ رہے گا، جبکہ یہ انگوٹھی ظالم حکمران کے شر سے امان اور ہر دشمن کے شر سے محفوظ رہنے کا باعث ہوگی۔

سوال: جابر کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کیا: اللہ آپ پر رحم کرے، صبرِ جمیل یعنی نیک صبر سے کیا مراد ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ایسا صبر کہ جس میں لوگوں سے شکوہ اور شکایت نہ کیا جائے۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے پوتے یعقوبؑ کو ایک عبادت گذار راہب کے پاس کسی کام

سے بھیجا، راہب نے جب انہیں دیکھا تو گمان کیا کہ آپؑ حضرت ابراہیمؑ ہیں، راہب نے کھڑے ہو کر انہیں گلے لگایا اور کہنے لگا: خلیل اللہ! مرحبا!

حضرت یعقوبؑ نے فرمایا: میں ابراہیم نہیں ہوں، بلکہ میں ابراہیمؑ کا پوتا یعقوبؑ ابنِ اسحاق ہوں۔

راہب نے عرض کیا: میں کس سبب سے آپ کے اندر بڑھاپا دیکھ رہا ہوں؟

یعقوبؑ نے فرمایا: غم و اندوہ اور حزن کے سبب، حضرت یعقوبؑ نے ابھی چھوٹا دروازہ عبور نہیں کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل کی اور فرمایا: اے یعقوبؑ! تم نے میری شکایت بندوں سے کی ہے۔

حضرت یعقوبؑ دروازے کی چوکھٹ پر سربسجود ہوئے اور عرض کیا: پروردگار! آئندہ کبھی ایسا نہ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل فرمائی: میں نے تمہیں بخشش دیا لیکن آئندہ ایسا کام کبھی نہ کرنا۔ اس کے بعد حضرت یعقوبؑ نے کبھی بھی دنیا کی کسی مصیبت کا شکوہ نہ کیا سوائے اس کے کہ ایک دن ارشاد فرمایا:

إِنَّمَآ أَشْكُوا بَثِّي وَحُزْنِيٓ إِلَى اللّٰهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝

''میں اپنے غم و اندوہ کی شدت کی شکایت فقط بارگاہِ خداوندی میں کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ چیزیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔'' (سورۃ:12، یوسف، آیت:86)

سرکار علامہ مجلسیؒ اس حدیث مبارکہ کے ذیل میں کہتے ہیں:

یہ بات عجیب اور حیرت انگیز ہے، کہ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت یعقوبؑ کو بڑھاپے کے بعد راہب کے پاس بھیجا، شاید اس سے مراد حضرت ابراہیمؑ کی وفات کے بعد کا زمانہ ہے، اور بھیجنے سے مراد وصیت و تاکید ہو سکتی ہے کیونکہ بعض نسخوں میں

روایت یوں بیان ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوبؑ کو راہب کے پاس بھیجا اور یہ بات زیادہ مناسب ہے۔

سوال : عبدالغفار کہتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپؑ کی خدمت میں آپؑ کے کچھ اصحاب حاضر تھے، ایسے میں اسلام کے بارے میں بحث چھڑ گئی، میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! کونسا اسلام افضل ہے؟

امامؑ نے فرمایا: جس کے زبان اور ہاتھ سے دوسرے محفوظ ہوں۔

میں نے عرض کیا: کونسا اخلاق بہتر ہے؟

امامؑ نے فرمایا: مشکل میں برداشت اور صبر اور عمل میں بزرگی۔

میں نے عرض کیا: ایمان کے لحاظ سے کونسا مومن کامل الایمان ہے؟

امامؑ نے فرمایا: وہ مومن جس کا اخلاق سب سے بہتر ہو۔

میں نے عرض کیا: کونسا جہاد افضل ہے؟

امامؑ نے فرمایا: جو اپنے گھوڑے کو ذبح کرے اور اس کا اپنا خون خدا کی راہ میں بہے (یعنی شہید ہو جائے)۔

میں نے عرض کیا: کون سا صدقہ بہتر ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تم پر حرام کی ہیں، ان سے دوری اختیار کرو۔

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! حاکم کی خدمت میں حاضر ہونے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: یہ کام تمھارے لیے صحیح نہیں سمجھتا۔

میں نے عرض کیا: میں بعض اوقات شام (دمشق) کے سفر پہ جاتا ہوں اور ابراہیم ولید سے ملنے جاتا ہوں۔ (کیا یہ صحیح کام ہے؟)

امامؑ نے فرمایا: اے عبدالغفار! تیرا بادشاہ کے پاس جانا تین چیزوں کا باعث ہوگا:

① دنیا کی محبت ② موت کو بھلا دینا

③ اور اس چیز پر راضی نہ ہونا جو خدا نے تیرے مقدر میں لکھا ہے۔

میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسول اللہ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں عیالدار آدمی ہوں اور اپنے نفع اور فائدے کیلئے شام کے سفر پر جاتا ہوں، اس بارے میں آپؑ کیا فرماتے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: اے عبدالغفار! میں تجھے دنیا کو چھوڑ دینے کا حکم نہیں دیتا، بلکہ تجھے ترکِ گناہ کا حکم دیتا ہوں۔ ترکِ دنیا فضیلت ہے، جبکہ ترکِ گناہ واجب اور لازم ہے اور تجھے واجب انجام کی اشد ضرورت ہے۔

راوی کہتا ہے: میں نے امامؑ کے ہاتھ اور قدم مبارک کو بوسہ دیا اور عرض کیا: اے فرزندِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہو جائیں۔ صحیح علم اور حکمت آپؑ کے سوا تلاش نہیں کیا جا سکتا، ابھی میری عمر زیادہ ہو گئی ہے، اور ہڈیاں بوسیدہ ہو گئی ہیں، لیکن وہ چیز جو آپؑ کو مسرور کرے (یعنی ولایت و خلافت اہلِ بیتؑ) نہیں دیکھ رہا۔ میں آپؑ میں فقط قتل ہونا در بدر ہو کر جلاوطن ہونا اور خوف و ہراس دیکھ رہا ہوں میں ایک مدت سے قائم آلِ محمدؑ کے قیام کے انتظار میں ہوں، اور مسلسل سوچتا ہوں کہ آج یا کل ہی میں قیام فرمائیں گے۔

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا: اے عبدالغفار! بے شک ہمارے قائم ہمارے فرزندوں میں سے ساتویں پشت میں ہیں۔ ابھی ان کے ظہور کا وقت نہیں آیا۔ بتحقیق میرے والد بزرگوار نے اپنے والد گرامی سے اور انہوں نے اپنے آبائے کرامؑ کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمسے نقل فرمایا ہے کہ

''میرے بعد قوم بنی اسرائیل کے نقباء کے برابر بارہ امامؑ ہوں گے ان

میں سے نو امام حسینؑ کی اولاد (نسل) سے ہوں گے، ان کا نواں یعنی آخری امام قائم ہے جو آخری زمانے میں قیام فرمائے گا اور وہ زمین کو اس وقت عدل وانصاف سے بھر دے گا، جب وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہو گی۔"

میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اگر یوں ہے تو پھر آپ کے بعد کس کی طرف رجوع کروں؟

امامؑ نے فرمایا: جعفر (صادقؑ) کی طرف جو میرے بیٹوں کا سردار اور اماموں کا باپ ہے، وہ اپنے گفتار وکردار میں صادق ہے۔

اے عبدالغفار! تم نے اہم اور ضروری سوال پوچھا ہے، بے شک تم میں جواب سننے کی اہلیت اور صلاحیت موجود ہے، اس کے بعد فرمایا: جان لو! سوال علم وحکمت کی چابی ہے، پھر امامؑ نے یہ شعر پڑھا:

شفاء العمی طول السوال وأنما
تمام العمی طول السکوت علی الجهل

"اندھے کی بھلائی لمبے سوال کرنے میں ہے، جبکہ جہالت کے باوجود طویل خاموشی مکمل اندھے پن کی علامت ہے۔"

سوال: زرارہؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے پوچھا: جو ہماری سوچ سے متفق ہو چاہے علوی ہو یا غیر علوی ہمیں اس سے محبت ہے اور جو ہماری سوچ کا مخالف ہے چاہے علوی ہو یا غیر علوی ہم اس سے بیزار ہیں، کیا یہ بات درست ہے؟

سوال: امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان تیرے اس جملے سے زیادہ سچا ہے۔

خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا

"انہوں نے نیک اور برے کام کو آپس میں ملا دیا۔"

(سورۃ:9، توبہ، آیت:102)

مسعدہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ بڑے گناہ یہ ہیں:

۱ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہو جانا
۲ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے مایوس ہونا
۳ اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور عذاب سے خود کو محفوظ سمجھنا
۴ بے گناہ انسان کا قتل کرنا
۵ ماں باپ کی نافرمانی کرنا
۶ یتیم کا ناحق ظلم سے مال کھانا
۷ سود کی حرمت جانتے ہوئے سود کھانا
۸ ہجرت کے بعد جہالت کا راستہ اپنانا
۹ پاک دامن عورت کو زنا کی نسبت دینا
۱۰ جہاد فی سبیل اللہ سے فرار

امامؑ کی خدمت میں سوال کیا گیا کہ جو شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا اور توبہ کے بغیر دنیا سے چلا جائے، کیا یہ گناہ انجام دینے سے وہ ایمان سے خارج ہو گیا؟ اور اگر یہ شخص عذاب کا مستحق ہے تو کیا مشرکین کی طرح ہمیشہ کے لئے عذاب میں ہو گا یا اس کے لئے عذاب معین مدت کے لئے ہو گا؟

امامؑ نے ارشاد فرمایا: اگر اس شخص کا عقیدہ یہ ہو کہ یہ گناہ جائز ہے تو ایسا شخص اسلام کے دائرے سے نکل گیا اور اسے سخت ترین عذاب ہو گا۔ لیکن اگر یہ گناہگار شخص اعتراف کرے کہ وہ گناہ کبیرہ تھا اور اُس نے حرام کام انجام دیا تو اس گناہ کے باعث اس پر عذاب ہو گا اور اس گناہ کو انجام دینا اس کے لئے درست نہ تھا۔

ایسی صورت میں اسے پہلے گروہ سے کمتر عذاب ہو گا اور یہ شخص گناہ کبیرہ انجام

دینے کے سبب ایمان سے خارج ہو جائے گا۔ لیکن یہ گناہ اسے دائرہ اسلام سے خارج نہ کرے گا۔

سوال: ہاشم کہتے ہیں: ایک شخص نے حضرت امام محمد باقرؑ سے زہد کے متعلق پوچھا۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: زہد دس چیزوں کا نام ہے، زہد کا اعلیٰ ترین درجہ ورع، پرہیز گاری کا نچلہ درجہ ہے، ورع اور پرہیز گاری کا اعلیٰ ترین درجہ، یقین کا ادنیٰ ترین درجہ ہے، جبکہ یقین کا اعلیٰ ترین مقام رضا کا ادنیٰ ترین درجہ ہے۔

جان لو! کہ زہد کا خلاصہ اللہ تعالیٰ نے اس آیہ کریمہ میں بتایا ہے: کہ

لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰكُمْ ط

''جو کچھ تمہارے ہاتھ سے نکل گیا اس کے لئے افسوس نہ کرو اور جو کچھ تمہیں ملا ہے اس پر خوش نہ ہو جاؤ۔'' (سورۃ:57، الحدید، آیت:23)

سوال: جابر جعفی کہتے ہیں: میں حضرت امام محمد باقرؑ کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ میں غمگین ہوا تو میں نے عرض کیا: قربان جاؤں، بعض اوقات بغیر اس کے کہ مجھ پر کوئی مصیبت آئی ہو یا کوئی درد یا تکلیف ہو میں محزون اور غمگین ہو جاتا ہوں، یہاں تک کہ میرے گھر والے اور دوست واحباب اس حزن و اندوہ کے آثار میرے چہرے پر دیکھتے ہیں، اس کا سبب کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: جی ہاں، اے جابر! اللہ تعالیٰ نے مومنین کو بہشتی مٹی سے پیدا کیا ہے، ان میں اپنی روح کی خوشبو جاری فرمائی، یہی سبب ہے کہ مومن دوسرے مومن کا مادری پدری بھائی ہے، لہٰذا جب ان ارواح میں کسی ایک روح کو کسی شہر میں غم اور تکلیف ہوتی ہے، تو دوسرے مومن کی روح بھی غمگین ہو جاتی ہے، کیونکہ دونوں ایک ہی روح سے ہیں۔

سوال: حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کیا گیا: کیا حال ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ہمارا حال یہ ہے کہ ہم نعمتوں میں غرق ہیں اور سراپا گناہ گار، اللہ تعالیٰ ہم پر اپنی نعمتوں اور احسانات سے کرم فرما رہے ہیں، جبکہ ہم اس کی نافرمانی اور گناہ کر کے اس سے دور ہو رہے ہیں، حالانکہ ہم اس کے آگے محتاج ہیں اور وہ ہم سے بے نیاز ہے۔ (امام گناہ نہیں کرتا یہ سمجھانے کے لیے ہے)

اسماعیل کاتب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقرؑ مسجد الحرام میں داخل ہوئے، اس وقت قریش کے کچھ لوگ آپؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا یہ شخص کون ہے؟

لوگوں نے کہا کہ یہ عراق والوں کا امام ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا اچھی بات ہے، ایک شخص کو ان کے پاس بھیجتے ہیں تا کہ ان سے سوال کرے، تب ان میں سے ایک جوان نے امامؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

سوال: چچا جان! سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: شراب پینا۔

وہ جوان واپس ہوا تو دوستوں نے اسے دوبارہ یہی سوال دے کر بھیجا تو امام نے دومرتبہ ارشاد فرمایا:

بھتیجے! کیا میں نے نہیں بتایا کہ شراب خوری سب سے بڑا گناہ ہے کیونکہ شراب پینے سے شرابی زنا، چوری اور قتل جیسے گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے شرک اور کفر کا باعث بنتی ہے اور شرابی سے ایسے گناہ سرزد ہوتے ہیں جو تمام گناہوں سے بڑھ کر ہیں جیسا کہ انگور کا درخت دوسرے درختوں پر چڑھ جاتا ہے۔

باب ششم

فروغِ دین اور احکام کے متعلق سوالات

سوال: اہلِ شام میں سے ایک شخص حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، اُس نے اور خانہ خدا کی تاسیس کے متعلق پوچھا تو امام نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا:

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ط

"میں زمین پر اپنا جانشین بناؤں گا۔" (سورۃ:2،البقرہ،آیت:30)

تو فرشتوں نے یہ کہہ کر اللہ تعالیٰ کے فرمان پر اعتراض کیا" کیا اسے خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں فساد کرے گا اور خونریزی کرے گا یہاں تک کہ فرشتوں کو یہ احساس ہوا کہ ان سے خطا اور غلطی سرزد ہوئی ہے، تب انہوں نے عرشِ الٰہی کی پناہ لی۔

اور سات مرتبہ عرش کے گرد طواف کیا اور اللہ تعالیٰ سے معافی اور بخشش کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش ہوا اور ارشاد فرمایا: تم زمین پر اتر جاؤ اور زمین پر ایک ایسا گھر بناؤ جہاں اگر میرے بندوں میں سے کوئی گناہ سرانجام دے اور اس گھر کی پناہ لے اور تمہاری طرح اس گھر کا طواف کرے تو میں اس سے راضی ہو جاؤں جیسا کہ تم سے راضی ہوا ہوں۔ تب فرشتوں نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔

اس شخص نے عرض کیا: اے ابوجعفر امام محمد باقرؑ! آپ نے درست ارشاد فرمایا، اب مجھے حجرِ اسود کی تاسیس کے بارے میں بتائیں۔

امامؑ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدمؑ سے عہد و پیماں لیا، اس وقت ایک ایسی نہر جاری تھی جو شہد سے زیادہ شیریں اور دودھ سے زیادہ سفید تھی۔ اس وقت قلم کو حکم دیا کہ اس نہر کو سیاہی بنا کر اولادِ آدمؑ کے اعتراف و اقرار کو اور جو کچھ قیامت کو واقع ہوگا، اسے محفوظ رکھنے کے لیے لکھ دے۔ پھر اس کتابت کو یہ پتھر نگل گیا، اسی لئے اس پتھر کو چومنا درحقیقت اپنے اس اقرار اور اعتراف پر قائم رہنا ہے۔ میرے والدِ گرامی (امام سجادؑ) جب بھی رکنِ کعبہ کو چومتے تھے تو ارشاد فرماتے تھے: پروردگار! میں نے اپنی امانت ادا کر دی اور اپنے عہد و پیمان کی تجدید کی تا کہ یہ پتھر میری وفاداری پر گواہ بن جائے۔ مردِ شامی نے عرض کیا: اے ابوجعفرؑ! آپ نے صحیح فرمایا۔

یہ کہہ کر وہ اٹھا اور خدا حافظ کہہ کے چلا گیا، جب وہ تھوڑا دور نکل گیا تو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت امام جعفر صادقؑ سے فرمایا کہ آپ ان کے پیچھے جائیں اور انہیں میرے پاس واپس لا۔ امام صادقؑ کوہِ صفا تک اس کے پیچھے گئے لیکن انہیں موجود نہ پایا۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا: یہ حضرت خضرؑ تھے۔

سوال: بکیر بن اعین کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا: اے ابوجعفرؑ! اس عورت کی میراث کے بارے میں کیا حکم ہے کہ جو خود فوت ہوگئی ہو اور اس کا شوہر زندہ ہو اور اس کی ماں سے سگے بھائی اور باپ سے سوتیلی بہن زندہ ہو؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اس میں شوہر کے لئے بیٹے چھ حصوں میں سے تین حصوں کا آدھا اور ماں سے سگے بھائیوں کے بیٹے چھ حصوں میں سے دو حصوں کا ایک ایک بھائی جبکہ بہن کے بیٹے اس کا چھٹا حصہ ہوگا۔

اس شخص نے عرض کیا: اے ابوجعفرؑ! اس میراث کی تقسیم زیر اہلسنت اور قضات کے نزدیک اس طرح نہیں ہے۔

ان کے خیال میں بہن کے لئے چھ سے آٹھ حصوں میں سے بہن کے لئے تین حصے ہیں۔

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا: ان کے فتوی کی دلیل کیا ہے؟

کہنے لگا: کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب کوئی مرد دنیا سے چلا جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو جبکہ سگی بہن موجود ہو تو اسے میراث کا آدھا ملے گا۔

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا: اگر بہن کی جگہ اس انسان کا بھائی زندہ ہو تو کیا حکم ہے؟

کہنے لگا: اس صورت میں بھائی کے لئے ۱/۶ کے علاوہ کچھ نہیں بچے گا، تو امامؑ نے فرمایا: تو پھر کس سبب سے تم لوگ جب بہن کے لیے اعتراض کرتے ہو اور بھائی کا حصہ اس سے کم کرتے ہو، جبکہ اللہ تعالیٰ نے عورت کے لیے مرد کی نسبت میراث سے آدھا حصہ مقرر کیا ہے کیونکہ اللہ نے بھائی کے لیے پورے کا پورا حصہ مقرر کیا ہے جبکہ پورا آدھے سے زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بہن کے لئے میراث کا آدھا حصہ ہے۔ اور کوئی بہن دنیا سے گزر جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو بھائی کو اس کی پوری میراث ملے گی۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ جسے اللہ کے تمام اموال کا وارث قرار دیا ہے تم اسے میراث سے کچھ نہیں دے رہے ہو؟ اور بھائی کو اپنے بارے میں ۱/۶ حصہ دے رہے ہو؟ اور جس کے لئے اللہ نے آدھا حصہ مقرر کیا ہے، اسے پورے کا پورا دیتے ہو؟

اس شخص نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے یہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم بہن کو آدھا حصہ دیں اور بھائی کو کچھ نہ دیں؟

حضرت امام محمد باقرؑ نے ارشاد فرمایا: وہ کہتے ہیں کہ ماں، شوہر، مادری بھائی، پدری بہن کے لئے شوہر کے لیے چھ میں سے تین حصوں کا آدھا دیا جائے گا۔

جبکہ ماں کو ۱/۶، مادری بھائی کو ایک تہائی اور خواہر پدری کو ان تین حصوں کا آدھا جو چھ حصوں سے بچا تھا۔

کہنے لگا: جی ہاں، اسی طرح کہتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: اگر بہن کی جگہ پدری بھائی ہو تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

کہنے لگا: اس کے لئے کچھ بھی باقی نہیں بچتا پھر امامؑ سے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے، اس سلسلے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

امامؑ نے فرمایا: پدری و مادری بھائی نیز پدری بھائی کے لیے ماں کے ہوتے ہوئے کچھ نہیں بچے گا۔

سوال: جابر کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کیا: جوتوں پر مسح کے سلسلے میں اصحابِ پیغمبر کے درمیان کیسے اختلاف ہوا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اصحاب میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث سنتا تھا لیکن اس حدیث کی ناسخ کے پہلے حکم کے خاتمے کا اعلان اس سے پوشیدہ رہتا تھا اور اسے پہلی حدیث کے ناسخ کے متعلق علم نہیں تھا، جب کوئی دوسرا فرد اس کا انکار کرتا تو اس پر گراں گذرتا کہ جس چیز کو وہ جانتا ہے اس حکم کو چھوڑ دے۔ اور کبھی کسی سلسلے میں اللہ کی طرف سے رسولؐ اللہ پر وحی نازل ہوتی تھی اور وہ کچھ عرصہ اس پر عمل کرتے اور وہ کچھ عرصہ اس حکم پر عمل کے پابند ہوتے تھے۔ تب کوئی اور حکم نازل ہوتا۔ یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! آپ نے ہمیں کچھ باتوں کا حکم دیا اور جب ہم نے اس حکم پر عمل کرنا اپنی عادت بنالی۔ تب آپ نے ایک اور کام کا حکم دیا۔ پیغمبرِ اسلامؐ خاموش ہو گئے اور اس کا جواب نہ دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں یہ آیۂ کریمہ نازل فرمائی۔ اے پیغمبرؐ! کہہ دو میں کوئی نیا رسول نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا؟ میں ہمیشہ وحی کی پیروی کرتا ہوں اور میں واضح طور پر خدا کا خوف رکھتا ہوں، کسی اور سے ڈرنے والا نہیں۔

سوال: زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَامۡرَاَةً مُّؤۡمِنَةً اِنۡ وَّهَبَتۡ نَفۡسَهَا لِلنَّبِیِّ

(سورۃ:33،الاحزاب،آیت:50)

''اگر کوئی مومنہ عورت اپنے آپ کو رسول اکرمؐ کے حوالے کر دے۔''

آپؑ نے فرمایا: حبا اور بخشش فقط رسول اللہؐ کے لیے جائز ہے جبکہ دوسرے لوگوں کے لیے حق مہر کے بغیر نکاح جائز نہیں ہے۔

سوال: زرارہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نماز، دیعت، میراث وغیرہ کے متعلق پوچھا۔

جواب: امامؑ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کے احکامات اپنے نبی کے حوالے کر دیئے ہیں۔

سوال: اسماعیل جعفی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: مغیرہ کا خیال ہے کہ حائضہ عورت جس طرح روزہ کی قضا بجالاتی ہے اسے چاہیے کہ نماز کی قضا بھی بجالائے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: مغیرہ کو کیا ہو گیا ہے؟ خدا اسے ناکام کرے۔ عمران کی بیوی نے کہا تھا:

رَبِّ اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لَكَ مَا فِیۡ بَطۡنِیۡ مُحَرَّرًا

''پروردگار میں نے اپنے شکم کے بچے کو تیرے گھر کی خدمت کے لیے نذر کر دیا ہے۔'' (سورۃ:3، آل عمران، آیت:35)

تو جو کچھ بھی مسجد کے لیے نذر کیا جائے اسے باہر نہیں لایا جا سکتا جب اس نے مریمؑ کو جنا تو فرمایا:

رَبِّ اِنِّیۡ وَضَعۡتُهَاۤ اُنۡثٰی ؕ ...... وَلَیۡسَ الذَّكَرُ كَالۡاُنۡثٰی ج

(سورۃ:3، آل عمران، آیت:36)

''پروردگار یہ لڑکی ہے......اور لڑکا اس لڑکی جیسا نہیں ہو سکتا۔''

وہ ولادت کے بعد بچی کو مسجد لے گئی۔ جب بچی سن بلوغ کو پہنچی تو اسے مسجد سے باہر نہیں نکالا گیا۔ تو اس کے پاس نماز کی قضا بجالانے کا کون سا وقت باقی رہ جاتا ہے جبکہ وہ زندگی بھر مسجد میں رہیں؟

سوال: حسین بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: قربان جاؤں، اہلِ سنت کہتے ہیں کہ فجر کے بعد سونا مکروہ ہے، کیونکہ اس وقت رزق تقسیم ہوتا ہے۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: رزق کی تقسیم پہلے سے مقرر ہو چکی ہے۔ طلوعِ فجر سے سورج کے طلوع ہونے تک اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تقسیم ہوتا ہے، اسی لیے قرآنِ حکیم نے فرمایا:

وَسۡئَلُوا اللّٰهَ مِنۡ فَضۡلِهٖ ؕ

''اور اللہ سے اس کا فضل مانگو۔'' (سورۃ:4، النساء، آیت:32)

لہٰذا طلوع فجر کے بعد اللہ کا ذکر حصول رزق کے لیے سفر سے بہتر ہے۔

سوال: ابانؒ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: تلبیہ کو تلبیہ کس سبب سے کہا گیا؟

امامؑ نے فرمایا: کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے اس طرح اپنے رب کے حکم کو لبیک کہا۔

سوال: شامیوں میں سے ایک شخص حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیت اللہ کی خلقت کے آغاز کے متعلق پوچھا۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: ''میں زمین میں اپنا جانشین مقرر کروں گا۔'' اُنہوں نے کہا: ''کیا ایسے کو خلیفہ بناؤ گے۔'' یہ حکمِ خدا کو نظر انداز کرنے کے مترادف تھا، یہاں تک کہ فرشتوں کو اندازہ ہوا کہ ان سے خطا اور لغزش سرزد ہوئی ہے۔ تب انھوں نے عرشِ الٰہی کے سائے میں پناہ لی اور سات چکر لگا

کر عرش کا طواف کیا اور خدا سے مغفرت اور رضا کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوشنود ہوا، اور ان سے فرمایا: زمین پہ اُتر جاؤ تا کہ زمین پہ ایسا گھر بناؤ کہ اگر میرے بندوں میں سے کوئی بندہ گناہ کر بیٹھے تو اس گھر کی پناہ لے اور تمہاری طرح اس گھر کا طواف کرے تا کہ میں اس بندے سے اس طرح راضی ہو جاؤں جیسے آج تم سے راضی ہوا ہوں۔ تب ملائکہ نے بیت اللہ کی بنیاد رکھی۔

اس شخص نے کہا: اے ابو جعفرؑ! آپ نے دست فرمایا ہے۔ یہ بتائیے کہ حجرِ اسود کی خلقت کیسے ہوئی؟

حضرت امام محمد باقر علیہ السلامؑ نے فرمایا: جب اللہ نے اولادِ آدمؑ سے عہد و پیمان لیا تو ایسی نہر جاری کی جو شہد سے زیادہ شیریں اور دودھ سے زیادہ شفاف تھی، تب قلم کو حکم دیا کہ وہ اس کو دوات بنا کر لوگوں کے اقرار اور اعتراف کو نیز جو کچھ تا قیامت واقع ہونا ہے اسے لکھے اور محفوظ کرے پھر اس لکھے ہوئے مجموعہ کو یہ پتھر نگل گیا۔ اس پتھر کو چومنے کا مقصد اپنے کیے ہوئے عہد و پیمان سے بیعت اور اقرار ہے۔

میرے والد بزرگوار (امام علی زین العابدینؑ) جب بھی رکنِ کعبہ کو چومتے تو فرماتے: پروردِگار! میں نے اپنی امانت ادا کی اور اپنے عہد و پیمان کی تجدید کی تا کہ یہ پتھر (حجر اسود) تیری بارگاہ میں میرے عہد وفا کرنے کی گواہی دے۔

اس شخص نے فرمایا: آپؑ نے درست ارشاد فرمایا اے ابو جعفرؑ! تب وہ شخص اُٹھ کر روانہ ہوا۔ جب دور نکل گیا تو امام محمد باقرؑ نے اپنے فرزند امام صادقؑ سے فرمایا: ان کے پیچھے جاؤ اور انہیں میرے پاس واپس بلاؤ۔ صادقِ آلِ محمدؑ ان کے پیچھے کوہِ صفا تک گئے لیکن وہ نظر نہیں آئے۔

امام باقرؑ نے فرمایا: یہ شخص حضرتِ خضرؑ تھے۔

سوال: جابر جعفیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلامؑ سے اس جملے

کے متعلق پوچھا: ''نہیں کوئی حرکت و قوت مگر وہ جو اللہ تعالیٰ سے ملتی ہے۔''

جواب: امامؑ نے فرمایا: خدا کی معصیت اور نافرمانی کی طاقت ہمارے پاس نہیں مگر خدا کی مدد سے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کی قوت بھی ہمارے پاس نہیں مگر اللہ کی توفیق سے۔

زرارہؒ فرماتے ہیں: حضرت امام محمد باقرؑ نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور ولایت پر۔

سوال: زرارہؒ نے عرض کیا: مولا! ان میں سب سے افضل کون ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ولایت سب سے افضل ہے، کیونکہ ولایت اہلِ بیتؑ ان کی کنجی ہے اور والی یعنی امام معصومؑ ان پر راہنما ہے۔

سوال: میں نے عرض کیا: ولایت کے بعد سب سے افضل کون ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: نماز، جیسا کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا ''نماز تمہارے دین کا ستون ہے۔''

سوال: زرارہؒ نے عرض کیا: نماز کے بعد افضل کون سا عمل ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: زکوٰۃ، کیونکہ زکوٰۃ نماز کے ہم مرتبہ ہے اور زکوٰۃ کا حکم نماز سے پہلے نازل ہوا ہے اور رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ زکوٰۃ گناہوں کو ختم کر دیتی ہے۔

سوال: زرارہؒ نے عرض کیا: زکوٰۃ کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: حج، جیسا کہ ارشاد ربّ العزت ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۃ 3 آل عمران آیت: 97)

''اللہ کی جانب سے لوگوں پر فرض ہے کہ وہ خدا کے گھر کا حج کریں جو وہاں جانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔ اور جو کوئی اس سے انکار کرے گا تو بے

شک اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔''

رسولؐ اللہ کا ارشادِ پاک ہے:

''ایک مقبول حج بیس رکعت نافلہ نمازوں سے افضل ہے اور جو کوئی اللہ کے گھر کا سات مرتبہ طواف کرے اور دو رکعت نمازِ طواف صحیح طرح سے پڑھے، اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔'' آپؐ نے عرفہ اور مزدلفہ کے دن بھی حج کے فضائل بیان فرمائے تھے......

سوال: محمد بن مسلمؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا: ایک شخص نے حاملہ عورت کو مارا جس سے نطفہ سقط ہوا، اس کی دیت کیا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اس نے بیس دینار دیت ادا کرنی ہے۔

میں نے عرض کیا: اگر اس کے مارنے سے علقہ سقط ہو جائے؟

میں نے عرض کیا: اس شخص نے حاملہ کو مارا اور مضغہ سقط ہو جائے؟

امامؑ نے فرمایا: ساٹھ دینار دیت ہوگی۔

میں نے عرض کیا: جب جنین حمل کی ہڈیاں بن چکی ہوں اور کسی شخص کے مارنے سے گر جائے؟

امامؑ نے فرمایا: اس شخص کو مکمل دیت ادا کرنا ہوگی۔ امیر المومنینؑ اسی طرح فیصلہ فرماتے تھے۔

میں نے عرض کیا: مولاؑ! نطفہ کی شناخت کیسے ہوگی؟

امامؑ نے فرمایا: سفید اور گاڑھا مادہ ہے جیسے سینے کا بلغم جو رحم میں مستقر ہوتا ہے 40 دن کے بعد نطفہ علقہ میں بدل جاتا ہے۔

میں نے عرض کیا: علقہ کی شناخت کس طرح ہوگی؟

امامؑ نے فرمایا: وہ گاڑھے جامد خون کی مانند ہے جو نطفہ کے بعد بنتا ہے اور چالیس دن بعد مضغہ میں بدل جاتا ہے۔

میں نے عرض کیا: مضغہ کی علامت بیان کیجئے؟

امامؑ نے فرمایا: مضغہ سرخ رنگ کا گوشت ہے جس میں سبز رنگ کی رگیں ہیں۔ جس کے بعد اس سے ہڈیاں بنتی ہیں۔

میں نے عرض کیا: جب مضغہ ہڈیوں میں بدلتا ہے تو پھر کیا ہوتا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: جب مضغہ ہڈیوں میں تبدیل ہو جاتا ہے تو اس پر کان اور آنکھیں رکھی جاتی ہیں اور دیگر اعضاء و جوارح بنتے ہیں۔ اگر اس طرح کا حمل ضائع ہو جائے تو کامل دیت ادا کی جائے گی۔

زرارہؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اہلِ کتاب سے نکاح جائز نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں، اہلِ کتاب سے نکاح کی حرمت کہاں سے ثابت ہے؟

امامؑ نے ارشاد فرمایا: قرآنِ کریم کی اس آیہ کریمہ سے:

وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ

''ہرگز کافر عورتوں کو اپنی بیوی نہ بناؤ۔'' (سورۃ:60، الممتحنۃ، آیت:10)

سوال: ضریس کناسی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ سے پوچھا: جو گھی اور پنیر مشرکوں کی سرزمین (روم) سے لایا جاتا ہے کیا اس کا کھانا جائز ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اگر تمہیں یقین ہو کہ یہ حرام کے ساتھ ملاوٹ شدہ ہے تو اس کا کھانا جائز نہیں لیکن اگر تمہیں اس کے حرام کے ساتھ ملاوٹ کا یقین نہ ہو تو اس کا کھانا جائز ہے جب تک کہ اس کا حرام ہونا تیرے لیے ثابت نہ ہو جائے۔

سوال: ابوبصیرؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اس سال حاجی کتنے زیادہ آئے ہیں اور ہر جگہ شور شرابہ ہے؟

امامؑ نے ارشاد فرمایا: حاجی بہت کم ہیں شور بہت زیادہ ہے۔ اگر چاہتے تو میرے لفظوں کی صداقت اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔

اس وقت امامؑ نے اپنے ہاتھ مبارک میری آنکھوں پر رکھے اور ایسی دعا پڑھی کہ میری آنکھیں کھل گئیں فرمایا: اب حاجیوں کو دیکھو۔ اب جو میں نے دیکھا تو اکثر لوگ بندر اور سور نظر آئے۔ ان کے درمیان مومن تاریک رات میں ستاروں کی طرح دور سے چمکتے نظر آرہے تھے۔

ابو بصیر نے عرض کیا: آپ صحیح فرماتے ہیں حاجی بہت کم نظر آئے ہیں۔

امامؑ نے دوبارہ دعا پڑھی تو ابو بصیر کی آنکھیں پہلے کی طرح ہوگئیں۔

ابو بصیر نے اپنی آنکھوں کی بینائی سے متعلق امامؑ سے درخواست کی تو امامؑ نے فرمایا: ہمیں اس پر کوئی مضائقہ نہیں نہ ہی اللہ تعالی نے تم سے ناانصافی کی ہے بلکہ جو کچھ تیرے لیے بہتر تھا اس کو منتخب فرمایا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ لوگ ہمارے اتنے گرویدہ ہو جائیں کہ ہم پر اللہ تعالی کے عظیم احسانات کو بھلا دیں۔ اور خدا کو چھوڑ کر ہماری عبادت کریں جبکہ ہم تو خدا کے بندے ہیں اور اس کی عبادت اور بندگی سے منہ نہیں موڑتے اور اس کی فرمانبرداری اور اطاعت سے نہیں تھکتے اور اس کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہیں۔

دوسری روایت میں ابو عروہ کہتے ہیں کہ میں ابو بصیرؒ کے ہمراہ حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام صادقؑ کے گھر میں داخل ہوا۔ تو جناب ابو بصیرؒ نے مجھ سے فرمایا: گھر میں چھت کے نزدیک ایک کھڑکی تمہیں دکھائی دے رہی ہے؟

میں نے کہا: جی ہاں، مگر آپ نے اسے کیسے دیکھ لیا؟

ابو بصیر نے کہا: کہ مجھے حضرت امام محمد باقرؑ نے دکھائی تھی۔

سوال: حنان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کیا: کیا آپ نافلہ نمازیں بیٹھ کر پڑھتے ہیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! جب سے میرا وزن بڑھ گیا ہے اور سن زیادہ ہوا ہے میں نافلہ نماز بیٹھ کر ہی پڑھتا ہوں۔

سوال: ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن قیس ماصر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آکر پوچھا کہ میت کو غسل جنابت کس سبب سے دیا جاتا ہے؟

جواب: امامؑ نے ارشاد فرمایا: تیرے سوال کا جواب نہیں دوں گا۔ عبداللہ بن قیس اُٹھ کر چلا گیا۔ راستے میں کسی شیعہ سے ملاقات ہوگئی تو کہنے لگا: تم شیعوں پر تعجب ہے اس شخص سے محبت کرتے ہو اور اس کی اطاعت بھی کرتے ہو اگر تمہیں اپنی بندگی کی دعوت دے تو وہ بھی تم قبول کرلو گے، میں نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا تو ان کے پاس جواب نہیں تھا۔

ایک سال بعد عبداللہ بن قیس دوبارہ امامؑ کی خدمت میں پہنچا اور وہی مسئلہ پوچھا تو امامؑ نے ارشاد فرمایا: تمہیں اس کا جواب نہیں بتاؤں گا۔

عبداللہ بن قیس ماصر نے اپنے کسی دوست سے کہا کہ تم شیعوں کے ساتھ رابطہ اور آمد و رفت رکھو اور ان سے اپنی محبت اور ارادت کا اظہار کرو اور مجھ سے بیزاری ظاہر کرتے ہوئے مجھے لعنت ملامت کرو، جب حج کا موسم آئے تو میرے پاس آجانا میں تیرے لیے سفرِ حج کا انتظام کروں گا اور تم شیعوں کے ساتھ سفر پہ جانا اور ان سے کہنا کہ تجھے حضرت امام محمد باقرؑ کے پاس لے جائیں۔ جب ان کے پاس جاؤ تو ان سے پوچھنا کہ میت کو غسل جنابت کیوں دیا جاتا ہے؟

اس شخص نے شیعوں سے آمد و رفت رکھی یہاں تک کہ حج کا موسم آیا۔ اس رابطہ کے نتیجہ میں وہ واقعاً شیعہ مذہب کا گرویدہ ہوگیا اور دل سے شیعہ ہوگیا لیکن اس نے یہ بات عبداللہ بن قیس سے مخفی رکھی تا کہ وہ اسے حج کا خرچہ دینے سے انکار نہ کردے۔ جب حج کا موسم آیا تو یہ عبداللہ بن قیس کے پاس گیا۔ اس سے حج کا خرچہ لیا اور روانہ

ہوا۔ جب مدینہ پہنچا تو اس کے دوستوں نے کہا: تم یہیں آرام کرو ہم امامؑ سے تیرے متعلق بات کریں گے اور تیری ملاقات کی اجازت لیں گے۔

جب یہ لوگ حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو امامؑ نے ارشاد فرمایا:

تمہارا ساتھی کہاں ہے؟ تم نے ان کے ساتھ ناانصافی کی ہے۔

عرض کیا: مولاؑ! ہمیں پتہ نہ تھا کہ ان کا ساتھ لانا درست ہے یا نہیں۔

امامؑ نے ایک آدمی اس کے پیچھے روانہ کیا۔ جب وہ پہنچا تو امامؑ نے ارشاد فرمایا: شاباش تم پر، اب جس عقیدے پر ہو یہ بہتر ہے یا تمہارا سابقہ عقیدہ؟

عرض کیا: پہلے تو میرے پاس کچھ نہ تھا اے فرزندِ رسولؐ اللہ!

امامؑ نے فرمایا: آپؑ نے صحیح کہا ہے۔ تمہاری گذشتہ عبادت اب کے مقابلے میں آسان تھی کیونکہ حق مشکل ہوتا ہے اور شیطان ہمارے شیعوں کے پیچھے پڑا ہوا ہے جبکہ دوسرے لوگوں کی گمراہی کے لیے ان کا نفس ہی کافی ہے۔ اب تیرے سوال پوچھنے سے پہلے تمہیں عبداللہ بن قیس کے سوال کا جواب بتائے دیتا ہوں۔ تمہیں اختیار ہے چاہے تو اسے جواب سے مطلع کرو اور چاہو اسے جواب نہ بتاؤ۔

اللہ تعالیٰ نے کچھ فرشتوں کو خلقت پہ مامور کیا ہے۔ جب کسی انسان کو خلق کرنا چاہتا ہے تو انہیں حکم دیتا ہے کہ اسی مٹی سے اُٹھاؤ جس کا ذکر اس آیت میں ہے:

مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَ فِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَ مِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى ۝

''ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور ایک مرتبہ پھر اس سے تمہیں باہر نکالیں گے۔'' (سورۃ:20، طٰہٰ، آیت:55)

نطفہ کو اسی مٹی سے ملا ماں کے پیٹ میں 40 دن گذر جانے کے بعد فرشتے عرض کرتے ہیں: پروردگار! کیا خلق کرنے کا ارادہ ہے؟

خداوندِ عالم نے جو کچھ ارادہ فرمایا ہو چاہے نر ہو یا مادہ، سفید ہو یا سیاہ، اس کا حکم دیتا ہے۔ جس وقت روح بدن سے خارج ہوتی ہے اس وقت یہ نطفہ بھی نکل جاتا ہے چاہے مرنے والا چھوٹا ہو یا بڑا، نر ہو یا مادہ۔ اسی لیے مردے کو غسل جنابت دیا جاتا ہے۔

وہ شخص کہنے لگا: نہیں، خدا کی قسم میں یہ بات قیس ماصر کے بیٹے کو ہرگز نہ بتاؤں گا۔

امامؑ نے فرمایا: آپ جو بہتر سمجھیں۔

سوال: بکر بن صالح کہتے ہیں کہ عبداللہ ابنِ مبارک نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: آپؑ کے آبائے کرام علیہم السلام سے روایت ہے کہ: ''ظالم حکمرانوں کے دورِ اقتدار میں جو بھی فتح و نصرت مسلمانوں کے نصیب ہوئی اس کا مالِ غنیمت امامؑ کے لیے مخصوص ہے۔'' (کیا یہ روایت درست ہے؟)۔

امامؑ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! یہ روایت صحیح ہے۔

عبداللہ بن مبارک نے عرض کیا: قربان جاؤں، مجھے ایسے ہی مال غنیمت کے طور پر لایا گیا ہے۔ میں کسی طرح اپنے (جھوٹے) ملک سے نجات حاصل کر کے آیا ہوں اب آپ کا بندہ اور غلام ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! میں قبول کرتا ہوں۔

عبداللہ جب مکہ واپس جانے لگا تو اُس نے عرض کیا: میں جب سے حج پر گیا ہوں۔ شادی کی میں دوستوں کی مدد پہ گذارتا رہا، کیونکہ میرے پاس زندگی گذارنے کا دوسرا ذریعہ نہیں تھا۔ اب آپؑ کا جو حکم ہو ارشاد فرمائیں؟

امامؑ نے فرمایا: اپنے شہر اور وطن لوٹ جاؤ۔ تم نے جو حج، شادی اور کاروبار کیا ہے وہ تمہارے اوپر حلال ہے۔

عبداللہ چھ سال بعد دوبارہ امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس بندگی اور غلامی کو یاد کیا۔

امامؑ نے ارشاد فرمایا: میں تجھے اللہ کی رضا کے لیے آزاد کرتا ہوں۔

عبداللہ نے عرض کیا: تو پھر میرے لیے یادداشت لکھ دیجئے۔ امامؑ نے اس طرح سے رقعہ لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ رقعہ محمد بن علی ہاشمی علوی کی جانب سے عبداللہ بن مبارک کے لیے ہے۔

میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور روزِ جزا کے لیے آزاد کر دیا ہے۔ اللہ کے سوا تیرا کوئی معبود نہیں اور کسی کو تیری مالکیت کے دعویٰ کا حق نہیں تو میرا اور میرے بعد میرے خاندان کا آزاد شدہ ہے۔

محرم 113ھ ق　　　محمد بن علیؑ

امام محمد باقرؑ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے یہ سند لکھی اور اس پر اپنی مہر مبارک ثبت کی۔

سوال: حضرت زرارہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقرؑ ایک روز چادر لپیٹے قبلہ رُخ ہو کر بیٹھے تھے۔ میں بھی آپؑ کے ہمراہ بیٹھا ہوا تھا کہ آپؑ نے فرمایا: ''قبلہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔''

عاصم بن عمر نامی ایک شخص بجیلہ سے آیا اور کہنے لگا: کعب الاحبار کہتے ہیں: کعبہ روزانہ بیت المقدس کو سجدہ کرتا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: کعب الاحبار کی بات کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟

عاصم نے کہا: کعب صحیح کہتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: تم اور کعب دونوں جھوٹ بولتے ہو۔ امام سخت غصے میں تھے۔ زرارہؓ کہتے ہیں کہ میں نے آج تک کبھی نہ دیکھا تھا کہ آپؑ نے کسی کو روبرو کہا ہو کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تب امامؑ نے اپنے مبارک ہاتھ سے کعبہ کی جانب اشارہ کرتے

ہوئے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر کعبہ سے بہتر یا افضل کوئی قطعہ نہیں بنایا اور کعبہ ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے سال کے 4 مہینے حرام قرار دیئے ہیں جس دن سے زمین و آسمان کو خلق فرمایا۔ ان میں سے حج سے تعلق رکھنے والے متواتر تین ماہ یعنی شوال، ذی القعد ذی الحج اور عمرہ کے حوالے سے اکیلا ماہِ رجب ہے۔

سوال: عبداللہ بن معمر لیثی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں نے سنا ہے کہ آپؑ متعہ (نکاح موقت) کی اجازت دیتے ہیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اللہ نے قرآن میں متعہ کی اجازت دی۔ رسول اللہؐ نے اسے سنت قرار دیا اور صحابہ کرامؓ اس پر عمل پیرا رہے۔

سوال: عبداللہ نے کہا: لیکن حضرت عمر نے تو متعہ سے روکا ہے۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: تم اپنے آقا کے حکم پر عمل کرو اور میں رسول اللہؐ کے فرمان پر عمل کرتا ہوں۔

سوال: عبداللہ کہنے لگا: کیا آپ اس بات کو پسند کریں گے کہ آپ کی رشتہ دار عورتیں متعہ کریں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے احمق! اللہ تعالیٰ کے حکم کے متعلق گفتگو کا میری رشتہ دار عورتوں سے کیا تعلق؟ جس ذات نے قرآنِ پاک میں اپنے بندوں کو اس بات کی اجازت دی ہے وہ تم سے اور اس جناب سے جس نے متعہ سے منع کیا، زیادہ غیرت مند ہے۔ اچھا اب مجھے بتاؤ کہ تم پسند کرو گے کہ تمہاری کوئی رشتہ دار عورت مدینہ کے کسی کم ذات شخص سے نکاح (دائم) کرے؟

عبداللہ نے کہا: نہیں۔

امامؑ نے فرمایا: کیوں؟ جس چیز کو اللہ نے جائز قرار دیا تم اسے حرام کیوں قرار دیتے ہو؟

سوال : کہنے لگا: حرام نہیں سمجھتا لیکن کم ذات میرا ہمکفو اور ہمسر نہیں۔

جواب : امامؑ نے فرمایا: اگر وہ مومن اور نیک کردار کا مالک ہو اور اللہ تعالیٰ اسے حور عطا کردے، کیا جو خدا کو پیارا ہو تم اُس سے بیزار ہو اور جو خدا کی نظر میں حور کا ہمسر اور ہم کفو ہے تم اپنی سرکشی اور تکبر کے سبب اسے حقیر سمجھتے ہو۔

سوال : ابو الجارود کہتے ہیں میں مکہ یا منیٰ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسول اللہؐ حاجی کتنے زیادہ ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: حاجی بہت کم ہیں! اللہ تعالیٰ فقط تجھے اور تیرے ساتھیوں کو بخشے گا اور فقط تمہارا اور تمہارے دوستوں کا عمل قبول فرمائے گا۔

باب ہفتم

ایمان، کفر، شرک اور اس کے درجات کے متعلق سوالات

سوال : سدیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: کیا اللہ تعالیٰ مومن کو بیماری میں مبتلا کرتا ہے؟

جواب : امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! بلکہ مصیبت اور تکلیف تو مومن ہی کے لیے ہے جیسا کہ قرآن نے سورۂ یاسین میں (حبیب نجار مومن) کے لیے کہا:

يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۝

''اے کاش! میری قوم جان لیتی۔'' (سورۃ:36 یٰسین، آیت:26)

یہ شخص مکنع تھا۔

سوال : سدیر نے عرض کیا: مکنع کسے کہتے ہیں؟

جواب : امامؑ نے فرمایا: یعنی جذام (برص) کا مریض تھا۔

میسر کہتے ہیں میں علقمہ، ابوحسان اور عبداللہ بن عجلان حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔ امامؑ باہر تشریف لائے اور فرمایا: خوش آمدید! خوش رہیں، خدا کی قسم میں تمہاری اور تمہاری روحوں کی خوشبو کو پسند کرتا ہوں کیونکہ تم خدا کے دین پر ہو۔

علقمہ نے عرض کیا: جو شخص خدا کے دین پر قائم ہو کیا آپ اس کے جنتی ہونے کی گواہی دیں گے؟

راوی کہتے ہیں کہ امامؑ نے کچھ لمحے توقف فرمایا پھر کہنے لگے: اپنا احتساب کرو، دیکھو اگر تم گناہانِ کبیرہ کے مرتکب نہیں ہوتے ہو تو میں تمہاری جنت کا ضامن اور گواہ ہوں۔

میں نے عرض کیا: گناہانِ کبیرہ یعنی بڑے گناہ کون سے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے شرک ......

سوال: سعد بن طریف کہتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا کہ عمرو بن عبید آ کر کہنے لگا: مجھے اس آیتِ کریمہ کے بارے میں بتایئے:

وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ۝ (سورۃ:20، طٰہٰ، آیت:81)

"اس میں طغیان اور نافرمانی نہ کرو تم میرے غضب کے مستحق بن جاؤ گے اور جو میرے غضب کا حقدار بنے وہ غرق اور نابود ہو جائے گا اور جو توبہ کرے، ایمان لائے اور عملِ صالح انجام دے پھر ہدایت پائے، میں اسے بخش دوں گا۔"

جواب: امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ توبہ، ایمان اور عمل صالح ہدایت کے بغیر ناقابلِ قبول ہیں۔ یہاں توبہ سے مراد شرک سے توبہ ہے، ایمان سے مراد اللہ کی وحدانیت پر ایمان ہے، عملِ صالح سے مراد واجبات کی ادائیگی ہے جبکہ ہدایت سے مراد اولی الامر کی اطاعت ہے اور یہ ہم اہل بیتؑ ہیں۔ لوگوں پر فرض ہے کہ قرآن جیسے نازل ہوا ہے اسی طرح سے پڑھیں اور جب تفسیر کی ضرورت پڑے تو ہم سے ہدایت اور راہنمائی لیں اے عمرو!

سوال: ابوبکر حضرمی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اللہ آپؑ کو سلامت رکھے کن لوگوں سے قبر میں سوال و جواب ہوگا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: وہ افراد جو خالصتاً مومن یا کافر ہوں۔

سوال: میں نے عرض کیا: تو پھر باقی لوگوں کا کیا بنے گا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم انھیں چھوڑ دیا جائے گا ان کی کوئی حیثیت اور اہمیت نہ ہوگی۔

سوال: راوی نے عرض کیا: ان سے کس چیز کے متعلق سوال ہوگا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اس سے امام اور حجتِ خدا سے متعلق پوچھا جائے گا جو تمہارے درمیان موجود ہے۔ مومن سے پوچھیں گے فلاں شخصیت (امامؑ کا نام) کے متعلق کیا خیال ہے؟

مومن جواب دے گا: جی وہ میرے امام ہیں۔ تب مومن سے کہا جائے گا سو جاؤ اللہ تعالیٰ تجھے سکون کی نیند سلائے۔ اس کے لیے جنت کا ایک دروازہ کھلے گا اور قیامت تک اس کے لیے بہشتی تحفہ لایا جائے گا۔ اور کافر سے قبر میں پوچھا جائے گا فلاں شخصیت (امامؑ کا نام) کے متعلق کیا خیال ہے؟

کافر جواب میں کہے گا: میں ان کے متعلق زیادہ نہیں جانتا۔ بس تھوڑا بہت ان کا نام سنا ہے لیکن پتہ نہیں کون ہیں۔ اُسے کہا جائے گا تم نہیں سمجھتے اس کے لیے جہنم سے ایک دروازہ کھولا جائے گا اور مسلسل قیامت تک اسے جہنم کی آگ جلاتی رہے گی۔

سوال: ابوبصیرؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا، ایک شخص نے آ کر آپؑ سے عرض کیا: اللہ آپؑ کو سلامت رکھے کوفہ میں کچھ لوگ کہتے ہیں اور اسے آپؑ سے منسوب کرتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: وہ لوگ کیا کہتے ہیں؟

وہ کہتے ہیں کہ اسلام اور ایمان دو مختلف چیزیں ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! (ایسا ہی ہے)

وہ شخص کہنے لگا: اس بات کی وضاحت فرمایئے۔

امامؑ نے فرمایا: جو شخص گواہی دے کہ اللہ ایک ہے اور محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں، آپؐ جو کچھ خدا کی طرف سے لائے اس کی تصدیق کرے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے اور ماہِ رمضان کے روزے رکھے اور اللہ کے گھر کا حج ادا کرے، وہ شخص مسلمان ہے۔

وہ شخص عرض کرنے لگا: اور ایمان کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: جو شخص توحید اور حضرت محمدؐ کی رسالت کی گواہی دے اور جو کچھ آپؐ خدا کی طرف سے لائے ہیں اس کی تصدیق کرے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے اور اللہ کے گھر خانہ کعبہ کا حج بجالائے اور جن گناہوں کے متعلق عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے یعنی گناہانِ کبیرہ کا مرتکب نہ ہو، یہ شخص مؤمن ہے۔

سوال: ابو بصیرؒ نے عرض کیا: قربان جاؤں، ہم میں کون ایسا ہے جس نے کبھی بھی گناہ کبیرہ انجام نہ دیئے ہوں اور اللہ سے ملاقات ایسی حالت میں کرے کہ اس کی گردن پر گناہانِ کبیرہ کا بوجھ نہ ہو؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: تم نہیں سمجھے، مومن وہ ہے جو بغیر توبہ کے گناہوں کا بوجھ لے کر اللہ سے ملاقات نہیں کرتا۔

سوال: ابو بصیرؒ کہتے ہیں کہ میں موجود تھا کہ سلام نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: خیثمہ بن ابی خیثمہ نے آپؑ سے ہمارے لیے اسلام سے متعلق ایک حدیث بیان کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہے: ''بے شک اسلام سے مراد یہ ہے کہ جو ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھے اور ہماری طرح کلمۂ شہادت جاری کرے اور عبادت انجام دے، ہمارے دوستوں سے محبت اور ہمارے دشمنوں سے عداوت رکھے ایسا شخص مسلمان ہے۔''

جواب: امامؑ نے فرمایا: خیثمہ نے درست کہا ہے۔

سوال: سلامؒ نے عرض کیا: انہوں نے آپؑ سے ایمان کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے فرمایا ہے: ''اللہ پر ایمان لائے، اس کی کتاب کی تصدیق کرے اور خدا کی رضا کے لیے محبت رکھے اور اللہ کے لیے دشمن رکھے۔''

جواب: امامؑ نے ارشاد فرمایا: خیثمہ نے سچ کہا ہے۔

سوال: محمد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایمان کے متعلق پوچھا:

جواب: امامؑ نے فرمایا: جو کچھ دل میں ہے اسے ایمان کہتے ہیں اور اسلام وہ ہے: جس کے باعث نکاح و میراث جائز اور اس کے باعث خون محترم اور محفوظ ہو جاتا ہے۔ اس میں ایمان، اسلام کے ساتھ شریک ہے مگر اسلام ایمان کے ساتھ شریک نہیں۔

سوال: حمران کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا آپؑ کی نظر میں مومن ارث، قضاوت اور دیگر احکام میں مسلمان پر فضیلت اور برتری رکھتا ہے یہاں تک کہ مومن، مسلمان کی نسبت میراث میں زیادہ حصہ لے یا دیگر احکام میں؟

جواب: امامؑ نے ارشاد فرمایا: نہیں، یہ لوگ ان موارد میں یکساں ہیں لہٰذا امامؑ ان کے متعلق برابری کی بنیاد پر فیصلہ دے گا لیکن مومن ان اعمال میں جو خدا سے نزدیکی اور قرب کا باعث بنتے ہیں مسلمان سے افضل و برتر ہے۔

میں نے عرض کیا کہ یہ ارشادِ خداوندی نہیں:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ

''جو کوئی نیک کام انجام دے گا اُسے دس گنا اجر ملے گا۔''

(سورۃ 6، الانعام، آیت 160)

میرے خیال میں تو یہ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج میں مومن کے ساتھ ساتھ ہیں۔''

امامؑ نے ارشاد فرمایا: کیا قرآن میں یہ آیت کریمہ بھول گئے؟

وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ط (سورۃ:2،البقرہ،آیت:261)

''اور اللہ جسے چاہے کئی گنا اجر عطا کردے۔''

تو یہ مؤمن ہیں جن کی نیکیوں میں اللہ تعالیٰ کئی گنا اضافہ کر دیتا ہے۔ ہر نیکی کے بدلے ستر نیکیاں۔ اسی سبب سے مومن اور مسلمان ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ مومن کی نیکیاں اس کے ایمان کی صحت کے اندازے سے بڑھا دیتا ہے اور مومنین کے متعلق جو بہتر سمجھتا ہے انجام دیتا ہے۔

سوال: سعد خفاف کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: دلوں کی چار قسمیں ہیں:

① وہ دل کہ جس میں ایمان اور منافقت ہے۔

② وہ دل جو الٹا ہے۔

③ وہ دل جس پر مہر لگی ہے۔

④ نورانی درخشاں دل

میں نے عرض کیا: روشن نورانی دل کون سا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اس دل میں چراغ (ایمان) روشن ہے جبکہ مہر شدہ دل منافق کا ہے۔ روشن اور نورانی دل مومن کا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے عطا کرے تو شکر بجالاتا ہے اور اگر اسے مصیبت میں مبتلا کرے تو صبر سے کام لیتا ہے۔ الٹے دل سے مراد مشرک کا دل ہے جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے:

اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

''جو شخص منہ کے بل الٹے چلتا ہے وہ ہدایت سے قریب تر ہے یا وہ جو

سیدھا کھڑا ہو کر صراط مستقیم پر گامزن رہتا ہے؟'' (سورۃ:67،الملک،22)

اور وہ دل جس میں ایمان اور نفاق ہے یہ طائف میں رہنے والا گروہ تھا۔ اگر اسے حالتِ نفاق میں موت آتی تو منافق ہو کر مرتا اور ہلاکت اس کا مقدر بنتی اور اگر اسے ایمان کی حالت میں موت آجاتی تو نجات پا جاتا۔

سوال: محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے انسانی امور میں شیطان کی شرکت سے متعلق پوچھا جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ (سورۃ:17،الاسراء،بنی اسرائیل،آیت:64)

''اور ان کے مال اور اولاد میں شریک ہوجا۔''

جواب: امامؑ نے فرمایا: مال حرام ہی شیطان کا حصہ ہے۔ اسی باعث شیطان مدد کے ساتھ ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر وہ ہم بستری کرے اور حرام سے ہو تو نطفے میں مدد کے ساتھ شیطان شریک ہوتا ہے۔

سوال: ابنِ بکیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ رسول اللہؐ کے اس فرمانِ اقدس کے بارے میں بتائیں: ''جب کوئی شخص زنا کرتا ہے تو اس سے روحِ ایمان جدا ہو جاتی ہے۔''

جواب: امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! یہی مطلب قرآنِ کریم میں بیان ہوا ہے:

وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط (سورۃ:58،المجادلۃ،آیت:22)

''اور اپنی روح سے ان کی مدد کی۔''

یہ تائیدِ خداوندی اس سے جدا ہو جاتی ہے۔

سوال: علی بن ابوحمزہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا:

اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورۃ:48،الفتح،آیت:4)

''اس نے مومنوں کے دلوں میں سکون اور اطمینان کو نازل فرمایا۔''

جواب: امامؑ نے ارشاد فرمایا: اطمینان اور سکون سے مراد ایمان ہے۔

سوال: راوی نے عرض کیا: اور اس آیتِ کریمہ سے کیا مراد ہے:

وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط (سورۃ:57،،المجادلۃ،آیت:22)

''اور اپنی جانب سے روح کے ذریعہ ان کی مدد اور تائید کی۔''

جواب: امامؑ نے فرمایا: اس روح سے مراد ایمان ہے۔

سوال: ابو بصیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ ط

''اور اس ذات نے تمہیں ایک ذات سے پیدا کیا تم میں سے بعض (ایمان کے الفاظ سے) مستحکم اور ثابت اور بعض غیر مستحکم اور ناپائیدار ہیں۔'' (سورۃ:6،الانعام،98)

جواب: امامؑ نے فرمایا: اس آیتِ کریمہ کے متعلق تمہارے شہر والے کیا کہتے ہیں؟

ابو بصیرؓ نے عرض کیا: کہتے ہیں کہ ثابت اور پائیدار سے مراد رحم مادر اور ناپائیدار سے مراد صلبِ پدر ہے۔

امامؑ نے فرمایا: وہ غلط کہتے ہیں، مستحکم اور ثابت سے مراد وہ شخص ہے جس کے دِل میں ایمان ثابت اور پائیدار ہے اور ایمان اس کے دل سے کبھی جدا نہ ہو اور غیر مستحکم سے مراد وہ ہے کہ جس کے دل میں ایمان کچھ عرصہ رہنے کے بعد اس سے جدا ہو جائے اور زبیرانہی میں سے تھا۔

سوال: سلیمان بن خالد کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: کیا تمہیں اسلام، اس کی شاخوں، اس کے بلند مرتبہ اور ستون کے متعلق بتاؤں؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں آپؑ پر قربان جاؤں۔

امامؑ نے ارشاد فرمایا: اسلام کی جڑ نماز ہے، اس کی شاخ زکوٰۃ ہے، اس کا اعلیٰ رتبہ جہاد ہے۔ اب اگر چاہو تو تمہیں خیر کے دروازے بتاؤں؟

سوال: میں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ پر فدا ہو جاؤں۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: روزہ جہنم کے مقابلے میں ڈھال ہے، صدقہ دینے سے گناہ ختم ہوتے ہیں اور یہ کہ انسان آدھی رات کو اللہ کی یاد اور ذکر کے لیے اُٹھے۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ

''آدھی رات کو وہ بستر سے جدا ہوتے ہیں۔'' (سورۃ:32،السجدۃ،آیت:16)

سوال: اسماعیل کاتب اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت امام محمد باقر علیہ السلام مسجد الحرام میں داخل ہوئے، قریش کا ایک گروہ ان کی طرف متوجہ ہوا۔ کہنے لگے یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ عرانیوں کے امامؑ ہیں۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ بہتر ہے کہ ان سے سوال پوچھتے ہیں۔ انہوں نے ایک نوجوان کو بھیجا جس نے آ کر پوچھا: ''چچا! سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟''

امامؑ نے فرمایا: شراب خوری۔

جوان نے واپس آ کر اپنے ساتھیوں کو مطلع کیا۔ اس کے دوستوں نے اسے واپس بھیجا تا کہ یہی سوال دہرائے۔

امامؑ نے دوسری مرتبہ ارشاد فرمایا: بھتیجے! کیا تجھے نہیں بتایا کہ شراب خوری بڑا گناہ ہے، کیونکہ شرابی شراب پینے کے باعث زنا، چوری اور قتل پر تیار ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک اور کفر کا باعث بنتی ہے اور جو کام شرابی انجام دیتا ہے وہ سب گناہوں سے بڑھ کر ہیں۔ جس طرح انگور کا درخت سب درختوں کے اوپر چڑھ جاتا ہے۔

باب ہشتم

صحت، طب اور سلامتی کے متعلق سوالات

سوال: ایک صحابی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام یا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا۔ لہٰذا مٹی کھانے کو اولادِ آدمؑ پر حرام قرار دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: تربتِ امام حسینؑ کھانے کے متعلق آپؑ کیا فرماتے ہیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: لوگوں کے لیے اپنا گوشت کھانا حرام ہو لیکن ہمارا گوشت کھانا ان پر حلال ہو جائے؟ لیکن تھوڑی سی مقدار دانے کے برابر (شفاء کی نیت سے) جائز ہے۔

سوال: ابوحمزہ ثمالیؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اسہال خونی کے متعلق حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں شکایت کی۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: ارمنی مٹی تھوڑی سی لے کر، تھوڑی سی آگ پر گرم کرو اور اس سے استفادہ کرو، تم صحت مند ہو جاؤ گے۔

سوال: عبدالرحمٰن بن سیابہ کسی شخص سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ بچہ زیادہ سے زیادہ کتنا عرصہ ماں کے پیٹ میں رہتا ہے کیونکہ اہلِ سنت کہتے ہیں کہ بعض اوقات دو سال تک بچہ شکمِ مادر میں رہتا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: وہ جھوٹ بولتے ہیں، حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت نو مہینے ہے۔ اس سے ایک لمحہ بھی زیادہ نہیں ہو سکتا اور اگر ایک لمحہ بھی زیادہ ہو جائے تو وقتِ

ولادت ماں کی موت کا باعث بنے گا۔

سوال: محمد بن مسلمؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا بیمار کو گرم لوہے سے داغ کر کے علاج کرنا جائز ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جی ہاں، اللہ تعالیٰ نے دواء میں برکت، شفا اور بہت زیادہ خیر رکھی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ علاج کرے، اگرچہ مجبور نہ بھی ہو۔

سوال: محمد بن مسلمؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام حضرت محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ایک مرد یا عورت کو آنکھ میں درد ہے وہ ڈاکٹر سے رجوع کرتا ہے: ڈاکٹر کہتا ہے کہ ایک ماہ چالیس روز تک سیدھے لیٹے رہیں اسی طرح علاج ہوگا، وہ اسی حالت میں نماز پڑھتا رہے؟

جواب: امامؑ نے اس آیتِ کریمہ کی تلاوت کی:

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ

جو شخص مجبور ہو جائے ستمگر یا ظالم نہ ہو۔" (سورۃ 2 البقرہ، آیت 173)

تو اس شخص پر کوئی حرج نہیں۔

سوال: محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ایک شخص لوگوں کا علاج معالجہ کرتا ہے اور اس کے لیے اُجرت لیتا ہے (کیا یہ جائز ہے؟)۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: کوئی مسئلہ نہیں۔

سوال: غدافر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے مردار خون، خنزیر کے گوشت اور شراب کو حرام قرار دیا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بعض چیزوں کو اپنے بندوں پر حرام اور بعض کو حلال قرار دیا ہے اور یہ کام اس لیے نہیں کہ اسے حلال چیزوں سے رغبت اور حرام چیزوں سے نفرت ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو خلق فرمایا، اسی لیے ان کے بدن کی ضرورتوں سے آگاہ ہے۔ لہٰذا جو کچھ ان کے لیے بہتر ہے اسے حلال قرار دیا اور جو کچھ

ان کے لیے نقصان دہ ہے اس سے منع فرمایا لیکن اگر کوئی مجبور ہو جائے تو سخت مجبوری کی حالت میں اتنا کھا سکتا ہے کہ اپنے آپ کو ہلاکت سے بچالے۔

سوال: ذریح کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اپنی آنکھ کی سفیدی کے متعلق شکایت کی۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: تھوڑی سی توتیا اور سونے کے ذرّات (اقلیمیائے طلا) اور سرمے کا پتھر (اثمد) لیں، اس کے ساتھ ہلیلہ زرد اور ہلیلہ اندراخی کا اضافہ کرلیں۔ ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ کر کے آبِ باران (بارش کے پانی) میں کوٹ لیں۔ پھر سب کو ملالیں اچھی طرح کوٹنے کے بعد جب نرم ہو جائے تو اسے سرمے کی طرح آنکھ میں ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ کے اذن سے یہ دوا آنکھ کی سفیدی کو ختم کردے گی اور آنکھ کا گوشت صاف ہو جائے گا اور ہر درد و تکلیف ختم ہو گی۔

سوال: حضرت امام موسیٰ کاظمؑ اپنے والدِ گرامی حضرت امام جعفر صادقؑ اور وہ اپنے محترم والد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں کہ: ''آپؑ کے دوستوں میں سے ایک شخص نے دردِ طحال کی آپؑ سے شکایت کی۔ جبکہ اس نے اس بیماری کے علاج کے لیے ہر قسم کی دوا استعمال کی مگر مرض بڑھتا ہی رہا جوں جوں دوا کی، یہاں تک کہ وہ موت کے قریب پہنچ گیا۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: ایک درہم کے وزن کے برابر ''ترہ'' لو۔ اسے عربی گھی میں اچھی طرح تل کر سرخ بریان کرلو اور یہ تین دن تک بیمار کو کھلاؤ، انشاء اللہ یہ شخص صحت یاب ہو جائے گا۔

سوال: محمد بن عمرو بن ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ضعفِ معدہ کے متعلق شکایت کی تو امامؑ نے فرمایا: ''حزاء کو ٹھنڈے پانی کے ساتھ پیو۔'' میں نے اس طرح کیا تو اسے بہترین دوا پایا اور میری تکلیف دور ہو گئی۔

سوال: محمد ابن ابی نصر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ عمرو افرق نے پیشاب کے قطروں کی بیماری کی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں شکایت کی۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: تھوڑی مقدار میں اسپند (حرمل) لے کر اسے چھ مرتبہ ٹھنڈے پانی میں جبکہ ایک مرتبہ گرم پانی میں دھولو۔ پھر اسے سائے میں خشک کرلو۔ پھر اسے روغن کنجد (تل کا تیل) سے ملالو۔ اسے ناشتے کی صورت میں کھالو۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پیشاب کے قطرے آنا بند ہو جائیں گے۔

سوال: زرارہؒ بن اعین کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقرؑ سے رسول اللہؐ کی اس حدیث مبارک کے متعلق پوچھا گیا کہ سیاہ دانے (حبۃ السوداء) میں موت کے علاوہ تمام بیماریوں کی شفاء ہے۔''

جواب: امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! یہ رسول اللہؐ کا ارشادِ گرامی ہے کہ ان میں موت کے سوا ہر بیماری سے شفاء ہے لیکن کیا تمہیں اس سے بڑھ کر شفا دینے والی چیز کے متعلق بتا دوں کہ نبی اکرمؐ نے اس میں کوئی استثناء نہیں فرمایا ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں، اے فرزند رسول اللہؐ!

امامؑ نے فرمایا: یہ دعا ہے۔ دعا تو موت کے مقرر اور طے شدہ فیصلے کو بھی ٹال دیتی ہے اور صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ امامؑ جب یہ فرما رہے تھے تو اپنی مبارک انگلیوں کو ملا رہے تھے۔

علامہ مجلسیؒ اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ امامؑ کے انگلیوں کو ملانے کا مقصد شاید قضا کے حتمی ہونے کی تاکید ہو۔

سوال: بزنطی کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضاؑ سے درخواست کی کہ ہمارے خاندان کی ایک حاملہ خاتون کے لیے دعا فرمائیں۔

جواب: آپؑ نے فرمایا: امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جب تک عورت کے حمل کو چار ماہ نہیں ہوئے تب دعا مؤثر ہو گی۔

میں نے عرض کیا: اس عورت کے حمل کو ابھی 4 ماہ نہیں ہوئے۔ امامؑ نے ان کے حق

میں دعا فرمائی۔

سوال: محمد بن اسماعیل (یا کوئی اور) کہتے ہیں میں نے امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: قربان جاؤں ایک شخص حاملہ عورت کے حق مین دعا کرتا ہے کہ اسے صحیح سالم بیٹا عطا ہو؟ (اسے کب دعا کرنی چاہیے)۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: پہلے چار ماہ میں دعا کرنی چاہیے کیونکہ جنس چالیس راتیں نطفے کی حالت میں ہوتا ہے اور 40 راتیں علقہ کی حالت میں پھر 40 راتیں مضغہ کی حالت میں یہ ملا کر چار ماہ بنتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ خلقت پر مامور دو فرستوں کو بھیجتا ہے وہ پوچھتے ہیں پروردگارا کیا خلق کریں؟ بیٹا یا بیٹی؟ شقی اور بدبخت نیک یا سعادتمند؟ پروردگار اس کی روزی کتنی ہے؟ اس کی عمر کتنی ہے؟ اس کی وفات کب ہوگی؟ تب انھیں حکم دیا جاتا ہے اور وہ حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ پھر اس پیمان کو اس کی دو آنکھوں کے سامنے رکھ دیتے ہیں وہ جب تک ماں کے پیٹ میں ہے اس پیمان کو دیکھتا رہتا ہے جب اس کی ولادت کا وقت قریب آتا ہے تو اللہ تعالیٰ دو فرشتوں کو مقرر کرتا ہے جو اسے تکلیف دیتے ہیں تو جب اس کی ولادت ہوتی ہے تو وہ اس عہد نامے کو بھول چکا ہوتا ہے۔

سوال: عبداللہ بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پنیر کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: تم نے میری پسندیدہ خوراک کے متعلق پوچھا ہے۔ پھر امامؑ نے اپنے غلام کو ایک درہم دے کر فرمایا: پنیر لے کر آؤ۔ تب امامؑ نے مجھے ناشتے کے لیے بلایا اور پنیر لائے۔ ہم نے آپؑ کے ساتھ مل کر پنیر کھایا۔

سوال: حریز کسی شخص سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیتِ کریمہ کے متعلق سوال کیا:

يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثَىٰ وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۖ

"اللہ تعالیٰ اس جنین سے آگاہ ہے جو مادہ حمل کرتی ہے اور جو کچھ رحم کم

کرتے ہیں اور جو اضافہ کرتے ہیں۔" (سورۃ:13، الرعد، آیت:8)

جواب: امامؑ نے فرمایا: غیض یعنی وہ حمل جو نو ماہ سے کم مدت ہو اور جو اضافہ ہو نو ماہ سے، تو عورت حمل کی حالت میں جو خالص خون دیکھتی ہے جتنے دن خون دیکھے اتنے ہی دن مدتِ حمل میں اضافہ ہوتا ہے۔

سوال: ابوحمزہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے خلقت کی کیفیت کے متعلق پوچھا تو امامؑ نے فرمایا:

جواب: اللہ تعالیٰ نے جب مخلوقات کو مٹی سے پیدا کیا تو اسے تیر بنانے والے کی طرح بنایا پھر مسلمان کو نیک بخت اور کافر کو شقی و بدبخت قرار دیا۔ جب نطفہ رحم میں ٹھہرتا ہے تو فرشتے اسے لے کر صورت دیتے ہیں پھر پوچھتے ہیں پروردگار! نر قرار دیں یا مادہ؟ اللہ تعالیٰ انھیں بتاتے ہیں تو وہ فرشتے کہتے ہیں کہ لازوال وبابرکت ہے اللہ جو بہترین خلق کرنے والا ہے۔

تب سے ماں کے رحم میں ٹھہرتے ہیں اور نو دن وہیں گذر جاتے ہیں۔ وہ ہر رگ اور بند میں لوٹتا ہے۔ رحم پر تین تالے (قفل) پڑے ہیں ایک اوپر کی جانب سے ناف سے ذرا اوپر دائیں جانب سے، دوسرا قفل درمیان میں رحم کے نچلے حصے میں، 9 دن کے بعد جنین اوپر والے تالے میں رکھا جاتا ہے تین ماہ وہیں رہتا ہے۔ اس موقع پر حاملہ عورت کو وزن اور سنگینی محسوس ہوتی ہے پھر درمیانی تالے میں لایا جاتا ہے۔ وہاں بھی جنین تین ماہ تک رہتا ہے۔ بچے کی ناف اور رگیں حاملہ عورت کی رگوں سے وابستہ ہو جاتی ہیں، تمام خوراک انہی رگوں کے ذریعہ بچے کے بدن میں داخل ہوتی ہے۔ پھر نچلے قفل میں بچہ آتا ہے اور وہاں تین ماہ رہتا ہے جو کہ مجموعاً نو ماہ بنتے ہیں۔ اس وقت بچے کی ولادت کی تکلیف دردِ زہ شروع ہوتا ہے۔ عورت کی ہر تکلیف کے بدلے بچے کی ناف سے رگ جدا ہو جاتی ہے۔ وقتِ ولادت بچے کا ہاتھ اس کی ناف پر ہوتا ہے یہاں تک کہ زمین پر آ جائے اور اس کے ہاتھ کھل جائیں اس کے بعد اس کی روزی منہ سے ہے۔

باب نہم

تاریخ اور طبیعت کے متعلق سوالات

سوال: ابو مریم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَّ اَرۡسَلَ عَلَیۡہِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ ۝ تَرۡمِیۡہِمۡ بِحِجَارَۃٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ ۝

''ان پر ابابیل پرندوں کو گروہ در گروہ بھیجا جو پتھر کی کنکریوں (سجیل) سے انھیں نشانہ بنا رہے تھے۔'' (سورۃ:105، الفیل، آیت:3،4)

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہ پرندے کم بلندی سے دریا اور سمندر کی سمت سے پرواز کرتے آئے۔ ان کے سر درندہ پرندوں کی مانند تھے اور ان کے پنجے بھی خونخوار پرندوں کی طرح تھے۔ ہر پرندے کے پاس تین سنگریزے (کنکریاں) تھے، دو کنکر پنجوں میں ایک چونچ میں، جیسے ہی یہ کنکریاں پھینکتے اور یہ انسان سے ٹکراتیں تو اس کا جسم جل جاتا یہاں تک کہ وہ مر جاتا اس سے قبل اس سرزمینِ مکہ پر اس بیماری کا نام و نشان تک نہ تھا اور نہ ہی وہ پرندے اس کے بعد کبھی نظر آئے۔

جو لوگ اس دن ہلاکت سے بچے وہ بھاگے یہاں تک کہ یمن کے نزدیک وادی ''حضر موت'' پہنچے یہاں اللہ تعالیٰ نے ان پر سیلاب بھیجا۔ جس سے سارے غرق ہو گئے جبکہ اس وادی میں پندرہ سال سے پانی موجود نہ تھا۔ اس وجہ سے اس وادی کا نام

پڑ گیا۔ حضر موت یعنی ''موت پہنچا۔''

سوال: ایک شخص نے حضرت امام باقر محمد علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ ''جنوں نے ہمیں اپنے آباد گھروں سے نکال دیا ہے۔''

جواب: امامؑ نے فرمایا: اپنے گھروں کی چھت سات دراع (ہاتھ) بتا دو اور گھروں میں کبوتر رکھ لو۔ وہ شخص کہتا ہے کہ ہم نے حضرتؑ کے اس فرمان پر عمل کیا اور ہمیں تکلیف سے نجات مل گئی۔

سوال: ابوبصیرؒ کہتے ہیں کہ طاؤس یمانی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: جن کو جن کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: امامؑ نے ارشاد فرمایا: کیونکہ وہ پوشیدہ رہتے ہیں اور دکھائی نہیں دیتے۔

سوال: زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے اس آیتِ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَّ اَنَّہٗ کَانَ رِجَالٌ مِّنَ الۡاِنۡسِ یَعُوۡذُوۡنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الۡجِنِّ فَزَادُوۡہُمۡ رَہَقًا ۝

''انسانوں میں سے کچھ مرد کچھ جنوں کے پاس پناہ لیتے اور وہ ان کی گمراہی میں اضافے کا باعث بنتے۔'' (سورۃ:72، الجن، آیت:6)

جواب: امامؑ نے فرمایا: ایک شخص الیس کاہن (عامل) سے رجوع کرتا جسے شیطان الہام کرتا تھا اور کہتا: اپنے شیطان سے کہو فلاں شخص تمہارے پاس پناہ لینے آیا ہے۔

سوال: محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کس سبب سے سورج کی روشنی اور گرمی چاند سے بڑھ کر ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: بے شک اللہ نے سورج کو آگ کی روشنی اور پانی سے بنایا۔ ایک طبق یہاں سے ایک وہاں سے، جب سات طبقے پورے ہوئے تو اس پر آگ کا

لباس پہنایا۔ اسی لیے اس کی گرمی چاند سے زیادہ ہے۔

سوال: میں نے عرض کیا: قربان جاؤں چاند کی خلقت کیسے تھی؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے چاند کو آگ کی روشنی اور پانی سے بنایا جب سات طبق مکمل ہوئے تو اس پر پانی کا لباس پہنایا اسی لیے چاند سورج کی نسبت ٹھنڈا ہے۔

سوال: محمد بن مسلمؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سورج کے سکون اور مضبوطی کے متعلق پوچھا تو امامؑ نے فرمایا:

جواب: اے محمد! تیرا قد چھوٹا مگر سوال بڑا اور مشکل ہے لیکن کیونکہ تجھ میں صلاحیت ہے لہٰذا بتائے دیتا ہوں۔ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو ستر ہزار ملائکہ اس کے اوپر کھیت چنتے ہیں، اس کی ہر شعاع کی پانچ ہزار فرشتے ذمہ داری لیتے ہیں یہاں تک کہ آسمان کے درمیان پہنچ جائے اور اس کی شعاع مشرقی دریچوں سے باہر جائے فرشتہ اسے نور کی طرف پلٹاتا ہے۔ تب وہ زمین و آسمان کے درمیان پہنچتا ہے اور اس کی شعائیں زمین کی تہہ تک پہنچ جاتی ہیں۔ اس وقت فرشتے آواز دیتے ہیں: ''پاک اور منزہ ہے اللہ کی ذات، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور تمام تعریفیں اس ذات کے لیے جس کا نہ کوئی ہمسر ہے نہ ہی اولاد، اس کی بادشاہی میں کوئی شریک نہیں، نہ ہی اس کا کوئی مددگار ہے، جو ذلت سے بچائے تو تم اس کو عظیم اور بڑا سمجھو۔''

سوال: محمد بن مسلمؓ نے عرض کیا: قربان جاؤں، کیا زوالِ آفتاب کے وقت بھی یہ ذکر کروں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! اسی طرح اس ذکر کی حفاظت کرو جیسے اپنی آنکھوں کی حفاظت کرتے ہو، جب سورج زوال کی خاطر بڑھتا ہے تو ملائکہ پیچھے سے دھکیلتے ہیں اور غروب تک اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

سوال: ابوبصیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے چار قسم کی

ہواؤں یعنی شمال، جنوب، صبا، دبور کے متعلق پوچھا۔ میں نے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ شمال سے آنے والی ہوا جنت سے جبکہ جنوبی ہوا دوزخ سے آتی ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے لیے ہواؤں کا لشکر ہے جس کے ذریعہ وہ نافرمان بندوں پر عذاب نازل کرتا ہے۔ ان میں سے ہر ہوا کے لیے ایک فرشتہ مقرر ہے۔ جب خداوندِ متعال کسی قوم کو اپنے عذاب میں مبتلا کرنا چاہے تو ہوا پر مقرر اس فرشتے کو وحی فرماتا ہے کہ اس ہوا سے عذاب کرے تب فرشتہ اس ہوا کو حکم دیتا ہے اور وہ ہوا غضبناک شیر کی طرح حرکت میں آتی ہے۔

ان میں سے ہر ہوا کا مخصوص نام ہے مگر تم نے اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں سنا:

''عاد نے پیغمبرؑ کو جھٹلایا تو دیکھو میرا عذاب کیسا تھا؟ ہم نے تیز اور وحشتناک سرد ہوا کو ایک نحس دن میں مسلسل ان پر چلایا۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

''تیز ہوا بارش کے بغیر۔''

پھر فرمایا:

''تیز ہوا کہ جس میں دردناک عذاب ہے۔''

پھر فرمایا:

''گرد آلود ہوا جس میں جلانے والی آگ ہے۔''

ان آیاتِ کریمہ میں ان ہواؤں کا ذکر ہے جن کے ذریعہ مجرموں کو عذاب کیا گیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے لیے رحمت کی ہوائیں ہیں جو حاملہ کرنے والی ہیں (درختوں کو)، جو اس کی رحمت کو ہر جگہ منتشر کرتی ہیں۔

مثلاً وہ ہوائیں جو بادلوں کو بارش کے لیے جا بجا لے جاتی ہیں اور وہ ہوائیں جو بادلوں کو زمین و آسمان کے درمیان روک لیتی ہیں اور وہ ہوائیں جو بادلوں پر دباؤ

ڈالتی ہیں تا کہ حکم خدا سے بارش نازل ہو اور وہ ہوائیں جو بادلوں کو منتشر کر دیتی ہیں۔

جن ہواؤں کا قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے وہ چار قسم کی ہوائیں ہیں شمال، جنوب، صبا اور دبور، یہ ان چار فرشتوں کے نام ہیں جو ان ہواؤں پر مامور ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ شمالی ہوا چلانا چاہے تو شمال نام کے فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ وہ بیت الحرام میں اُترے اور کعبہ کے شمالی رکن پہ کھڑا ہو اور اپنے پر ہلائے، جس کے نتیجہ میں شمالی ہوا خشکی اور سمندر میں جہاں چاہے چلتی ہے اور جب اللہ جنوبی ہوا چلانا چاہے تو جنوب نامی فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ وہ بیت الحرام جائے اور شامی رکن پہ کھڑا ہو اور اپنے پر ہلائے، تب جنوبی ہوا خشکی و دریا میں جہاں چاہتے چلتی ہے۔

اور جب خدا بادِ صبا چلانا چاہے صبا نامی فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ وہ بیت الحرام میں اُترے اور شامی رکن پہ اُتر کر اپنے پر ہلائے تب بادِ صبا چلتی ہے۔

اور جب چاہے دبور نامی ہوا چلے، دبور نامی فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ وہ بیت الحرام میں اُترے اور رکنِ شامی پہ کھڑا ہو اور اپنے پر ہلائے تو دبور نامی ہوا خشکی اور سمندر میں جہاں خدا چاہے چلتی ہے۔

تب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم نے نہیں سنا کہ کہتے ہیں شمالی ہوا جنوبی ہوا، بادِ صبا اور دبور ہوا، ان تمام ہواؤں کو ان پر مقرر فرشتوں سے منسوب کرتے ہیں۔

باب دہم

پروردگارِ عالم کے وجود، توحید اور اسماء وصفات سے متعلق سوالات

سوال: حضرت زرارہؓ کہتے ہیں: کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپؑ کو صحت وسلامتی دے، قرآنِ کریم میں پروردگار کے اس ارشادِ گرامی کا مقصد کیا ہے؟

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ط (سورۃ:30 الروم، آیت:30)

"وہ الٰہی فطرت کہ جس پر خدا نے انسانوں کو خلق کیا ہے۔"

جواب: آپؑ نے ارشاد فرمایا: خداوند تعالیٰ نے اُنہیں عالمِ ذر اور عہد و میثاق کے دن توحید اور اپنی معرفت پر خلق فرمایا۔

میں نے عرض کیا: "کیا انسانوں نے خدا کو اپنا رب مانا تھا؟"

راوی کہتا ہے: امامؑ نے اپنے سرِ مبارک کو اثبات میں ہلا کر ارشاد فرمایا: "اگر یوں نہ ہوتا، اُنہیں پتا ہی نہ ہوتا کہ ان کا پروردگار اور رازق کون ہے؟"

سوال: حضرت زرارہؓ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا کہ

حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَیْرَ مُشْرِکِیْنَ بِهٖ ط (سورۃ:22، الحج، آیت:31)

"خاص، خالص اور شرک کے تصور کے بغیر خدا کی عبادت کرو۔"

اور یہ بھی کہ حقیقت سے مراد کیا ہے؟

جواب: آپؑ نے ارشاد فرمایا: یہ وہی فطرت و سرشت ہے جس پر خدا نے انسانوں کو خلق کیا اور خلقِ خدا کے لیے تبدیلی نہیں ہے اور پھر فرمایا: خداوند متعال نے انہیں اپنی معرفت پر پیدا کیا۔

سوال: حضرت زرارہؒ کہتے ہیں: میں نے خدا تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق پوچھا:

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

"اے ہمارے رسول! وہ وقت یاد کر جب تیرے رب نے بنی آدمؑ کے صلب اور پشت سے ان کی ذرّیت کو لیا" (سورۃ:7، الاعراف، آیت:172)

جواب: آپؑ نے فرمایا: "خدا نے حضرت آدمؑ کی کمر سے تا قیامت آنے والی اولاد کو ذرّات کی مانند باہر نکالا اور انہیں اپنا تعارف کرایا اور ان پر اپنے احسانات دکھلائے اور یوں نہ ہوتا تو کوئی خدا کی معرفت حاصل نہ کرتا۔

جواب: پھر آپؑ نے فرمایا: رسول اللہؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر مولود فطرت اور توحیدی سرشت یعنی معرفت اور شناخت کی بنیاد پر پیدا ہوتا ہے، اس چیز کی شناخت پر کہ خداوندِ تعالیٰ اس کا خالق ہے۔ یہی مفہوم قرآنِ کریم میں پروردگارِ عالم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ط

"اور اگر ان (مشرکین سے) پوچھو کہ زمین و آسمان کا خالق کون ہے؟ تو وہ ضرور جواب دیں گے کہ بے شک اللہ ہی ان کا خالق ہے۔"

(سورۃ:39، زمر، آیت:38)

سوال: زرارہؒ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے خدا کے اس فرمان کے متعلق پوچھا:

فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ط

"وہ فطرت کہ جس پر خدا نے انسانوں کو خلق کیا۔" (سورۃ:30، روم، آیت:30)

جواب: آپؑ نے فرمایا: اُنہیں اپنی معرفت پر پیدا کیا کہ وہ ان کا رب ہے اور یوں نہ ہوتا تو جب ان سے پوچھا جاتا تو اُنہیں پتہ ہی نہ ہوتا کہ ان کا رب اور رازق کون ہے؟

سوال: زرارہؒ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا کہ

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ج اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ط قَالُوْا بَلٰى ج

"(اے ہمارے رسولؐ!) وہ وقت یاد کر کہ جب تیرے پروردگار نے بنی آدمؑ کی کسی صلب سے ان کی ذرّیت کو لیا اور اُنہیں اپنے اوپر گواہ بنایا (اور فرمایا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا: کیوں نہیں، ہم سب گواہی دیتے ہیں۔" (سورۃ:7، اعراف، آیت:172)

جواب: امام نے ارشاد فرمایا: معرفتِ خدا پر قائم رہے، جبکہ وقت (قیامت) کو بھول گئے اور بہت جلد کسی دن بھولا ہوا وقت بھی یاد آ جائے گا اور یوں نہ ہوتا تو کسی کو پتہ نہ ہوتا کہ ان کا خالق و رازق کون ہے؟

سوال: زرارہؒ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا کہ آپؑ کے خیال میں جب خدا نے عالمِ ذر میں صلبِ آدمؑ میں پڑی اولادِ آدمؑ سے عہد و پیمان لیا اور اُنہیں اپنی پہچان کرا دی تو کیا یہ یقینی معائنہ اور شہود کی صورت میں تھا؟

جواب: آپؑ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں، اے زرارہؒ! وہ سب ایک ذرّے کی مانند خدا کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ خدا نے ان سے اپنی ربوبیت اور حضرت محمد مصطفیٰؐ کی نبوت کا عہد لیا، پھر ان کی روزی کا ذمہ لیا، پھر رویت اُنہیں بھلا دی اور اپنی معرفت و شناخت کو ان کے دلوں میں مضبوط کر دیا، لہٰذا ضروری ہے کہ جس کسی نے عالمِ میثاق میں اقرار کیا اُسے خداوند تعالیٰ دنیا میں لائے تو جس کسی نے حضرت محمدؐ کے متعلق کیے گئے عہد سے

انکار کیا تو اس کا خدا سے کیا ہوا میثاق بے فائدہ ہے اور جو کوئی حضرت محمدؐ سے میثاق سے انکار نہ کرے اس کا اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا میثاق فائدہ مند ہے۔

سوال: ایک حدیث مرفوعہ میں محمد بن عیسیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: کیا یہ کہنا جائز ہے کہ ''اللہ موجود ہے؟''

جواب: آپؑ نے ارشاد فرمایا: جی ہاں، اس طرح تو اُسے دوحدوں سے خارج سمجھتا ہے اُس کے انکار کی حد اور اسے شبیہ قرار دینے سے۔

سوال: محمد بن عیسیٰ ایک اور مرفوعہ حدیث میں کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ یہ کہنا جائز ہے کہ خدا شئے ہے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: ہاں اس طرح آپ اسے دوحدوں سے خارج سمجھتے ہیں:

(۱) تعطیل کی حد سے (۲) تشبیہ کی حد سے۔

سوال 8: روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوکر رسول اللہؐ کی اس حدیث مبارکہ کے متعلق پوچھا کہ

« ان للاء اله الا الله شروطا الا وانی من شروطها »

''جس کسی نے کہا لا الہ الا اللہ وہ جنت میں جائے گا۔''

جواب: آپؑ نے ارشاد فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

وہ آدمی واپس چلا گیا، جیسے ہی وہ شخص باہر نکلا تو آپؑ نے حکم دیا کہ اُسے واپس بلاؤ، پھر ارشاد فرمایا:

''بے شک لا الہ الا اللہ کے لیے شرائط ہیں اور جان لو کہ ان شرائط میں سے ایک مجھ پر ایمان لانا ہے۔''

سوال: جابر بن یزید کہتے ہیں: میں نے توحید کے متعلق حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا:

جواب: آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ، جس کے مبارک نام نقائص اور عیوب سے پاک ہیں، کے ذریعہ سے اُسے پکارا جاتا ہے۔ اپنے مرتبہ کے اعتبار سے بے انتہا بلند ہے۔ ایسا اکیلا ہے کہ توحید و وحدانیت کی بلندی پر ہے اور فقط وہی ذات ہے جو توحید کی صفت سے متصف اور اکیلی ہے۔[1] لہٰذا وہ ذات اکیلی، بے نیاز، پاک اور مبارک ہے، سب اسی کی بندگی کرتے ہیں اور وہ سب سے بے نیاز ہے اور اس کا علم ہر شے پر محیط ہے۔

سوال: نافع بن ارزق نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ مجھے بتائیے کہ اللہ عزوجل کب سے تھا؟

جواب: آپؑ نے ارشاد فرمایا: تم پر افسوس ہے کہ تم یہ بتاؤ کہ کب نہیں تھا؟ تا کہ میں تجھے بتاؤں کہ کب سے تھا؟ پاک ہے وہ ذات جو ہمیشہ سے تھی اور ہمیشہ رہے گی، وہ اکیلا اور بے نیاز ہے اس کا نہ کوئی ہمسر ہے اور نہ ہی اولاد ہے۔

سوال: ابوبصیر روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اور اُس نے عرض کیا: اے ابوجعفرؑ! مجھے بتائیے کہ تیرا رب کب سے تھا؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: افسوس ہے تم پر جو چیز کبھی موجود نہ ہو اس کے لیے پوچھا جاسکتا ہے کہ کب سے ہے؟ جبکہ میرا پروردگار تو ہمیشہ سے ہے، وہ کیفیت سے پاک ہونے کے باوجود زندہ ہے۔ اس کے لیے ''تھا'' نہیں کیونکہ یہ لفظ کیفیت پر دلالت کرتا ہے اور اس کے لیے ''ہوگیا'' کا لفظ بھی نہیں کہ وہ کہاں ہے؟ کسی چیز کے اندر محدود نہیں،

---

[1] سرکار علامہ مجلسیؒ حدیث شریف کے اس حصہ کے بیان میں فرماتے ہیں کہ اس فرمان کے دو معنی بیان کیے جا سکتے ہیں۔ اول: یہ کہ ازل میں کوئی نہ تھا کہ جو اُسے توحید اور وحدانیت کی صفت سے متصف کرتا۔ باری تعالیٰ نے اپنی توحید بیان کی، کیونکہ وہ اپنے وجود میں اکیلا تھا اور وہ اکیلا ہی موجود تھا یعنی کوئی موجود ہی نہ تھا جو اُس کی توحید بیان کرتا۔ تب اس نے مخلوقات کو پیدا کیا اور اپنے آپ کو ان کے سامنے معرف کیا اور اُنہیں حکم دیا کہ اسے اکیلا سمجھیں اور اس کی عبادت کریں۔ دوم: یہ کہ توحید اور اسے اکیلا سمجھنا کسی سے شباہت نہیں رکھتا اور وہ اپنی وحدانیت اور توحید کی صفت میں اکیلا ہے۔

کسی چیز کے اوپر تکیہ بھی نہیں، اپنے مقام کے لیے کوئی مکان بھی پیدا نہیں کیا۔ چیزوں کو خلق کرنے کے بعد اس کی طاقت میں کوئی اضافہ ہوا، ورنہ ہی مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے وہ کمزور یا ناتواں تھا۔

کسی خلق کو پیدا کرنے سے پہلے اسے خوف تھا اور نہ ہی اپنی مخلوق سے شباہت رکھتا ہے۔ مخلوق کی خلقت سے پہلے ان پر مکمل قدرت اور تسلط رکھتا تھا اور مخلوق کے جانے کے بعد بھی ان پر قدرت ختم نہیں ہوئی۔

مادی زندگی کے بغیر زندہ ہے، وہ توانا بادشاہ ہے، اشیاء کی خلقت سے پہلے اور جہانِ ہستی کی پیدائش کے بعد بھی طاقتور حاکم ہے۔ اس ذات کے لیے کیفیت، مکان اور حد نہیں، وہ کسی شے سے شباہت کی بناء پر پہچانا نہیں جاتا اور ہمیشہ رہنے کے باعث بوڑھا نہیں ہوتا، وہ کسی شے سے نہیں ڈرتا اور کوئی چیز اسے نہیں ڈرا سکتی جبکہ تمام اشیاء اسی سے خائف ہیں۔ وہ زندہ ہے بغیر مادی اور حادث زندگی کے اور قابلِ وصف ہونے کے اور محدود کیفیت کے اور ایسے موثر اثر کے بغیر اور ایسے مکان کے بغیر کہ کسی کے ہمسائے میں ہو بلکہ ایسا زندہ ہے جو اپنے (آثارِ قدرت) کی بناء پر پہچانا گیا اور دائمی بادشاہ ہے، طاقت اور حکومت اسی کے لیے ہے۔ جسے چاہا اپنی مشیت سے پیدا کیا اس کی نہ کوئی حد ہے نہ جز اور نہ ہی وہ فنا ہوتا ہے۔

وہ کیفیت کے بغیر اول ہے اور مکان کے بغیر آخر ہے، اس ذات کے علاوہ سب کچھ نابود ہوگا۔ خلق اور حکم اسی کے ہاتھ میں ہے۔ بابرکت ہے عالمین کا پروردِگار۔

اے سوال کرنے والے! تم پر افسوس ہے۔ بے شک میرے پروردِگار تک خیالات کی رسائی نہیں اور شبہات اُسے نہیں پا سکتے، کوئی اس کے نزدیک نہیں پہنچ سکتا اور وہ بھی کسی کا ہمسایہ نہیں، اُسے حادثات متاثر نہیں کر سکتے۔ اس کے افعال سے متعلق نہیں پوچھا جا سکتا۔ وہ کسی چیز پر واقع نہیں ہوتا، اُسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند، جو کچھ آسمانوں

میں ہے یا زمین میں یا ان کے درمیان یا زمین کے نیچے ہے، سب اسی کا ہے۔

سوال: زرارہؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا:

کان اللہ و لا شیء؟

''کیا خدا تھا اور کوئی نہ تھا۔''

میں نے عرض کیا:

فَاَیْنَ کَانَ یَکُوْنُ؟

''تو پھر خدا تعالیٰ کہاں تھا؟''

جواب: راوی کہتا ہے کہ امامؑ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؑ سیدھے ہو کر بیٹھے اور فرمایا: اے زرارہؒ! محال اور ناممکن سوال پوچھا تو نے، کیونکہ تم نے اس وقت مکان کا پوچھا جب کہ مکان کا وجود ہی نہ تھا۔

سوال: محمد بن مسلمؒ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق پوچھا:

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ط

''اے ابلیس! جسے میں نے اپنے دستِ قدرت سے خلق کیا تھا، تو نے اُسے سجدہ کیوں نہ کیا؟'' (سورۃ:38،ص،آیت:75) کہ یہاں خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے کیا مراد ہے؟

جواب: آپؑ نے ارشاد فرمایا: عربی زبان میں ہاتھ قوت و طاقت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور کبھی نعمت کے مفہوم میں۔ جیسا کہ ارشاد خداوند تعالیٰ ہے:

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ج (سورۃ:38،ص،آیت:17)

''اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کرو جو طاقتور تھے۔''

ایک اور مقام پر ارشادِ خداوندی ہے:

وَ السَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ (سورۃ:51،الذاریات،آیت:47)

''اور ہم نے دستِ قدرت سے آسمان کو بنایا۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ (سورۃ:58 مجادلہ،آیت:22)

''اور انہیں اپنی روح سے مضبوط کیا۔'' یعنی انہیں طاقت عطا کی۔

یا مثلاً کہا جاتا ہے کہ فلاں کے لیے میرے پاس کئی ہاتھ ہیں (عربی ضرب المثل) یعنی احسان اور نیکیاں ہیں یا اس کے لیے سفید ہاتھ یعنی نعمت ہے۔

سرکار علامہ مجلسیؒ اس حدیثِ مبارکہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ تائید کا لفظ ''ید'' سے نکلا ہے جو طاقت اور قوت کے معنی میں ہے جیسا کہ جوہری کے کلام سے یہ مطلب واضح ہوتا ہے۔

سوال: عبداللہ بن سنان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک خارجی داخل ہوا اور اُس نے کہا:

یا ابا جعفر! ای شیء تعبد؟

''اے ابوجعفرؑ! آپ کس کی عبادت کرتے ہیں؟''

جواب: آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی۔

سوال: خارجی نے کہا: کیا اسے دیکھا ہے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: اسے ظاہری آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں، بلکہ دل ایمان کی حقیقتوں سے اُسے دیکھ سکتے ہیں۔ قیاس سے وہ پہچانا نہیں جاتا اور نہ ہی حواس اسے سمجھ سکتے ہیں وہ لوگوں سے مشابہ نہیں، آیات اور نشانیوں سے اس کی توصیف کی جاتی ہے اور علامتوں سے پہچانا جاتا ہے۔ وہ اپنے حکم میں ستم نہیں کرتا۔ یہ خدا ہے کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

راوی کہتا ہے کہ خارجی یہ کہتے ہوئے باہر نکلا:

الله اعلم حيث يجعل رسالته

''اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں رکھے۔''

سوال 15: ابوحمزہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (سورۃ:28،قصص،آیت:88)

''ذاتِ پاک خدا کے علاوہ ہر شے ہلاک ہو جائے گی۔''

جواب: آپؑ نے ارشاد فرمایا: ہر شے نابود ہو جائے گی سوائے وجہ اللہ کے۔ اللہ عزوجل اس سے بزرگ تر ہے کہ اس کا کوئی چہرہ ہو (کیونکہ چہرہ فقط اجسام میں قابلِ تصور ہے اور خدا جسم سے پاک ہے) لیکن اس آیت کا معنی یوں ہوگا کہ ہر شے ہلاک ہو جائے گی صرف دینِ خدا کے اور ہم وہ خدا کا چہرہ ہیں (وجہ اللہ) کہ جس کے ذریعے خدا تک پہنچا جا سکتا ہے۔

سوال: محمد ابنِ مسلمؒ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ کے اس فرمان کے متعلق پوچھا:

وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ

''اور میں نے اس میں اپنی روح میں سے پھونکا۔'' (سورۃ:15،حجر،آیت:29)

جواب: آپؑ نے ارشاد فرمایا: وہ روح ہے جسے اللہ تعالیٰ نے منتخب کیا اور اختیار کیا اور اُسے خلق کیا اور اُسے اپنی ذاتِ پاک کی طرف نسبت دی اور اُسے تمام ارواح سے افضل قرار دیا اور حکم دیا کہ وہ آدمؑ کے جسم میں داخل ہو۔

سوال 17: جنابِ محمد ابنِ مسلمؒ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ کے اس کلام کہ ''میں نے اس میں اپنی روح سے پھونکا'' سے متعلق پوچھا کہ یہ

پھونکنا کس طرح تھا؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: روح ہوا کی طرح کھڑی ہے اور یہ کہ انتہا کے جوہر کو روح کہا گیا، کیونکہ اس کا نامِ نام ریح یعنی ہوا سے مشتق ہے اور کیوں اُسے روح کہا گیا؟ کیونکہ روح لفظِ ریح (ہوا) کا ہم جنس ہے اور کیوں خدا نے اسے اپنی طرف نسبت دی؟ کیونکہ اسے بقیہ تمام روحوں پر افضل اور ممتاز قرار دے دیا گیا۔ جیسا کہ تمام گھروں میں ایک گھر کو برگزیدہ اور افضل قرار دیا اور ارشاد فرمایا: میرا گھر (خانہ کعبہ) اور تمام پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر کے لیے فرمایا: میرا خلیل (یعنی میرا دوست) وغیرہ اور یہ سب مخلوق ہیں جنہیں پروردگارِ عالم نے اپنی تدبیر سے پیدا کیا۔

سوال: حرمان بنِ اعین کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ کے اس فرمان کے متعلق پوچھا:

وَرُوحٌ مِّنْهُ (سورہ:4،نساء،آیت:171)

''اور روح اس کی طرف سے تھی۔''

جواب: آپؑ نے فرمایا: روح مخلوق ہے، جسے اللہ نے اپنی حکمت سے آدمؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا۔

سوال: ابوجعفر عصم کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ جو روح حضرت آدمؑ اور حضرت عیسیٰؑ میں تھی، وہ کیسی تھی؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: وہ دونوں روحیں مخلوق تھیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ اور منتخب قرار دیا۔

سوال: جناب محمد ابن مسلمؒ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ۝

''اور اس میں میں نے اپنی روح سے پھونکا تو تم سب اُسے سجدہ کرنا۔''

(سورۃ:15،الحجر،آیت:29)

جواب: آپؑ نے فرمایا: یہ وہ روح ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خلق کیا اور اس میں سے کچھ حضرت آدمؑ میں پھونکی۔

سوال: حضرت ابوبصیرؒ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے اس آیت کے متعلق سوال کیا:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي

''کہ تم سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں، آپ انھیں کہہ دیں کہ روح میرے رب کا حکم ہے۔'' (سورۃ:17،الاسراء،بنی اسرائیل،آیت:85)

جواب: آپؑ نے فرمایا: روح وصی ہے جو جانوروں اور انسانوں میں ہے۔

سوال: میں نے عرض کیا کہ ''یہ روح کیا ہے؟''

جواب: آپؑ نے ارشاد فرمایا: کہ روح عالم ملکوت سے ہے اور قدرتِ خداوندی ہے۔

سوال 22: زرارہ کہتے ہیں: کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق پوچھا:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي

''اے رسولؐ! تم سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں۔ انھیں کہہ دو کہ روح اللہ کا حکم ہے۔'' (سورۃ:15،الاسراء،بنی اسرائیل،آیت:85)

جواب: آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ: روح خدائی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے اور خدا اپنے مخلوق میں جس میں چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے۔

سوال 23: ایک صحابی کہتے ہیں: جناب امر بن عبید امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَنْ يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ ۝ (سورۃ:20،طٰہٰ،آیت:81)

”جو میرے غضب کا حقدار ہو جائے بے شک وہ خوار اور تباہ ہو گیا۔“

اس غضب سے کیا مراد ہے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: کہ اے امر! غضب سے مراد خداوند کا عذاب ہے کہ مخلوق میں سے جو چیز اسے پریشان کرے یا اس کے لیے تکلیف کا باعث ہو، اس پر ناراض ہوتا ہے۔ لہذا اگر کوئی یہ گمان کرے کہ غضب یا خوشی اللہ تعالیٰ کو تبدیل کرتی ہے تو یہ محال ہے کیونکہ حالت کا تبدیل ہونا مخلوق کی صفت ہے۔

سوال 24: امر بن عبید امتحان کی نیت سے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: قربان جاؤں اللہ کے اس فرمان کا مفہوم کیا ہے؟

اَوَلَمْ يَرَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ

”کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان و زمین ملے ہوئے تھے ہم نے انہیں ایک دوسرے سے جدا کیا۔“ (سورۃ: 21، الانبیاء، آیت: 30)

یہاں ملے ہونے کا اور جدا کرنے کا (کھول دینے کا) کیا مفہوم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: آسمان بند تھا (یعنی بارش نازل نہیں ہوتی تھی اور زمین بند تھی (یعنی اس سے گھاس یا نباتات پیدا نہیں ہوتے تھے) اللہ تعالیٰ نے آسمان کو بارش کے ذریعے اور زمین کو نباتات کے ذریعے کھولا۔

وہ چلا گیا اس کے ذہن میں کوئی اعتراض سمجھ میں نہ آیا۔ کچھ دن گزرنے کے بعد پھر وہ واپس آیا اور پوچھا قربان جاؤں کہ اس آیۂ کریمہ کا کیا مفہوم ہے؟

وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِىْ فَقَدْ هَوٰى ۝ (سورۃ: 20، طٰہٰ، آیت: 81)

”اور جو بھی میرے غضب کا حقدار بنا وہ تباہ و برباد ہوا۔“

یہاں خدا کے غضب سے کیا مراد ہے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: خدا کے غضب سے مراد اس کا عقاب اور عذاب ہے اور جس کسی نے یہ گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ ایک حالت سے دوسری حالت میں بدلتا ہے، بے شک وہ کافر ہو گیا۔

سوال: خزیل کہتے ہیں: اور میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: قربان جاؤں اگر مناسب سمجھیں تو مجھے بتائیں کہ کیا اللہ تعالیٰ مخلوقات کو خلق کرنے سے پہلے جانتا تھا کہ وہ اکیلا ہے کیونکہ آپؑ کے دوست اس بارے میں مختلف آراء رکھتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ مخلوقات کو پیدا کرنے سے پہلے وہ جانتا تھا کہ وہ اکیلا ہے، جبکہ بعض کے خیال میں جاننا اانجام دینے کے معنی میں ہے۔ خدا یہ جانتا ہے کہ اشیاء کی خلقت سے پہلے وہ اکیلا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم نے یہ ثابت کر دیا کہ وہ ہمیشہ اپنی توحید کا علم رکھتا تھا تو درحقیقت خدا کے ساتھ اس علم کو بھی ازلی ثابت کیا (جو کہ شرک ہے) میرے مولاؑ! اگر مناسب سمجھیں تو مجھے سمجھا دیں، تاکہ میں اس سے تجاوز نہ کروں۔

جواب: آپؑ نے فرمایا: خداوندِ تبارک تعالیٰ ہمیشہ سے عالم ہے۔

سرکار علامہ مجلسیؒ اس حدیث مبارکہ کے ضمن میں فرماتے ہیں: یہ کہ جاننا انجام دینے کے مترادف ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا علم کسی چیز کے متعلق اس چیز کے وجود اور تحقیق کا باعث ہے۔ اگر وہ ہمیشہ عالم تھا تو ہمیشہ فاعل (یعنی انجام دینے والا) بھی تھا یعنی ازل سے کوئی چیز خدا کے ساتھ موجود تھی یا یہ کہ کسی چیز کا علم اس چیز کے کشف کو طلب کرتا ہے اور کسی چیز کا کشف اس شئے کے حصول کا طالب ہے اور ہر وہ چیز جو باری تعالیٰ کے غیر کے لیے حاصل ہو اور موجود ہو اس کے ساتھ نسبت رکھتی ہے لہٰذا وہ خدا کا فعل ہوا۔ اس طرح سے خدا کے ساتھ ہم نے کسی اور چیز کا ازلی ہونا ثابت کر دیا۔ اس غلط فہمی کے جواب میں حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے عالم ہے لیکن آپؑ نے اس دلیل کے فساد کو قابل التفتہٰ نہیں سمجھا۔ اس کا سبب یا تو مسئلے کا واضح ہونا ہے یا آپؑ

یہ سمجھانا چاہتے تھے کہ انسان کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ ایسی بحثوں میں داخل ہو جو اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات سے تعلق رکھتی ہوں، کیونکہ یہ ایسے موضوعات ہیں کہ انسانی عقل ان کے سمجھنے سے عاجز اور فکرِ انسانی اس کے سامنے ناکام ہے۔

یہ بات ضروریاتِ مذہب میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے تمام اشیاء کے متعلق کلی اور جزوی طور پر علم رکھتا ہے بغیر اس کے کہ اس کے علم میں کوئی تبدیلی واقع ہو لیکن اس حوالے سے حکماء کی اکثریت نے مخالفت کی ہے اور جزویات کے متعلق علم کو ذاتِ خداوندی کے متعلق نفی کی ہے۔ (یعنی پروردگارِ عالم کو جزئیات کا علم نہیں تھا) قدیم فلاسفر اس حوالے سے عجیب وغریب نظریات رکھتے تھے۔

سوال: سلیمان طلحی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا: مجھے بتایئے کیا انبیائے کرام نے پروردِگار عالم کی طرف سے جو پیغام پہنچایا ہے اور اسے اپنی قوم تک پہنچایا۔ کیا اللہ تعالیٰ اس میں بداء کرتا ہے؟ بداء سے مراد اگر مخلوق کے لیے ہو تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اگر کسی کام کا ارادہ کرے اور اس کے انجام دینے کے دوران کسی سبب کے باعث اپنا ارادہ بدل دے۔

جواب: آپؑ نے ارشاد فرمایا: میں یہ نہیں کہتا کہ وہ یوں انجام دیتا ہے لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ اگر چاہے تو کرسکتا ہے۔

سوال 27: خزیل اور زرارہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا کہ:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ قف خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۭ

''لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں کہ خدا کی ظاہر کی طرح فقط زبان سے

عبادت کرتے ہیں نہ کہ باطل اور دل سے، اسی لیے جب کبھی دنیا کا نفع اسے پہنچتا ہے تو اطمینان کی حالت پیدا کرتے ہیں اور اگر امتحان کے لیے کوئی مصیبت پہنچے تو پریشان ہو کر کفر کی طرف پلٹ جاتے ہیں یہی لوگ دنیا اور آخرت میں نقصان اور گھاٹے میں ہیں۔'' (سورۃ:22، الحج، آیت:11)

جواب: آپؑ نے فرمایا: یہ وہ لوگ تھے جو خدا کی عبادت کرتے تھے اور غیرِ خدا کی عبادت اور بندگی کو انہوں نے ترک کردیا تھا لیکن حضرت محمدؐ اور وہ پیغام جو رسولِ اسلام لے کر آئے تھے اس میں شک کرنے لگے۔ لہٰذا انھوں نے شک وتردد کی حالت میں اسلام قبول کیا اور خدا کی توحید اور حضرت محمدؐ کی رسالت کی گواہی دی اور قرآن حکیم کا اقرار کیا۔ مگر اس کے باوجود حضرت محمدؐ اور ان کے پیغام کے متعلق شک وتردد میں رہے جبکہ انہوں نے خدا کی ذات میں شک اور تردد نہیں کیا۔ انھی لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

''لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو فقط زبان سے خدا کی بندگی کرتے ہیں یعنی حضرت محمدؐ اور آپؐ کے پیغام میں شک کے ساتھ۔''

لہٰذا اگر کوئی نیکی انھیں پہنچے یعنی اگر جان و مال اور اولاد کے متعلق حالت اطمینان حاصل کرتے ہیں اور خوشی محسوس کرتے ہیں تو اگر امتحان کی غرض سے کوئی مصیبت ان پر آئے یعنی ان کے جسم یا مال میں کوئی مصیبت آجائے تو وہ فالِ بند نکالتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ پیغمبر اکرمؐ کا اقرار کریں اور پھر اپنے شک وتردد کی پہلی حالت میں لوٹ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ دشمنی پر اُتر آتے ہیں اور پیغمبر اسلامؐ اور ان کے پیغام کا انکار کرتے ہیں۔

سوال 28: زرارہؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ج

''کچھ لوگ ایسے ہیں جو فقط ظاہر میں زبانی حد تک خدا کی عبادت و بندگی کرتے ہیں۔'' (سورۃ:2، الحج، آیت:11)

جواب: آپؑ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ لوگ تھے جو خدا کی وحدانیت کے قائل تھے اور انہوں نے غیر اللہ کی بندگی کو ترک کر دیا تھا اور شرک کے مرحلے سے نکل آئے تھے لیکن نہیں جانتے تھے کہ حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ انھوں نے حضرت محمدؐ اور ان کے الٰہی پیغام کو شک و تردد کی نظر سے دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کو مشکوک بنا دیا۔ وہ رسول اللہؐ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہنے لگے: ہم دیکھیں گے کہ اس پیغمبرؐ پر ایمان کے نتیجہ میں ہماری مال و ملکیت میں اضافہ ہوا اور ہماری جان اور اولاد کو عافیت و سلامتی ملی تو ہم سمجھیں گے کہ وہ سچا ہے اور اللہ کا حقیقی رسولؐ ہے لیکن اگر ہمیں فائدہ نہ ملا تو ہم ان کا انکار کر دیں گے۔

انھی لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اگر انہیں خیر پہنچے تو اطمینان کا اظہار کرتے ہیں۔'' یعنی دنیا میں عافیت ملے ''اور اگر امتحان کی غرض سے انہیں کوئی تکلیف پہنچے'' یعنی کوئی مصیبت ان کی جان و مال کے لیے آئے تو وہ ''پلٹ جاتے ہیں'' یعنی اپنے شک و تردد کے باعث واپس شرک کی حالت پر پلٹ جاتے ہیں ''اسی لیے وہ دنیا و آخرت میں نقصان اور گھاٹے میں رہتے ہیں اور یہ واضح نقصان ہے اور وہ خدا کو چھوڑ کر اُسے پکارتے ہیں جو نہ انھیں فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نقصان۔''

آپؑ نے فرمایا: یہ لوگ مشرک بن جاتے ہیں اور غیرِ خدا کو پکارتے ہیں اور غیرِ خدا کی عبادت کرتے ہیں: ان میں سے کچھ معرفت رکھتے ہیں، ایمان ان کے دلوں میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ ایمان لا کر پیغمبر اکرمؐ کی تصدیق کرتے ہیں اور شک و تردد کی حالت سے نکل کر ایمان لے آتے ہیں جبکہ کچھ اپنے شک و تردد کی حالت پر باقی رہتے

ہیں جبکہ کچھ شرک کی حالت پر پلٹ جاتے ہیں۔

سوال: حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا ۢ بِالْقِسْطِ ط لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ o

''اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس کی ذات کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور ملائکہ و صاحبانِ علم بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ پوری کائنات میں انصاف پر قائم ہے۔ اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ غالب حکمت والا ہے۔'' (سورۃ:3، آل عمران، آیت:18)

جواب: آپؑ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔'' کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی توحید کے لیے گواہی دیتا ہے جیسا کہ خود ارشاد فرمایا۔ لیکن یہ جو فرمایا کہ ''اور فرشتے بھی'' تو بے شک فرشتوں کی عزت افزائی کی، کیونکہ وہ اپنے پروردِگار کی بارگاہ میں فرمانبردار ہوتے ہیں اور انھوں نے خدا کی توحید کی تصدیق کی اور شہادت دی اور خدا کا یہ فرمان کہ ''اور صاحبانِ علم و دانش بھی گواہی دیتے ہیں کہ خدا پوری کائنات میں انصاف پر قائم ہے۔'' یہاں صاحبانِ علم و دانش سے مراد انبیائے کرام اور ان کے اوصیاء ہیں، جو انصاف اور عدل کا نظام قائم کرنے والے ہیں جبکہ عدل کا ظاہری معنیٰ انصاف ہے اور اس کا باطنی معنیٰ امیرالمومنین حضرت علیؑ ہیں۔

سوال: سدیر کہتے ہیں: حمران نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا کہ:

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط

''آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والا ہے۔''

(سورۃ:2، بقرہ، آیت:117 ۔ سورۃ:6، الانعام، آیت:101)

جواب: آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بغیر کسی سابقہ تجربے کے تمام اشیا کو خلق کیا اور آسمان وزمین کو پہلی دفعہ پیدا کیا جبکہ اس سے پہلے نہ کوئی آسمان تھا نہ کوئی زمین۔ کیا تو نے یہ آیت نہیں سنی کہ:

كَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ

''اس کا عرش پانی پر تھا۔'' (سورۃ:11،ھود، آیت:7)

سوال: جابر بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

اَفَعَيِينَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ط بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍo

''ہم نے جب پہلی مرتبہ کائنات کو عدم سے وجود عطا کیا تو کوئی مشکل پیش نہیں آئی بلکہ یہ منکر ہیں کہ جو نئی خلقت سے شک وتردد میں مبتلا ہیں۔''
(سورۃ:50،ق، آیت:15)

جواب: آپؑ نے ارشاد فرمایا: اے جابرؓ! اس آیت کریمہ کی تعبیر یوں ہے کہ خداوند عزوجل جب اس مخلوق اور اس دنیا کو فنا کرے گا اور اہل بہشت کو بہشت میں اور اہل دوزخ کو جہنم میں بھیج دے گا تو کیا اس دنیا کے علاوہ ایک نیا جہان خلق کرے گا۔ اس نئے جہان میں نر و مادہ کے بغیر ایسی مخلوق خلق کرے گا جو اس کی توحید اور وحدانیت کا اقرار کرتے ہوئے خدا کی عبادت کریں گے۔ ان کے لیے اس زمین کے علاوہ ایک اور زمین خلق کرے گا جس پر وہ زندگی گزاریں گے اور اس آسمان کی جگہ ایک دوسرا آسمان ان پر سایہ فگن ہوگا۔ شاید تم سمجھتے ہو کہ اللہ عزوجل نے فقط اس ایک جہان کو پیدا کیا ہے یا تمہارا یہ خیال ہے کہ اللہ نے تمہارے علاوہ کوئی بشر خلق نہیں کیا۔ بلکہ خدا کی قسم، اللہ تبارک وتعالیٰ ہزار ہزار عالم اور ہزاروں آدم خلق کر چکا ہے اور تم ان جہانوں کے آخر میں ہو اور ان انسانوں میں سے آخری ہو۔

سوال: زرارہؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت

کریمہ کے متعلق پوچھا کہ:

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ

''کائنات میں کوئی چیز ایسی نہیں جو خدا کی تسبیح اور تعریف نہ کرتی ہو۔''
(سورۃ:17، الاسراء/بنی اسرائیل، آیت:44)

جواب: آپؑ نے فرمایا: ہمارے خیال میں دیواروں کا ٹوٹنا ان کی تسبیح کی نشانی ہے (یعنی تمام موجودات یہاں تک کہ جمادات بھی خدا کی تسبیح میں مصروف ہیں)۔

سوال: جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق پوچھا:

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

''اور اس طرح ہم نے ابراہیمؑ کو زمین وآسمان کے ملکوت یعنی باطن دکھائے۔'' (سورۃ:6، الانعام، آیت:75)

جابرؓ کہتے ہیں: میرا سر نیچے تھا۔ امامؑ نے اپنا ہاتھ مبارک اوپر کیا پھر میری طرف دیکھ کر فرمانے لگے کہ اپنا سر اوپر کرو۔ میں نے اپنا سر اوپر کیا اور کمرے کی چھت کی طرف دیکھا، اچانک کمرے کی چھت پھٹ گئی، یہاں تک کہ میری آنکھ نے ایک درخشاں نور کو دیکھا، جس سے میری آنکھیں حیران رہ گئیں۔ آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آسمان وزمین کے ملکوت کو یوں دیکھا۔

جواب: آپؑ نے فرمایا: اپنا سر نیچے کرو، میں نے اپنا سر نیچے کیا۔ اس وقت مجھے فرمایا: اپنا سر اوپر کرو۔ میں نے جب سر اُٹھا کر دیکھا تو چھت اپنی اصلی حالت پر تھی۔

جابرؓ کہتے ہیں: پھر امامؑ نے میرا ہاتھ پکڑا، اُٹھے اور مجھے دوسرے کمرے میں لے گئے۔ آپؑ نے اپنے کپڑے تبدیل کیے اور دوسرے کپڑے پہن لیے۔ پھر فرمایا: اپنی آنکھیں بند کرو۔ میں نے اپنی آنکھیں بند کیں۔ مجھے فرمایا: اپنی آنکھیں بند رکھو، تھوڑی دیر بعد فرمایا: جانتے ہو کہاں ہو؟

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں، میں نہیں جانتا۔

فرمایا: تم اس وقت ظلمات میں ہو جہاں ذوالقرنین پہنچے تھے۔

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں کیا میں آنکھیں کھول سکتا ہوں؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا: آنکھیں کھولو مگر کچھ نظر نہیں آئے گا۔

میں نے آنکھیں کھولیں مگر ہر طرف اندھیرا تھا یہاں تک کہ اپنے پاؤں کے آگے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اس وقت کچھ آگے بڑھے اور رک گئے اور مجھے فرمانے لگے: تمہیں پتہ ہے کہ اب کہاں ہو؟ میں نے عرض کی: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: چشمۂ حیات کے کنارے کھڑے ہو۔ وہ چشمہ جہاں سے حضرتِ خضرؑ نے پانی پیا تھا۔ ہم اس عالم سے خارج ہوئے اور دوسرے عالم میں داخل ہوئے۔ اس عالم میں ہم نے کوئی بھی چیز اپنے جیسی نہ پائی، نہ کوئی عمارت نہ گھر، نہ ہی ان میں بسنے والے غرض ہر چیز مختلف تھی۔ پھر ہم تیسرے عالم میں داخل ہوئے یہاں تک کہ ہم پانچویں عالم میں داخل ہوئے۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں: اس کے بعد امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: یہ زمین کے ملکوت تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سب کو نہیں دیکھا تھا، بلکہ انھوں نے آسمانوں کے ملکوت کا مشاہدہ کیا تھا جن کی تعداد بارہ تھی۔

ان میں سے ہر عالم کی مخصوص کیفیت تھی جیسا کہ تم نے خود مشاہدہ کیا۔ ہم میں سے جو بھی امام دنیا سے جاتا ہے ان عوالم میں سے کسی ایک عالم میں رہتا ہے یہاں تک کہ آخری امام حضرت امام مہدی قائمؑ ہے جس میں ہم رہتے ہیں وہ یہاں رہے گا۔

جابر کہتے ہیں: پھر امامؑ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا ''اپنی آنکھیں بند کرو۔'' میں نے آنکھیں بند کیں۔ اچانک میں نے خود کو اسی کمرے میں پایا جہاں سے ہم باہر نکلے تھے۔ امامؑ نے اپنے کپڑے تبدیل کیے اور پہلے والے کپڑے پہنے اور واپس اسی

کمرے میں آئے جہاں ہم پہلے بیٹھے تھے۔ میں نے عرض کیا: قربان جاؤں دن کا کتنا حصہ گزر چکا۔ آپؑ نے ارشاد فرمایا: تین گھنٹے۔

علامہ مجلسیؒ اس حدیث مبارکہ کے متعلق فرماتے ہیں: یہ جو کہا گیا کہ ''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں نہیں دیکھا تھا'' یعنی ان سب عوالم کو نہیں دیکھا تھا یا مقصد یہ ہے کہ جس وقت ابراہیمؑ نے اپنی قوم سے بحث و گفتگو کی اس وقت تک نہیں دیکھا تھا۔ اس کے بعد سب عوالم کو دیکھا۔ لگتا ہے کہ آئمہ کی قرأت لفظ ''الارض'' نصب (زبر) کے ساتھ تھی۔

سوال: جناب ثمالیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: مولاؑ! نصب اور دشمنی کا کمترین مرتبہ کونسا ہے؟

جواب: آپؑ نے ارشاد فرمایا: یہ کہ انسان نیا عقیدہ ظاہر کرے اور پھر اس کی بنیاد پر دوستی یا دشمنی کا اظہار کرے۔

سوال: صباح حذاء کہتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ جناب زرارہؓ نے پوچھا: آپؑ کے خیال میں اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو ہمارے اوپر فرض قرار دیا یا قرآن کریم میں ہمیں جن چیزوں سے منع کیا گیا تو ہمیں ان کے انجام دینے یا نہ دینے کی طاقت دی ہے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔

سوال: جناب زرارہؓ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کیا رسول اللہؐ نے سجدہ سہو انجام دیا تھا؟

جواب: آپؑ نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ کوئی فقیہ بھی سجدہ سہو نہیں کرتا۔

سرکار علامہ مجلسیؒ اس حدیث کے ضمن میں کہتے ہیں کہ بحار الانوار کی چھٹی جلد میں پیغمبر اکرمؐ اور آئمہؑ ھدیٰ کی عصمت سے متعلق بحث کی گئی۔ جس میں ہم نے بتایا کہ

شیعہ علما اور دانشمندوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیاء کرام اور آئمہ معصومین علیہم السلام معصوم ہیں۔ چاہے گناہ صغیرہ ہوں یا گناہ کبیرہ ہوں، دانستہ ہوں یا خطا و نسیان کی صورت میں، اعلانِ نبوت یا امامت سے پہلے ہوں یا اس کے بعد بلکہ اپنی ولادت سے لے کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات تک، مقامِ عصمت پر فائز ہیں۔

سوال: ابنِ ظریف کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جو آپ سے علم حاصل کرے اور بعد میں بھول جائے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: اس شخص پر کوئی حجت نہیں ہے۔ دلیل اور برھان اس شخص پر ہے جو ہم سے کوئی حدیث سنے پھر اس کا انکار کر دے یا ہم سے کوئی حدیث اس تک پہنچے اور وہ اس پر ایمان لانے کے بجائے کفر و انکار کا راستہ اختیار کرے۔ جہاں تک سہو و نسیان کا تعلق ہے تو اس پر تمہیں کوئی ملامت نہیں ہے۔

باب گیارھواں

انسانی خلقت، دینِ انبیائے کرام
اور
پیغمبرِ اسلامؐ کے متعلق سوالات

سوال: سدیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ حضرت نوحؑ کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو بددعا دے کر فرمایا:

وَ قَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ○
اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ○

"پروردگارا روی زمین کا ایک بھی کافر زندہ نہ رہے۔ اگر تو انہیں زندہ چھوڑے گا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان کی اولاد بھی کافر و بدکار ہی ہوگی۔" (سورۃ:71،نوح،آیت:26-27)

جواب: آپؑ نے فرمایا: حضرت نوحؑ جانتے تھے کہ ان کے صلب سے کبھی نیک و صالح اولاد پیدا نہیں ہوگی۔

میں نے عرض کیا: حضرت نوحؑ کو یہ کیسے پتہ چلا؟

امام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل کی:

اَنَّہٗ لَنۡ یُّؤۡمِنَ مِنۡ قَوۡمِکَ اِلَّا مَنۡ قَدۡ اٰمَنَ

''یقیناً تمہاری قوم سے جو ایمان لائے ان کے علاوہ کوئی بھی ایمان نہیں لائے گا۔'' (سورۃ:11،ھود،آیت:36)

اس موقعہ پر حضرت نوحؑ نے کفار کے لیے یوں بددعا کی۔

سوال: طاؤسِ یمانی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: کس دور میں ایک تہائی آدمی ہلاک ہوئے؟

جواب: آپ نے فرمایا: اے ابوعبدالرحمٰن! ایک تہائی کبھی نہیں۔ محترم آپ شاید کہنا چاہتے ہوں کہ ایک چوتھائی آدمی کب ہلاک ہوئے؟ یہ وہ دن تھا جب قابیل نے جناب ہابیلؑ کو قتل کیا، کیونکہ اس وقت روئے زمین پر فقط چار آدمی تھے آدمؑ، حواؑ، ہابیلؑ اور قابیل۔

میں نے عرض کیا: آدمؑ کی نسل ان دو میں سے کس سے چلی؟ لوگ ہابیل کی اولاد ہیں یا قابیل کی؟

آپؑ نے فرمایا: نہ ہابیل کی نہ ہی قابیل کی بلکہ لوگ حضرت شیثؑ کی اولاد ہیں۔

سوال: انہوں نے عرض کیا: مجھے قرآن کی رو سے اس چیز کے متعلق بتائیں جس کا تھوڑا حلال اور زیادہ حرام ہے؟

جواب: امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: طالوت کا چشمہ جس کے متعلق قرآن فرماتا ہے: اگر کوئی اس سے ایک گھونٹ پی لیتا تو اس کے لیے حلال تھا۔

سوال: طاؤس یمانی نے عرض کیا: مولاؑ! مجھے اس صلوات کے متعلق بتائیے جو بغیر وضو پڑھی جا سکتی ہے اور اس روزے کے متعلق بتائیے جس میں کھانا پینا جائز ہے؟

جواب: آپ نے فرمایا: پیغمبر اکرمؐ پر صلوات اور خاموشی کا روزہ جیسا کہ قرآن کریم

میں ہے'' حضرت مریمؑ نے کہا:

اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لِلرَّحۡمٰنِ صَوۡمًا (سورۃ:19،مریم،آیت:26)

''میں نے خدائے رحمان کے لیے روزۂ خاموشی کی منت کی ہے۔''

سوال: طاؤسِ یمانی: مولا! وہ کون سی چیز ہے جس میں کمی اور زیادتی واقع ہوتی ہے؟

جواب: امام محمد باقر علیہ السلام: چاند۔

سوال: طاؤسِ یمانی: وہ کون سی شے ہے جس میں اضافہ تو ہوتا ہے مگر کمی نہیں؟

جواب: امام محمد باقر علیہ السلام: وہ سمندر ہے۔

سوال: طاؤسِ یمانی: مولا! وہ کون سی شے ہے جس میں ہمیشہ کمی ہوتی ہے اضافہ نہیں ہوتا؟

جواب: امام محمد باقر علیہ السلام: وہ عمل ہے۔

سوال: طاؤسِ یمانی: مولا! وہ کونسا پرندہ ہے جس نے فقط ایک مرتبہ پرواز کی نہ اس سے پہلے کبھی نہ اس کے بعد کبھی پرواز کی۔

جواب: امام محمد باقر علیہ السلام: یہ طورِ سینا ہے جس کے لیے ارشادِ خداوندی ہے:

وَاِذۡ نَتَقۡنَا الۡجَبَلَ فَوۡقَهُمۡ كَاَنَّہٗ ظُلَّةٌ (سورۃ:7، الاعراف، آیت: 171)

''وہ وقت یاد کرو جب ہم کوہِ طور کو چھت کی طرح ان پر لے آئے۔''

سوال: طاؤسِ یمانی: وہ کونسا گروہ تھا جنہوں نے سچی گواہی دی حالانکہ وہ جھوٹ بول رہے تھے۔

جواب: امام محمد باقر علیہ السلام: یہ منافق تھے جب وہ کہنے لگے:

نَشۡهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوۡلُ اللّٰهِ (سورۃ:63،المنافقون،آیت:1)

''ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔''

سوال: زرارہؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کیا رسول اللہؐ سے ان بچوں کے متعلق پوچھا گیا جو بچپن میں مر جاتے ہیں؟ (یہ کہ اللہ تعالیٰ ان

کے ساتھ کیسا سلوک کرے گا)؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: جی ہاں پوچھا گیا تو رسول اکرمؐ نے جواب میں فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ بچوں کے اعمال سے خوب واقف ہے (کہ وہ کیا انجام دینے والے تھے)۔

پھر فرمایا: اے زرارہ! کیا آپ سمجھے کہ رسول اللہؐ کیا فرمانا چاہتے تھے؟

زرارہ نے عرض کیا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: ان کے متعلق مشیتِ الٰہی جو چاہے وہی ہوگا۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو بچوں کو لایا جائے گا اور ان بوڑھوں کو جنہیں دنیا میں لمبی عمر عطا ہوئی اور لمبی عمر کی وجہ سے اپنی عقل کھو بیٹھے اور ایسے لوگوں کو کہ جو دو انبیاء کے درمیان والے زمانہ فترت میں (جس وقت زمین پر کوئی پیغمبر نہ تھا) اور پاگل لوگوں کو اور ایسے سادہ بے وقوف لوگوں کو جن کے پاس عقل وخرد نام کی چیز نہیں، ان سب لوگوں کو بارگاہ خداوندی میں حاضر کیا جائے گا۔ ان میں سے ہر ایک بارگاہِ الٰہی میں اپنا عذر پیش کرے گا۔

تب پروردگار عالم ان کے لیے ایک فرشتہ ان کی جانب بھیجے گا۔ وہ آگ جلائے گا اور انہیں کہے گا کہ تمہارے رب نے یہ حکم دیا ہے کہ تم خود کو اس آگ میں ڈال دو۔ تو ان لوگوں میں سے جو حکم خدا کی نافرمانی کرتے ہوئے انکار کرے گا اسے آگ میں پھینکا جائے گا۔

سوال: صالح بن میثم کہتے ہیں کہ میں نے امام حضرت محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: حضرت نوحؑ نے جب اپنی قوم کو بددعا دی تو انہیں کیسے پتہ چلا کہ ان کی اولاد ہمیشہ کے لیے کافر اور بدکردار رہے گی؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا جب خدا نے نوحؑ سے فرمایا:

اَنَّهٗ لَنۡ يُّؤۡمِنَ مِنۡ قَوۡمِكَ اِلَّا مَنۡ قَدۡ اٰمَنَ

"بے شک تمہاری قوم سے جو ایمان لے آئے اس کے بعد کوئی بھی ایمان

نہ لائے گا۔" (سورۃ:11، ھود، آیت:36)

سوال 42: حضرت ابوبصیرؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام حرم پاک میں بیٹھے تھے جبکہ آپ کے گرد آپ کے اصحاب حلقہ بنا کر بیٹھے تھے۔ اسی اثنا میں طاؤسِ یمانی ایک ٹولے کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے اور پوچھا: اس حلقے کا بڑا کون ہے؟

جواب: بتایا گیا: حضرت محمدؑ باقر بن علیؑ بن الحسین بن علیؑ بن ابی طالبؑ۔ کہنے لگا: میں بھی انہی سے ملنے آیا ہوں۔ پھر آپؑ کے سامنے آ کر سلام کیا اور بیٹھ کر کہنے لگا: کیا مجھے سوال کی اجازت ہے؟

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ہم اجازت دیتے ہیں آپ سوال کریں؟

سوال: طاؤسِ یمانی: وہ کونسا دن تھا جب ایک تہائی لوگ مارے گئے؟

جواب: امام محمد باقر علیہ السلام: محترم آپ سے سوال کرنے میں غلطی ہوئی، آپ کہنا چاہتے تھے ایک، چوتھائی لوگ کب مر گئے؟ یہ وہی دن تھا جس دن ہابیلؑ قتل ہوا کیونکہ اُس وقت روئے زمین پر چار ہی آدمی تھے آدمؑ، حواؑ، ہابیل اور قابیل۔

سوال: طاؤس یمانی: قبلہ آپؑ نے صحیح فرمایا مجھ سے غلطی ہوئی۔ اب بتایئے کہ ان میں سے کن لوگوں کا باپ قاتل ہے یا مقتول؟

جواب: امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ان دو میں سے کوئی نہیں، لوگوں کا باپ حضرت شیث بن آدمؑ ہے۔

علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں: شاید لوگوں سے مراد فقط اس دور کے لوگ ہیں۔

سوال: ابوبکر حضرمی کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ لوگ (اہلسنت) حضرت آدمؑ کی اولاد کی شادی کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

میں نے عرض کیا: مولاؑ وہ کہتے ہیں کہ حضرت حواءؑ کے بطن سے ہر دفعہ دو بچے متولد ہوتے ایک بیٹا اور ایک بیٹی۔ پہلے جوڑے کا بیٹا دوسرے جوڑی کی بیٹی سے جبکہ

پہلے جوڑی کی لڑکی دوسرے جوڑے کے لڑکے سے شادی کرتی۔ اس طرح بھائی بہن کی شادی سے آدمؑ کی نسل آگے بڑھی۔

جواب: امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ایسا نہیں ہے۔ جب حضرت آدمؑ کے گھر ھبۃ اللہ کی ولادت ہوئی وہ بڑے ہوئے تو حضرت آدمؑ نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اس کی شادی کا انتظام کرے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے جنت سے اس کے لیے حور نازل کی اور ہبت اللہ سے شادی کرادی۔ اس سے چار بیٹے متولد ہوئے۔ اس کے بعد حضرت آدمؑ کے ہاں دوسرا بیٹا پیدا ہوا۔ جب وہ بڑا ہوا تو حضرت آدمؑ نے انھیں شادی کی اجازت دی تو اس نے ایک جن سے شادی کی جن سے چار بیٹیاں متولد ہوئیں۔ اس طرح آدمؑ کے ایک بیٹے کے بیٹوں نے دوسرے بیٹے کی بیٹیوں سے شادیاں کیں۔ لہٰذا انسان کی خوبصورتی اور حسن آسمانی حور کے سبب ہے اور حلم اور بردباری حضرت آدمؑ کے سبب ہے جبکہ ہلکا پن اور خفت جن کے سبب ہے۔ آسمانی حور بیٹے جننے کے بعد آسمان کی طرف چلی گئی۔

سوال: امام بن تخلغ کہتے ہیں کہ طاؤسِ یمانی اپنے ایک دوست کے ہمراہ خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے لیے آئے۔ اس نے اچانک دیکھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام (جو ابھی تک جوان تھے) اس کے آگے آگے طواف کر رہے ہیں۔ طاؤس نے اپنے دوست سے کہا کہ یہ جوان بڑا عالم اور دانا ہے۔ جب امام طواف سے فارغ ہوئے تو دو رکعت نماز پڑھ کر خانہ کعبہ میں بیٹھ گئے۔ لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ طاؤس نے اپنے دوست سے کہا: امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس چلتے ہیں، تاکہ ان سے سوال کریں۔ تجھے معلوم نہیں کہ وہ اس سوال کا جواب دے سکیں گے یا نہیں۔ وہ امامؑ کے پاس آئے اور آکر آپ کی بارگاہ میں سلام کیا، پھر طاؤس نے عرض کیا: اے ابوجعفرؑ! آپ جانتے ہیں کہ وہ کونسا دن تھا کہ جب ایک تہائی لوگ مارے گئے۔

جواب: آپؑ نے فرمایا: اے ابوعبدالرحمٰن! کبھی بھی ایک تہائی لوگ ہلاک نہیں ہوئے شاید آپ ایک چوتھائی لوگوں کی ہلاکت کا پوچھ رہے ہیں۔

طاؤس نے کہا: اس کے متعلق فرمائیں۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: اس وقت روئے زمین پر فقط آدمؑ، حواؑ، قابیل اور ہابیل موجود تھے۔ قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اور یہ روئے زمین کا ایک چوتھائی تھا۔ طاؤس نے کہا: آپ نے صحیح فرمایا۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ جانتے ہیں کہ قابیل کا کیا انجام ہوا؟

طاؤس نے کہا: نہیں۔ آپؑ نے فرمایا: اسے سورج کے سامنے لٹکایا گیا اور اس کے اوپر اُبلتا ہوا پانی پھینکا جاتا ہے، یہاں تک کہ قیامت برپا ہو۔

سوال 45: جمیل بن دراج اپنے کسی دوست کے ذریعے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے پوچھا کہ پروردِگار عالم نے حضرت آدمؑ کو نسیان کی کیسے سزا دی؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: حضرت آدمؑ کو نسیان کو نہیں تھا اور وہ کیسے حکم خدا کو بھلا سکتے تھے۔ جب ابلیس نے انہیں کہا:

مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ
تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝

''اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو اس درخت سے نہیں روکا مگر اس لیے کہ اس درخت سے کھا کر تم فرشتے بن جاؤ گے یا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں رہو گئے۔'' (سورۃ:7، الاعراف، آیت:20)

سرکار علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں: کہ یہاں پر نسیان ترک کرنے کے معنیٰ میں آیا ہے جیسا کہ ڈکشنری میں بیان ہوا۔

سوال 46: ابوالمقدام کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حواؑ کو کس چیز سے پیدا کیا؟ آپؑ نے فرمایا: اس بارے میں لوگ (برادرانِ اہلسنت) کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت آدمؑ کی پسلی سے خلق کیا تھا۔

جواب: آپؑ نے فرمایا: یہ غلط ہے کیا پروردگارِ عالم عاجز تھا کہ اس نے حضرت حواؑ کو آدمؑ کی پسلی سے خلق کیا؟

سوال: میں نے عرض کیا: قربان جاؤں اے فرزندِ رسول اللہؐ! آپ ہی بتائیے کہ اللہ نے حواؑ کو کس چیز سے خلق کیا۔

جواب: آپؑ نے فرمایا: میرے والدِ گرامی امام زین العابدینؑ نے اپنے آباؤ اجداد کے ذریعے رسول اللہؐ کی حدیث بیان کی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مٹھی خاک اُٹھائی اور اسے اپنے سیدھے ہاتھ سے (جبکہ خدا کے دونوں ہاتھ سیدھے ہیں) اسے گوندھا اور حضرت آدمؑ کو اس سے خلق کیا اور جو مٹی باقی بچی اس سے حضرت حواؑ کو پیدا کیا۔

سوال: ابنِ قیس کہتے ہیں کہ کیا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ پیغمبرِ اسلامؐ کا حضرت ابراہیمؑ کے صحیفے میں نام الماحی ہے؟ جبکہ موسیٰؑ کی کتاب توریت میں ان کا نام الحاد ہے جبکہ انجیل میں احمد ہے اور قرآنِ حکیم میں آپؐ کا نام محمدؐ ہے۔ پوچھا گیا: الماحی سے کیا مراد ہے؟

جواب: آپؐ نے فرمایا: یعنی نابود کرنے والا اور بتوں کو توڑنے والا اور آلاتِ جوا اور غیر خدا جتنے معبود ہیں انھیں برباد کرنے والا۔

سوال: پوچھا گیا الحاد سے کیا مراد ہے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: جو کوئی بھی خدا یا اس کے دین سے دشمنی کرے اس کے ساتھ دشمنی رکھنے والا چاہے وہ انسان اپنا قریبی رشتہ دار ہو یا دور کا۔

سوال: پوچھا گیا: احمد کی تحویل کیا ہے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: اللہ کی تعریف، اس کے نیک کردار کا شکریہ ادا کرنے کے لیے۔

سوال: پوچھا گیا: محمدؐ سے کیا مراد ہے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے، تمام انبیاء اور رسولؐ اور ان کی تمام امتیں آپؐ کی تعریف کرتی ہیں اور آپؐ پر درود و سلام بھیجتی ہیں۔ بے شک عرشِ الٰہی پر لکھا ہوا ہے محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

سوال: زرارہؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق پوچھا:

وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝

''بے شک وہ اللہ کے رسول اور پیغمبر تھے۔'' (سورۃ 19، مریم، آیت 54)

مولا بتائیے کہ رسول کسے کہتے ہیں اور نبی سے کیا مراد ہے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: نبی ایسے انسان کو کہا جاتا ہے جو خواب دیکھتا ہے اور خواب کی حالت میں اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔ نبی فرشتے کی آواز کو سنتا ہے لیکن اس کو دیکھ نہیں سکتا اور رسول وحی کی آواز کو سنتا ہے اور خواب میں اس پر وحی نازل ہوتی ہے اور فرشتے کو بھی دیکھتا ہے۔

سوال: میں نے عرض کیا: مولاؑ! امام کی منزلت کیا ہے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: امام وہ جو وحی کی آواز سنتا ہے مگر نہ خواب دیکھتا ہے اور نہ فرشتے کو دیکھتا ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ (سورۃ 22، الحج، آیت 52)

''کہ ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول بھیجا نہ کوئی نبی۔''

سوال: احول کہتے ہیں: کہ میں نے زرارہؓ سے سنا کہ انہوں نے امام محمد باقر علیہ

السلام سے پوچھا کہ ہمیں رسول، نبی اور محدث کی معنی بتائیے۔

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ رسول وہ ہے کہ جس کے سامنے حضرت جبرائیل امین آتے ہیں۔ وہ جبرائیل کو دیکھتا ہے اور اس سے گفتگو کرتا ہے اور نبی وہ ہے جو خواب دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے خواب دیکھا اور جیسا کہ رسول اسلامؐ نزول وحی سے پہلے نبوت کے اسباب اور علامتوں کو دیکھتے تھے یہاں تک کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام خدا کی طرف سے رسالت کا پیغام لے کر آئے۔ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نبوت کے اسباب فراہم ہوئے اور خدا کی طرف سے رسالت کا منصب عطا ہوا تو جبرائیل اُن کے سامنے آئے اور روبرو آ کر گفتگو کی جبکہ کچھ انبیائے کرام کے پاس اسباب نبوت فراہم ہو چکے تھے جبکہ وہ خواب میں روح القدس کو دیکھتے تھے جو ان کے پاس آ کر ان سے گفتگو کرتے تھے اور محدث ایسے انسان کو کہتے ہیں جسے خدا کی طرف سے خبر دی جاتی ہے اور وہ آواز کو سنتا ہے مگر نہ وہ بیداری میں فرشتے کو دیکھتا ہے اور نہ ہی خواب میں۔

سرکار علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ علماء اور دانشور رسول اور نبی کے فرق کے متعلق مختلف نظریات رکھتے ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ نبی اور رسول کے درمیان کوئی فرق نہیں، جبکہ جو لوگ فرق کے قائل ہیں ان میں سے کچھ کہتے ہیں کہ رسول وہ ہے جو معجزات کے علاوہ آسمانی کتاب لایا ہے جبکہ نبی وہ ہے کہ جس پر آسمانی کتاب نازل نہیں ہوئی بلکہ وہ اپنے پیش رو پیغمبر کی کتاب کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے۔

دوسرے لوگوں کے خیال میں پیغمبر وہ ہے جس کے پاس معجزہ ہے اور وہ صاحبِ کتاب بھی ہے۔ اُس کے آنے سے سابقہ شریعت منسوخ ہو جاتی ہے۔ ایسے پیغمبر کو رسول کہتے ہیں اور جس کسی میں یہ صفات نہ ہوں وہ نبی کہلاتا ہے۔

تیسرے گروہ کے خیال میں جس کے پاس واضح طور پر فرشتہ آتا ہے اور ایسے

لوگوں کو دعوت دینے کا حکم دیتا ہے، اسے رسول کہتے ہیں اور جس کے پاس ایسا نہیں ہوتا بلکہ وہ خواب کی حالت میں فرشتے کو دیکھتا ہے، اسے نبی کہتے ہیں۔ جنابِ رازی اور دیگر علماء کا نظریہ یہ ہے۔

گزشتہ روایت سے یہ واضح ہوا کہ اس آخری قول کے علاوہ دیگر نظریات باطل اور غلط ہیں کیونکہ روایات میں انبیائے کرام کی تعداد اور آسمانی کتابوں کا ذکر موجود ہے۔ جبکہ پہلی شریعتوں کو منسوخ کرنے والے فقط پانچ انبیاء تھے۔ لہٰذا اعتماد کے قابل فقط یہی ایک روایت ہے کہ جو "کافی" کی روایت کے مطابق ہے۔

سوال: محمد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: جب حضرت یعقوبؑ مصر میں حضرت یوسفؑ کے پاس آئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی پریشانی کو ختم کیا اور حضرت یوسفؑ کے لیے خواب کی تعبیر دکھا دی اس کے بعد حضرت یعقوبؑ کتنا عرصہ زندہ رہے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: دو سال۔

سوال: میں نے عرض کیا: اس وقت روئے زمین پر خدا کی حجت کون تھا؟ حضرت یعقوبؑ یا حضرت یوسفؑ؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: حجتِ خدا حضرت یعقوبؑ تھے جبکہ حضرت یوسفؑ بادشاہ تھے۔ جب حضرت یعقوبؑ کی وفات ہوئی تو یوسفؑ ان کی میت کو تابوت میں رکھ کر اسے شام لے گئے اور اسے بیت المقدس میں دفن کر دیا۔ حضرت یعقوبؑ کے انتقال کے بعد حضرت یوسفؑ حجتِ خدا بنے۔

سوال: میں نے عرض کیا: حضرت یوسفؑ اللہ کے نبی اور رسول تھے۔

جواب: آپؑ نے فرمایا: جی، آپ نے خدا کا یہ فرمان نہیں سنا:

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ

''اور اس کے پہلے یوسفؑ تمہارے پاس اپنی نبوت کے لیے واضح معجزات اور دلیلیں لے کر آئے۔'' (سورۃ:40،المومن/غافر،آیت:34)

سوال: محمد کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کس مقام پر اپنے بیٹے کو ذبح کرنا چاہتے تھے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: جمرۂ وسطیٰ یعنی درمیانی۔

سوال: میں نے پوچھا: حضرت ابراہیمؑ کا دنبہ کس رنگ کا تھا اور کہاں سے آیا؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: سیاہ رنگ کا تھا اور اس کے سینگ تھے۔ وہ آسمان سے جمل الیمن پر نازل ہوا، اور مسجد منا سے نیچے اُترا۔ وہ دنبہ سبز زمین پر چلتا تھا وہیں کھاتا تھا وہیں پر گھومتا پھرتا تھا اور سبز زمین پر ہی پیشاب کرتا تھا۔

سوال: سدیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: مولاؑ! مجھے بتایئے:

اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُّوسُفَ وَاَخِيهِ

''جب حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ جاؤ اور جا کر یوسفؑ اور اس کے بھائی کو ڈھونڈو۔'' (سورۃ:12،یوسف،آیت:87)

کیا اس وقت یعقوبؑ جانتے تھے کہ یوسفؑ زندہ تھے ہیں جبکہ یوسف کو جدا ہوئے بائیس سال کا عرصہ گزر چکا تھا؟ اور اس سبب حضرت یعقوبؑ کی آنکھوں کی بینائی ختم ہو چکی تھی؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: جی ہاں! یعقوبؑ جانتے تھے کہ ان کا بیٹا زندہ ہے، کیونکہ سحر کے وقت یعقوبؑ نے خدا سے دعا کی کہ پروردگار ملک الموت کو میرے پاس بھیج دے۔ جب ملک الموت بہترین عطر لگا کر خوبصورت چہرے کے ساتھ اُن کے سامنے آیا تو یعقوبؑ نے پوچھا کون ہو؟ حضرت عزرائیلؑ نے عرض کیا: میں موت کا فرشتہ

ہوں، کیونکہ آپ نے اللہ سے دعا کی ہے، میں اس لیے حاضر ہوا ہوں۔ اے یعقوبؑ! بتائیں آپ کا مسئلہ کیا ہے؟ یعقوبؑ نے فرمایا: مجھے بتاؤ کہ جب تم لوگوں کی روح قبض کرتے ہو اکٹھے قبض کرتے ہو یا الگ الگ؟

حضرت عزرائیل نے کہا: میرے دوست اور ساتھی جدا جدا روحوں کو قبض کرتے ہیں اور میرے سامنے حاضر کرتے ہیں۔

حضرت یعقوبؑ نے کہا: میں تجھے حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاقؑ، اور یعقوبؑ کے خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ ان ارواح میں کبھی میرے بیٹے یوسفؑ کی روح قبض ہو کر تمہارے سامنے آئی؟

عزرائیل نے کہا: نہیں۔ اب حضرت یعقوبؑ کو یقین ہو گیا کہ ان کا بیٹا یوسف ابھی زندہ ہے اور آپؑ نے اپنے بیٹوں کو کہا:

اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُّوسُفَ وَاَخِيهِ وَلَا تَايْئَسُوا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

''جایئے کہ یوسفؑ اور اس کے بھائی کو ڈھونڈیں اور خدا کی بے انتہا رحمت سے مایوس نہ ہوں، کیونکہ کافروں کے ٹولے کے علاوہ کوئی بھی خدا کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتا۔'' (سورۃ:12،یوسف،آیت:87)

عزیزِ مصر نے حضرت یعقوبؑ کو خط لکھا کہ یہ تیرا بیٹا ہے کہ تھوڑی سی قیمت کے بدلے میں میں نے اس کو خریدا ہے۔ اس کا نام یوسف ہے، جسے میں نے اپنا بیٹا بنایا ہے اور یہ تیرا بیٹا بنیامین ہے جس کو چوری کی وجہ سے میں نے گرفتار کیا، کیونکہ میرا قیمتی سامان اس کے پاس تھا۔ اسی لیے میں نے اسے بھی اپنا غلام بنایا۔ یہ خط حضرت یعقوبؑ کو ناگوار گزرا۔ آپؑ نے قاصد سے فرمایا: یہیں پر ٹھہرے رہو، تاکہ میں تمہیں

خط کا جواب دے دوں۔ حضرت یعقوبؑ نے خط کا جواب یوں لکھا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یعقوب اسرائیل اللہ بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ کی طرف سے۔

اما بعد!

تمہارا خط موصول ہوا۔ تم نے دیکھا کہ میرے بیٹے کو تم نے خریدا اور اسے اپنا غلام بتایا۔ بے شک بلا اور مصیبتیں اولادِ آدمؑ کے حصے میں آئی تھیں۔

سوال: ابو رغدی کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمراہ میں اسی سال حج کو گیا کہ اسی سال ہشام بن عبدالملک حج کے لیے مکہ آئے تھے۔ حضرت عمر بن خطاب کے غلام نافع بن ازرک بھی ہشام کے ہمراہ حج کرنے آئے تھے۔ امام محمد باقر علیہ السلام کچھ لوگوں کے حلقے میں خانہ کعبہ کے رکن کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ جیسے ہی نافع نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا تو ہشام سے کہنے لگے: اے امیر المومنین! یہ شخص کون ہے کہ جس کے چاروں طرف لوگ جمع ہیں۔ اور اس کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کو دھکے دے رہے ہیں؟ ہشام نے کہا کہ یہ کوفیوں کا پیغمبر ہے۔ اس کا نام محمدؑ باقر بن علیؑ بن الحسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ ہے۔ نافع نے کہا: میں ضرور اس کے پاس جاؤں گا اور اس سے ایسے مشکل سوال پوچھوں گا کہ جس کا جواب فقط کوئی نبی یا اس کا جانشین یا اس کا فرزند ہی دیتا ہے۔ ہشام نے کہا: آپ جائیں اور مشکل سوال پوچھیں۔ ممکن ہے کہ آپ اُسے بھرے مجمع میں شرمندہ کرسکیں۔ نافع آئے اور لوگوں کے ساتھ کھڑے ہوئے اور امام محمد باقر علیہ السلام سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ اے محمد ابن علیؑ! میں نے توریت، انجیل، زبور اور قرآن کریم کا مطالعہ کیا ہے اور ان آسمانی کتابوں کی رو سے حلال اور حرام کو جانتا ہوں۔ ابھی آپ کے پاس آیا ہوں کچھ سوال کرنے کے لیے جس کا جواب کوئی پیغمبر یا اس کے جانشین یا اس کے جانشین کا فرزند ہی دے سکتا ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے سر مبارک اوپر کیا اور فرمایا: پوچھو۔

سوال: نافع نے کہا: مجھے بتایئے حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ کی نبوت کا درمیانی عرصہ کتنا تھا؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: اس کے متعلق تمہارا عقیدہ بیان کروں یا اپنا؟

نافع نے کہا: دونوں بتائیں۔

آپؑ نے فرمایا: میری نظر میں 500 سال کا عرصہ تھا۔ جبکہ تمہارا خیال ہے کہ 600 سو سال کا عرصہ تھا۔

سوال: نافع نے کہا کہ پھر خدا کے اس فرمان کا مطلب کیا ہے؟

وَسۡـَٔلۡ مَنۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلۡنَا مِنۡ دُوۡنِ الرَّحۡمٰنِ اٰلِهَةً يُّعۡبَدُوۡنَ ۝

"کہ اے ہمارے رسولؐ! آپ سے پہلے جو ہم نے پیغمبر بھیجے ان سے پوچھیے کہ کیا ہم نے خدائے رحمٰن کے علاوہ لوگوں کی عبادت کے لیے کوئی اور معبود قرار دیا؟" (سورۃ:43، الزخرف، آیت:45)

اگر حضرت محمدؐ اور حضرت عیسیٰؑ کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ تھا تو آپؐ نے یہ سوال کس لیے پوچھا؟ راوی کہتا ہے کہ امام نے فوراً اس آیۂ کریمہ کی تلاوت کی

جواب: سُبۡحٰنَ الَّذِيۡۤ اَسۡرٰى بِعَبۡدِهٖ لَيۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ اِلَى الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِيۡ بٰرَكۡنَا حَوۡلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنۡ اٰيٰتِنَا ؕ ۝

"وہ خدا پاک اور منزہ ہے جو اپنے بندے (حضرت محمدؐ) کو ایک رات میں مسجد اقصیٰ لے گیا کہ جس کے چاروں طرف کو ہم نے بابرکت قرار دیا، تاکہ ہم اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔" (سورۃ:17، الاسراء/ بنی اسرائیل، آیت:1)

ان نشانیوں میں سے جو پروردگارِ عالم نے بیت المقدس کی سیر کے موقع پر

حضرت محمدؐ کو دکھائیں، ایک یہ تھی کہ اول سے لے کر آخر تک تمام پیغمبروں اور رسولوں کو ان کے سامنے جمع کیا۔ اس وقت حضرت جبرائیلؑ کو حکم دیا کہ دو تا دو (جفت تا جفت) اذان اور اقامت کہیں۔ پھر اقامت میں کہا حی علی خیر العمل۔ اس وقت حضرت محمدؐ سامنے آئے اور آ کر انہیں نماز پڑھائی۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ
الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ○

''اے پیغمبر! جو انبیاء تم سے پہلے آئے ان سے پوچھیے کہ خدائے رحمٰن کے علاوہ ہم نے لوگوں کو کسی اور کا حکم دیا؟'' (سورۃ:43، الزخرف، آیت:45)

جب نماز سے فارغ ہوئے تو پیغمبر اکرمؐ نے ان سے فرمایا کہ آپ کس چیز کی گواہی دیتے ہیں اور کس کی عبادت کرتے ہیں؟ ان سب نے مل کر کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ خدا وحدہ لاشریک کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں اور اللہ نے ہم سے اس بات کا عہد و پیمان لیا ہے۔

نافع نے کہا: اے فرزندِ رسولؐ! اے ابوجعفرؑ! آپ نے درست کہا۔ خدا کی قسم آپ رسول اللہؐ کے وارث اور وہ جانشین ہیں کہ جس کا تذکرہ توریت میں موجود ہے اور آپ کا اسم گرامی انجیل، زبور اور قرآنِ کریم میں ذکر ہو چکا ہے اور آپ حضرات دوسرے لوگوں کی نسبت حکومت اور ولایت کے زیادہ حق دار ہیں۔

سوال: جابر جعفی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: کیا حضرت دانیالؑ کی تعبیر خواب صحیح ہے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: جی ہاں، ان پر وحی نازل ہوئی تھی۔ وہ اللہ کے نبی تھے اور انہیں اللہ تعالیٰ نے تعبیرِ خواب کا علم عطا کیا تھا۔ وہ انتہائی سچے اور صاحبِ حکمت تھے۔

خدا کی قسم انھیں ہم اہل بیتؑ سے بے انتہا محبت تھی۔

سوال: حضرت جابرؓ نے تعجب سے پوچھا: انہیں آپ اہل بیتؑ سے محبت تھی؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: جی ہاں، خدا کی قسم کوئی پیغمبر اور فرشتہ ایسا نہیں مگر یہ کہ اسے ہماری محبت پر یقین ہو۔

سوال: عمر بن عبداللہ ثقفی کہتے ہیں جس وقت ہشام بن عبدالملک (اموی خلیفہ) نے امام محمد باقر علیہ السلام کو شام طلب کیا۔ وہاں ایک عیسائی عالم نے امامؑ سے کئی سوالات پوچھے ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ مجھے اس مرد کے بارے میں بتائیں جو اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستر ہوا اور وہ خاتون ایک گھنٹے میں دو بچوں سے حاملہ ہوئی اور ایک گھنٹے میں اس کے دو فرزند متولد ہوئے اور پھر دونوں بچوں کی وفات ایک ہی وقت ہوئی اور دونوں ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے مگر ان میں سے ایک کی عمر 150 سال اور ایک کی عمر صرف 50 سال تھی۔ بتائیے وہ دو آدمی کون تھے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: وہ دو حضرات عزیزؑ اور عزیرؑ تھے۔ جیسا کہ آپ نے پوچھا ان کی والدہ ان دو سے ایک وقت حاملہ ہوئی اور دونوں ایک ساتھ (جڑواں) پیدا ہوئے۔ جبکہ عزیرؑ، حضرت عزیزؑ کے ساتھ 30 سال تک اکٹھے رہے پھر حضرت عزیزؑ خدا کے حکم سے ایک سو سال تک فوت ہو گئے جبکہ عزیرؑ زندہ رہے۔ تب خداوند کریم نے عزیزؑ کو اُٹھایا اور زندہ کیا پھر دونوں بھائی 20 سال اکٹھے رہے۔

علامہ مجلسیؒ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: وہ شخصیت کہ جو اللہ کے حکم سے سو سال تک مر گئی تھی اس کے نام کے متعلق علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے کہ ان کا نام ارمیاء تھا یا عزیزؑ جبکہ روایات میں دونوں نام بیان کئے گئے ہیں۔ ممکن ہے کہ جن روایات میں عزیز کا لفظ استعمال ہوا وہ تقیہ کے سبب تھا یا اہلِ کتاب کے مطابق حضرات ائمہ معصومینؑ نے جواب دیا ہو اور ممکن ہے یہ کہیں کہ یہ مسئلہ دونوں کے لیے واقع ہوا

اگر چہ آیہکر یمہ ایک کے متعلق نازل ہوئی۔

سوال : ابوالجارود کہتے ہیں میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ۝ (سورۃ:26،الشعراء،آیت:219)

''کہ وہ آپ کے ساجدین کے درمیان چلنے سے آگاہ ہے۔''

جواب : آپؑ نے فرمایا: وہ آپ کو انبیائے کرام کے صلب میں حرکت کرتے ہوئے ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ حضرت آدمؑ کے زمانے سے لے کر آخرت کے شرعی نکاح کے ساتھ تھا یہاں تک کہ اپنے والد حضرت عبداللہ سے پیدا ہوئے۔

سوال : حبیب سجستانی کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ

''اور وہ وقت یاد کرو جب اللہ کے انبیاء سے عہد و میثاق ہوا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کردوں تم پھر اہلِ کتاب کی ہدایت کے لیے خدا کی طرف سے ایک رسول آئے جو تمہاری کتاب اور شریعت کی تصدیق کرے تو تم پر لازم ہے کہ اس پر ایمان لے آؤ اور اس کی مدد کرو۔''

(سورۃ:3،آلِ عمران، آیت:81)

کہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کس طرح آپؐ پر ایمان لائیں اور آپؐ کی مدد کریں جبکہ انہوں نے آپ کو دیکھا تک نہیں؟

جواب : آپؑ نے فرمایا: اے حبیب: پروردِگارعالم نے انبیائے کرام کی امتوں سے یہ عہد و پیمان لیا تھا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دے دوں تو اہلِ کتاب کی ہدایت کے لیے خدا کی طرف سے ایسا رسول آئے جو تمہاری کتاب اور شریعت کی تصدیق کرے تو تم پر لازم ہے کہ اس رسول پر ایمان لے آؤ اور اس کی مدد کرو لیکن افسوس کہ خدا سے کیے ہوئے اس عہد و پیمان کی نہ تو حضرت موسیٰؑ کی امت (یہودیوں) نے پاسداری کی اور نہ ہی حضرت عیسیٰؑ کی امت (عیسائیوں) نے۔

سوائے چند افراد کے سب نے آپ کو جھوٹا (نعوذ باللہ) کہا اور آپ کی رسالت کا انکار کیا اور آپ کی مدد نہ کی۔

حقیت میں امت مسلمہ نے بھی اس پیمان سے انحراف کیا۔ جو رسول اسلامؐ نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے لیے لیا تھا جب رسول اکرمؐ نے حضرت علیؑ کو لوگوں کے سامنے حاکم اور امام کے طور پر منسوب فرمایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ ان کی امامت اور ولایت کو تسلیم کرتے ہوئے ان کے فرمانبردار بن جائیں اور لوگوں سے علیؑ کی امامت اور ولایت کی گواہی لی۔ لہٰذا رسول اللہؐ کے عہد و پیمان سے بڑھ کر اور کونسا پیمان ہو سکتا ہے؟ خدا کی قسم لوگوں نے اپنا عہد اور پیمان فرمانہ کیا بلکہ اسے جھٹلایا اور اس کا انکار کردیا۔

سوال : زرارہؓ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ کے اس فرمان کے متعلق پوچھا کہ:

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ (سورۃ:33،الاحزاب، آیت:50)

''مومنہ عورت کہ جو اپنے نفس کو پیغمبر کے آگے بخش دے۔''

جواب : آپؑ نے فرمایا: صبا اور بخشش فقط رسول اللہؐ کے لیے جائز ہے۔ دوسرے لوگوں کے لیے حق مہر کے بغیر نکاح جائز نہیں۔

سوال : ابومریم انصاری کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ پیغمبر اکرمؐ کی نمازِ جنازہ کیسے ہوئی؟

جواب : آپؑ نے فرمایا کہ جب امیرالمومنین حضرت علیؑ نے آپؐ کے جسدِ اطہر کو غسل

دیا اور کفن پہنایا اور اس کے اوپر کپڑا رکھ دیا تب دس آدمیوں کو اجازت دی کہ وہ حجرے میں داخل ہوں۔ وہ آپؐ کے چاروں طرف حلقہ کی صورت میں کھڑے ہو گئے تو علیؑ نے ان کے درمیان کھڑے ہو کر اس آیۂ کریمہ کی تلاوت کی:

اِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○

"بے شک اللہ اور اس کے ملائکہ پیغمبر اکرمؐ پر صلوات اور درود پڑھتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آپؐ پر صلوات پڑھو اور احترام سے آپ پر سلام کرو اور آپ کے آگے فرمانبردار ہو۔" (سورۃ:33، احزاب، آیت:56)

تم لوگ بھی حضرت علیؑ کی طرح کہنے لگے یہاں تک کہ اہل مدینہ اور اطراف کے لوگوں نے آپؐ پر نماز پڑھ لی۔

سوال: زیاد بن منذر کہتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر تھا۔ آپؑ لوگوں کے سامنے خطاب کر رہے تھے۔ لوگوں میں سے بصرہ سے تعلق رکھنے والا ایک آدمی جس کا نام عثمان اعشٰی تھا (یہ حسن بصری سے روایت کرتا تھا) یہ شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے فرزند رسولؐ اللہ! میں قربان جاؤں حسن بصری نے ہم سے ایک حدیث بیان کی اور یوں گمان کیا کہ آیۂ کریمہ ایک نامعلوم شخص کے متعلق نازل ہوئی اور اس شخص کا تعارف نہیں کرایا گیا۔ آیت یہ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ط

"اے پیغمبر! تیرے رب کی طرف سے کہ یہ جو نازل ہوا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو اگر تم نے انجام نہ دیا تو ایسا ہے جیسے تم نے رسالت کا کام انجام نہ دیا کہ آپ لوگوں سے ڈرتے ہیں اور پروردگار عالم تمہیں لوگوں کے شر سے

محفوظ رکھے گا۔" (سورۃ:5، المائدۃ، آیت:67)

جواب: امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اس شخص کو کیا ہو گیا ہے؟ خدا کرے اس کی نماز قبول نہ ہو کیونکہ اگر وہ چاہتا تو یہ بتا سکتا تھا کہ یہ آیت کس شخصیت (حضرت علیؑ) کی شان میں نازل ہوئی ہے مگر اس شخص نے جان بوجھ کر یہ نہیں بتایا۔ ایک دن جبرائیلؑ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ تیرے رب نے حکم دیا کہ اپنی امت کو نماز کا حکم دیں اور اس کے ذریعے لوگوں پر حجت تمام کریں تو پیغمبر اسلامؐ نے اپنی امت کو نماز سکھائی اور نماز کے ذریعے ان پر حجت تمام کی۔ تب حضرت جبرائیلؑ آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو حکم دیتا ہے کہ لوگوں کو زکوٰۃ کا حکم دیں جیسا کہ انہیں نماز کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا انہیں زکوٰۃ کے احکام سمجھائیں اور اس کے ذریعے ان پر حجت تمام کریں۔ پیغمبر اکرمؐ نے اپنی امت کو زکوٰۃ کا حکم دیا اور اس کے ذریعے ان پر حجت تمام کی۔ اس وقت جبرائیلؑ آپؐ کی بارگاہ میں آئے کہ جس طرح آپؐ نے اپنی امت کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا اسی طرح انہیں ماہِ مبارک رمضان (جو کہ شعبان اور شوال کا درمیانی مہینہ ہے) کے روزوں کا حکم دیں اور انہیں بتائیں کہ روزے کی حالت میں فلاں چیزوں کو انجام دیں اور فلاں چیزوں سے اجتناب کریں۔ پیغمبر اسلامؐ نے اپنی امت کو روزہ کا حکم دیا اور اس کے ذریعے ان پر حجت تمام کی۔ تب حضرت جبرائیلؑ آئے تو عرض کیا کہ اللہ نے آپ کو حکم دیا کہ اپنی امت کو جس طرح نماز، روزہ اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے اب انہیں حج کا حکم دیں۔ حضرت رسول اکرمؐ نے اپنی امت کو حج کا حکم دیا اور ان پر حجت تمام کی۔ اب حضرت جبرائیلؑ پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اب آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اپنی امت کی رہنمائی فرماتے ہوئے انہیں بتائیں کہ اس کا ولی اور سرپرست کون ہے۔ جیسا کہ آپ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے متعلق بتا چکے ہیں۔

رسول اللہؐ نے عرض کیا: پروردگار! میری امت

یٰۤاَیُّہَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ ؕ وَ اِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَہٗ ؕ

''اے پیغمبرؐ! خدا کی طرف سے تم پر جو نازل ہو چکا وہ پیغام لوگوں کو پہنچا دیں۔ اگر آپ نے یہ کام انجام نہ دیا تو اس کی رسالت کا کوئی کام انجام نہ دیا۔'' (سورۃ:5،المائدۃ،آیت:67)

اس کی تفسیر یہ ہے کہ آپ لوگوں سے خوفزدہ ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

رسول اللہؐ کھڑے ہوئے اور آپؐ نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے ہاتھ مبارک کو پکڑا اور اسے بلند کیا اور فرمایا: جس کسی کا میں مولا ہوں علیؑ آپ کے مولا ہیں۔ پروردگار! جو علیؑ سے محبت رکھے تو بھی اسے محبوب رکھ اور جو علیؑ سے دشمنی کرے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔ پروردگار! تو اس کی مدد کر جو علیؑ کی مدد کرے اور اسے ذلیل کر جو علیؑ کو بدنام کرے اور علیؑ کے محبوں سے محبت کر اور علیؑ کے دشمنوں سے دشمنی رکھ۔

سوال: حبیب بجستانی کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے آیت کریمہ کے متعلق پوچھا:

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۝ فَکَانَ قَابَ قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی ۝ فَاَوۡحٰۤی اِلٰی عَبۡدِہٖ مَاۤ اَوۡحٰی ۝ (سورۃ:53،النجم،آیت:8تا10)

''پھر وہ نزدیک ہوا اور زیادہ نزدیک یہاں تک کہ دو کمانوں جتنا یا اس سے بھی کم تر فاصلہ رہ گیا۔ پھر خدا نے اپنے بندے پر وحی کرنی تھی وہ نازل کی۔''

جواب: آپؑ نے فرمایا: اے حبیب! اس طرح نہ پڑھیں بلکہ یوں تلاوت کریں۔ پھر نزدیک ہوئے اور زیادہ نزدیک یہاں تک کہ قریب و نزدیکی میں اتنا نزدیک ہوئے

کہ دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم تر۔ پھر خدا نے اپنے بندے پر یعنی رسول اللہؐ پر جو وحی کرنی تھی وہ وحی نازل کی۔''

اے حبیب! جس وقت رسول اللہؐ نے مکہ فتح کیا۔ اس وقت آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نعمت کے شکریہ کے طور پر خانہ کعبہ کا طواف کیا اور تکلیف اور مشقت کی حد تک عبادت کی جبکہ علیؑ رسول اللہ کے ساتھ ساتھ تھے۔ جب رات کی تاریکی چھا گئی تو یہ دونوں صفا اور مروہ پر گئے تا کہ وہاں سعی کریں۔ جب آپؐ کوہِ صفا سے مروہ کی طرف نیچے آئے اور وادی میں اُترے (یہ اس جگہ کے علاوہ ہے کہ جس پر نشان ہے کہ جسے تم نے دیکھا ہے) اچانک دیکھا آسمان سے ایک نور اُترا جس نے آپ دونوں کو گھیر لیا اور جس کے باعث مکے کے پہاڑ روشن ہو گئے اور آپ کی آنکھیں روشن ہوئیں آپؐ کو خوف محسوس ہوا۔ رسول اللہؐ حضرت علیؑ کے ہمراہ گئے یہاں تک کہ وادی کو عبور کر لیا۔ رسول اللہؐ نے اپنے سر مبارک کو آسمان کی طرف بلند کیا۔ اچانک آپ نے اپنے سر پر دو انار ملاحظہ کیے۔ آپؐ نے دونوں انار لیے تب خدا کی طرف سے وحی نازل ہوئی۔ اے محمدؐ! یہ بہشت کا میوہ ہے۔ یہ آپ اور آپ کے جانشین علی ابن ابی طالبؑ کے علاوہ کوئی اور نہیں کھا سکتا۔ ان میں سے ایک انار آپؐ نے اور دوسرا انار حضرت علیؑ نے کھایا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے جو چاہی رسول اللہؐ پر وحی نازل کی۔

پھر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا: اے حبیب!

وَ لَقَدۡ رَاٰہُ نَزۡلَۃً اُخۡرٰی ۝ عِنۡدَ سِدۡرَۃِ الۡمُنۡتَہٰی ۝ عِنۡدَہَا جَنَّۃُ الۡمَاۡوٰی ۝ (سورۃ:53،النجم،آیت:13تا15)

''اور دوسری مرتبہ آپؐ نے جبرائیل کو دیکھا سدرۃ المنتہیٰ پر کہ جو جنت الماویٰ کے قریب ہے۔''

یعنی جب آسمان کی طرف بلند ہوئے تو جبرائیل آپؐ کے ساتھ تھا۔ جب پیغمبرِ اکرم سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر پہنچے تو جبرائیل رک گئے اور عرض کیا: اے محمدؐ! یہ وہ مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مقام پر ٹھہرنے کا حکم دیا ہے اور میں آپ سے آگے نہیں بڑھوں گا لیکن آپ آگے چلے جائیں یہاں تک کہ آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ جائیں۔ رسولؐ اللہ آگے بڑھے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے جبکہ جبرائیل وہیں رک گئے تھے۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: کہ سدرۃ المنتہیٰ کو اس لیے سدرۃ المنتہیٰ کہا گیا کیونکہ وہ فرشتے جو اہلِ زمین کے عمل پر گواہ ہیں وہ ان کے اعمال کو سدرۃ المنتہیٰ کے مقام سے اوپر لے جاتے ہیں جبکہ محافظ جو سدرۃ المنتہیٰ کے نیچے ہیں ان کے اعمال کو لکھتے ہیں جو وہ زمین پر رہنے والے بندوں کے لیے لے کر آتے ہیں یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچتے ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: رسولؐ اللہ نے نگاہ کی تو سدرۃ المنتہیٰ کے عرش الٰہی سے نیچے اور اس کے چاروں طرف دیکھا۔ تب آپؐ کے لیے خداوند جبار عزوجل کا نور جلوہ گر ہوا جس نے آپؐ کے پورے وجود کا احاطہ کیا۔ آپؐ کی آنکھیں حیران ہوئیں اور جسم کانپنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے دل کو مضبوط اور مستحکم کیا اور آپؐ کی آنکھوں کو طاقت عطا کی تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو خوب دیکھ سکیں۔ اسی لیے ارشادِ خداوندی ہے اور دوسری مرتبہ بھی اس (جبرائیل) نے رسولؐ اللہ کو سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک دیکھا جہاں جنت الماویٰ ہے۔ یعنی موافات منظور ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جبرائیل جب رسولؐ اللہ سے سدرۃ المنتہیٰ پر جدا ہوا تو آپؐ نے ایک دفعہ پھر اسے اسی مقام پر دیکھا۔ آپؐ نے اپنی مبارک آنکھوں سے اللہ کی بہت بڑی آیتوں اور نشانیوں کا مشاہدہ کیا۔ پھر امام محمد باقر علیہ السلام نے سدرۃ المنتہیٰ اور اس کی تہوں کی تعریف بیان کی کہ سدرۃ المنتہیٰ کی موٹائی اس دنیا کے دنوں کے اعتبار سے ایک

صدی کے سفر جتنی ہے اور اس کی ایک تہہ پوری دنیا کو ڈھانپ لیتی ہے اور پروردگارِ عالم کے کچھ ایسے فرشتے ہیں کہ جو زمین کے نباتات مثلاً درخت کھجور وغیرہ پر متعین ہیں اور دنیا میں کوئی درخت یا جھاڑی ایسی نہیں مگر یہ کہ اس کے ساتھ ایک فرشتہ ہے جو اس درخت اور اس کے وزن کی حفاظت کرتا ہے۔ اگر یوں نہ ہوتا تو درخت کے میوے کو درندے اور کیڑے مکوڑے کھا جاتے۔ یہی سبب ہے کہ رسولؐ اللہ نے میوہ دار درخت یا جھاڑی کے نیچے پیشاب پاخانہ سے منع فرمایا، کیونکہ وہاں فرشتے موجود ہوتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ انسان کو میوہ دار درخت اور جھاڑی سے انسیت ہوتی ہے، کیونکہ یہاں خدا کے فرشتے موجود ہوتے ہیں۔

سوال: حمران کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝

''کہ پھر وہ نزدیک ہوا، اور زیادہ نزدیک تر تو پھر یہاں تک کہ اس کا فاصلہ دو کمانوں جتنا تھا یا اس سے کم تر۔'' (سورۃ:53، النجم، آیت: 8 تا 10)

جواب: آپؑ نے فرمایا: حضرت محمدؐ اللہ تعالیٰ کے اتنا نزدیک ہوئے کہ خداوند تعالیٰ اور رسول اکرمؐ کے درمیان فقط لولوء کے ایک محل کہ جس میں سنہری زرین فرش بچھا تھا کہ جو چمک رہا تھا وہاں آپؐ نے ایک چہرۂ مبارک دیکھا۔ آپؐ سے پوچھا گیا اے محمدؐ آپ اس چہرے کو جانتے ہو؟ آپؐ نے فرمایا: جی ہاں! یہ میرے بھائی علی ابنِ ابی طالبؑ کی تصویر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی نازل ہوئی کہ آپؐ اپنی دخترِ گرامی حضرت فاطمۃ الزہراؑ کی شادی حضرت علیؑ سے کر دیں اور آپؐ کو اپنا جانشین مقرر کریں۔

سوال: علی بن اسباط ایک اور راوی ایک مرفوعہ حدیث میں امام محمدؑ باقر علیہ السلام

سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ کی بارگاہ میں عرض کیا: لوگ گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ لکھنا اور پڑھنا نہیں جانتے تھے۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ اللہ ان پر لعنت کرے۔ یہ کیسے ممکن ہے جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ کی شان میں فرماتے ہیں:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ (سورۃ:62، الجمعۃ، آیت:2)

"خدا وہ ہے کہ جس نے انہی میں سے ایک رسولؐ بھیجا جو ان پر اللہ کی آیتیں پڑھتا ہے، ان کو پاک و پاکیزہ بناتا ہے اور انہیں کتاب (قرآن) اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے جو واضح گمراہی میں تھے۔"

یہ کیسے ممکن ہے جو خود لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو وہ پوری دنیا کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے۔

راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا کہ پھر کیا سبب ہے کہ آپؐ کو اُمّی پیغمبر کہا گیا؟

آپؑ نے فرمایا: یہ عقب مکہ سے نسبت کی وجہ سے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ

"تاکہ آپؐ ام القریٰ اور اس کے ارد گرد رہنے والوں کو خدا کا خوف دلائیں۔" (سورۃ:6، الانعام، آیت:92)

سوال: جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا آپؑ میرے لیے رسول اللہؐ کے شمائل مبارک بیان کریں۔

جواب: آپؑ نے فرمایا: پیغمبر اسلامؐ کا رنگ مبارک سفید تھا سرخی مائل، سیاہ موٹی آنکھیں، گھنے آبرو، خوبصورت ہاتھ، مضبوط انگلیاں اور درخشاں سونے کی طرح دو

کاندھوں کی ہڈیاں مضبوط۔ آپ جب کسی کی طرف دیکھتے تو پورے وجود کے ساتھ اس کے طرف متوجہ ہوتے۔ اور یہ آپ کی خوش اخلاقی اور مہربانی کے سبب تھا۔ آپ کی گردن مبارک سفیدی اور خوبصورتی کے سبب چاندی کی طرح چمکتی تھی، لمبی خوبصورت ناک کہ پانی پیتے ہوئے محسوس ہوتا تھا کہ وہ پانی سے قریب تر ہے۔ پیدل چلتے ہوئے مضبوط قدم اُٹھاتے تھے جیسے کہ کوئی آدمی بلندی سے نیچے آرہا ہو۔ آپؐ جیسا حسین نہ کبھی آپ سے پہلے آیا نہ آپ کے بعد اور نہ کبھی قیامت تک آسکے گا۔

سوال: زرارہؓ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نماز، دیعت، میراث وغیرہ کے متعلق پوچھا۔

جواب: آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کا حکم اپنے پیغمبر کے ذمے لگا دیا تھا۔

سوال: ابوبصیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا:

اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ

"جب آپ رسول اللہؐ کے ساتھ صیغہ راز (نجویٰ) کرنا چاہیں تو اس سے پہلے خدا کی راہ میں صدقات دے دیں۔" (سورۃ:58، المجادلۃ، آیت:12)

جواب: آپؑ نے فرمایا: حضرت علیؑ نے پیغمبر اکرمؐ سے نجویٰ سے پہلے صدقہ دیا۔ اُس وقت اس آیت کریمہ کے ساتھ ایک اور آیت بھی نازل ہوئی:

ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ

"کیا آپ ڈر گئے کہ غریب ہو جائیں کہ آپ نے نجویٰ سے پہلے صدقہ نہ دیا؟" (سورۃ:58، المجادلۃ، آیت:13)

سوال: سلیمان ابنِ خالد کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا کہ

اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّیْطٰنِ

''نجویٰ شیطان کی طرف سے ہے۔'' (سورۃ:58،المجادلۃ،آیت:10)

جواب: آپؑ نے فرمایا: یہاں مقصد دوسرا ہے۔ میں نے اس آیت کے متعلق پوچھا:

مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَۃٍ

''کبھی تین آدمی آپس میں نجویٰ (خفیہ گفتگو) نہیں کرتے (مگر یہ کہ ان کا چوتھا اللہ تعالیٰ ہے)۔'' (سورۃ:58،المجادلۃ،آیت:7)

آپؑ نے فرمایا: اس سے مقصد فلاں فلاں ہیں اور فلاں کا باپ ان کا امین تھا۔ جب وہ جمع ہوئے اور کعبہ میں داخل ہوئے اور اپنے درمیان ایک عہد نامہ لکھا کہ جب آپؐ اس دنیا سے چلے جائیں گے تو ہماری یہ کوشش ہوگی کہ خلافت آپؐ کے اہل بیت کو نہ ملے۔

سوال: عبداللہ بن ولید سمان کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے مجھ سے فرمایا: اے عبداللہ! حضرت علیؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں شیعوں کا کیا نظریہ ہے؟

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں، ان کے کون سے حالات کے متعلق آپ پوچھ رہے ہیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ان کے علم و دانش کے متعلق پوچھ رہا ہوں۔ جہاں تک ان کی فضیلت کا تعلق تو وہ برابر ہیں۔

سوال: میں نے عرض کیا: قربان جاؤں، ان کے متعلق کیا کہنا مناسب ہے۔

جواب: آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم، حضرت علیؑ ان دونوں سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا: اے عبداللہ! کیا اس بات میں شک ہے کہ امیر المومنین علیؑ کے پاس ان تمام چیزوں کا علم ہے جس کا علم رسولؐ اللہ کو تھا۔

میں نے عرض کیا: بے شک۔

آپؑ نے فرمایا: ان کے ساتھ بحث و مباحثہ کرو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کے لیے فرمایا:

وَکَتَبْنَا لَہٗ فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ (سورۃ:7،الاعراف،آیت:145)

''کہ ہم نے موسیٰ کے لیے تختیوں پر ہر موضوع کا علم لکھا۔''

یہاں سے معلوم ہوا کہ ان کے لیے ہر چیز کا حکم بیان نہیں کیا گیا تھا بلکہ ہر شے میں سے تھوڑا بہت علم بیان کیا گیا) جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کے لیے فرمایا:

وَجِئْنَا بِکَ شَہِیْدًا عَلٰی ہٰٓؤُلَآءِ ط وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ

''اور ہم نے تمہیں ان سب پر گواہ قرار دیا اور ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی جس میں ہر چیز کا پورا پورا بیان ہے۔'' (سورۃ:16،النحل،آیت:89)

سوال: ابوحمزہ ثمالیؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا:

ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ ہٰذَآ اَوْ بَدِّلْہُ ط (سورۃ:10،یونس،آیت:15)

''اس قرآن کے علاوہ ایک قرآن لاؤ یا پھر اس کو تبدیل کردو۔''

جواب: آپؑ نے فرمایا: یہ پیغمبر خدا کے پس پشت خدا کے دشمنوں کا حملہ ہے چونکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کا یہ قول پسند نہیں کرے گا کہ مولا علیؑ کے علاوہ کسی اور کو امامت کا عہدہ دیا جائے یا اس کے بدلے کوئی اور امام مقرر کیا جائے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کے نظریے کو رد کرتے ہوئے فرمایا: ''اے رسولؐ! کہہ دیجئے مجھے یہ حق نہیں دیا گیا کہ اپنی جانب سے خدا کا حکم تبدیل کردوں۔ (یعنی امیر المومنین علیؑ)

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ (سورۃ:46،الاحقاف،آیت:9)

"میں تو فقط اس کی پیروی کرتا ہوں جو خدا کی طرف سے مجھ پر وحی ہوتی ہے۔"

یعنی میرے رب کی طرف سے علیؑ کے متعلق جو حکم ہوا ہے۔ یہ آیت کریمہ خدا کے اس فرمان کی تشریح ہے:

ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ط (سورۃ:10، یونس، آیت:15)

"اس قرآنؐ کے علاوہ ایک قرآن لاؤ یا پھر اس کو تبدیل کردو۔"

سوال: جابر کہتے ہیں میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق پوچھا:

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝

"اپنی نماز کو زیادہ بلند یا پھر بالکل آہستہ آواز سے نہ پڑھو بلکہ ان دو کا درمیانی راستہ انتخاب کرو۔" (سورۃ:17، الاسراء/بنی اسرائیل، آیت:110)

جواب: آپؑ نے فرمایا: علیؑ کی ولایت ہی نماز ہے۔ مقصد یہ تھا کہ جب تک ہم تمہیں حکم نہ دیں اس وقت تک حکم ولایت کو بلند آواز سے بیان نہ کریں۔ یہ مفہوم ہے اس آیت کا "کہ اپنی نماز کو زیادہ بلند آواز سے نہ پڑھو اور نہ ہی آہستہ آواز سے۔" یعنی حضرت علیؑ کی امامت کو چھپانا بھی نہیں ہے۔ اور یہ کہ ہم نے آپ کی وجہ سے علیؑ کو عظمت عطا کی۔ اور یہ "کہ ان دو کا درمیانی راستہ انتخاب کرو۔" کہ مجھ سے پوچھو کہ تمہیں ولایت علیؑ کو ظاہر کرنے کا حکم دوں۔ اور اس کام کی اجازت غدیر خم کے دن دی گئی اور اس دن آپؐ کا فرمان یہ تھا کہ پروردگار! جس کسی کا میں مولا ہوں اس کا یہ علیؑ مولا ہے۔ خدایا! اس سے محبت کر جو علیؑ سے محبت کرے اور تو اسے دشمن رکھ جو علیؑ سے دشمنی کرے۔

علامہ مجلسیؒ اس حدیث مبارکہ کے متعلق کہتے ہیں۔ چونکہ مکمل نماز سوائے مولا علیؑ اور ان جیسی ہستیوں سے کسی اور سے ادا نہیں ہوئی۔ اسی سبب نماز کے آثار ان کی ذات

میں ظاہر ہوئے۔ گویا آپؑ خود نمازی تھے، چونکہ نماز کی قبولیت میں علیؑ کی ولایت شرط ہے اور آپ کی ولایت و امامت کے اقرار کے بغیر نماز صحیح نہیں کیونکہ آپ نماز کی دعوت دینے والے اور نماز کی تعلیم دینے والے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ قرآن کریم میں جہاں کہیں نماز کا ذکر ہوا اس کی باطنی تفسیر اور تحویل مولا علیؑ کی ذات گرامی ہے۔

سوال: اسحاق بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کریمہ کے متعلق سوال کیا:

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ (سورۃ:17، الاسراء/بنی اسرائیل، آیت:26)

"اور رشتہ داروں (ذوالقربا) کو اپنا حق دو۔"

آپؑ نے فرمایا: ولایتِ علیؑ میں اسراف کرو۔

علامہ مجلسیؒ اس روایت کی اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ کے آغاز میں ہے:

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ (سورۃ:17، الاسراء/بنی اسرائیل، آیت:26)

"اور ہرگز اسراف اور تبذیر نہ کرو۔"

رسولؐ اللہ نے اس آیت کریمہ کے نازل ہونے پر باغِ فدک اپنی دختر گرامی حضرت فاطمۃ الزہراؑ کو عطا کر دیا۔ آیت کے درمیان میں فرمایا کہ اسراف نہ کرو یعنی اپنے مال کو معین شدہ مقامات کے علاوہ صرف نہ کرو۔

بنا بریں آیت کریمہ کا باطن شاید یوں بنے کہ مولا علیؑ کی ولایت کو دوسری جگہ نہ رکھو اور یہ بھی امکان ہے کہ مولا علیؑ کی شان میں غلو سے منع کیا گیا ہوتا کہ پیغمبر دوسرے لوگوں کو غلو سے منع کرے۔ جیسے کہ کلمہ الٰہی ہے "اگر آپ نے شرک کیا۔"

سوال: جابر کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝

"اور وہ لوگ جو خدا کے علاوہ کسی اور کو پکارتے ہیں کہ وہ بت جو کسی چیز کو خلق نہیں کر سکتے جبکہ وہ خود مخلوق ہیں وہ ایسے مردہ ہیں کہ جو زندگی سے خالی ہیں اور انھیں تنہا ہیں انہیں کب اُٹھایا جائے گا۔" (سورۃ:16، النحل، آیت:20 تا 21)

آپؑ نے فرمایا: جو غیر خدا کو پکارتے ہیں: "یعنی پہلے، دوسرے اور تیسرے کو رسولؐ اللہ نے اپنے فرمان میں فرمایا کہ علیؑ سے محبت کرو اور اس کی پیروی کرو۔ ان لوگوں نے رسولؐ کا فرمان جھٹلایا، کیونکہ یہ لوگ مولا علیؑ سے دشمنی رکھتے تھے اور آپؑ کے دل تب کے منکر ہیں اور لوگوں کو اپنی ولایت کی طرف بولتے ہیں اسی لیے اللہ نے ارشاد فرمایا: لوگو! جو خدا کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے ہیں۔ جبکہ خدا کا یہ فرمان کہ: "وہ کوئی چیز خلق نہیں کر سکتے۔" یعنی کسی چیز کی عبادت نہیں کرتے "اور وہ مخلوق ہیں" یعنی جبکہ وہ عبادت کرتے ہیں۔ "ایسے مردہ ہیں کہ جو زندگی سے خالی ہیں" یعنی بے ایمان کافر ہیں۔ "نہیں جانتے کہ کسی وقت انہیں اُٹھایا جائے گا" یعنی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ کیونکہ وہ مشرک ہیں "آپ کا معبود تو خدائے وحدہٗ لاشریک ہے۔" بے شک خدا ہی عبادت کے لائق ہے۔ جبکہ خدا کا یہ فرمان "اور وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے" یعنی رجعت اور اس کی حقانیت کو نہیں مانتے "ان کے دل حق سے منکر ہیں" یعنی ان کے دل کافر ہیں۔

وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝

"وہ اللہ کے حکم سے تکبر اور نافرنی کرتے ہیں۔" (سورۃ:16، النحل، آیت:22)

یعنی علیؑ کی ولایت و امامت کے حوالے سے تکبر کرتے ہیں۔

لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۝ (سورۃ:16، النحل، آیت:23)

"اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو عذاب کا وعدہ دیا بے شک اللہ کے ظاہر و باطن سے واقف ہے اور وہ تکبر کرنے والوں کو کبھی پسند نہیں کرتا۔"

یعنی وہ لوگ جو مولا علیؑ کی ولایت اور امامت کے متعلق تکبر کرتے ہیں۔

سوال ابوالمقدام کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: عام لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ تمام لوگوں نے خلیفہ اوّل کی بیعت کر لی تھی لہٰذا یہ بیعت خدا کی رضا کا باعث ہوئی اور خدا نہیں چاہتا کہ حضرت محمدؐ کی امت ان کے بعد فتنے میں پڑ جائے۔

جواب امامؑ نے فرمایا: کیا ان لوگوں نے خدا کی کتاب نہیں پڑھی؟ جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ (سورۃ:3، آل عمران، آیت:144)

"محمدؐ فقط اللہ کے رسول ہیں اس سے پہلے بھی اللہ کے رسول آئے اگر فوت ہو جائے یا قتل ہو جائے تو پھر تم لوگ واپس پلٹ جاؤ گے۔"

میں نے عرض کیا: وہ لوگ اس آیت کی دوسری تفسیر بیان کرتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: کیا یہ سچ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ گزشتہ امتوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ انھوں نے واضح دلیلوں اور روشن براہین کے باوجود آپس میں اختلاف کیا؟

جیسا کہ قرآن میں ہے "اور ہم نے عیسیٰؑ کو واضح نشانیاں دیں اور روح القدس کے ذریعے ان کی مدد کی...... جبکہ بعض لوگ ان پر ایمان لے آئے اور بعض نے انکار کیا۔"

یہی آیت اس بات پر بہترین دلیل ہے کہ پیغمبر اکرمؐ کے اصحاب میں بھی آپؐ

کے بعد اختلاف پیدا ہوا کہ ان میں سے بعض ایمان لے آئے اور بعض نے انکار کیا۔

سرکار علامہ مجلسیؒ اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ آیت کریمہ یوں ہے:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝

''ان میں سے بعض رسولوں کو دیگر سے افضل بنایا۔ ان میں سے بعض کے ساتھ اللہ نے کلام کیا اور بعض کو بلند مقام عطا کیا اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰؑ کو واضح نشانیاں دیں اور روح القدس کے ذریعے اس کی مدد کی (ان کے یہ فضائل بھی امت کے اختلاف ختم نہ کر سکے) اور اگر خدا چاہتا تو وہ لوگ جو ان کے بعد تھے وہ اتنی واضح دلیلوں کے بعد آپس میں جنگ و جدال نہ کرتے لیکن اُمتیں تھیں کہ جنہوں نے آپس میں اختلاف کیا۔ کچھ ایمان لے آئے اور کچھ کافر ہو گئے اور اگر خدا چاہتا تو یہ آپس میں نہ لڑتے لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اپنی حکمت سے انجام دیتا ہے۔'' (سورۃ:2، البقرہ، آیت:253)

اس آیتِ کریمہ سے دلیل قائم کرنے کے دو طریقے ہیں (۱) یہ آیت کریمہ پیغمبر اکرمؐ کی امت کو بھی شامل ہے (۲) متواتر احادیث جو رسولؐ اللہ سے ہم تک پہنچی ہیں ان کو اگر اس آیت کے ساتھ رکھا جائے کہ آپؐ نے فرمایا کہ جو کچھ گزشتہ امتوں کے ساتھ ہوا وہی میری امت پر بھی واقع ہوگا اور یہ بھی احتمال ہے کہ مقصد یہ ہو کہ اس امر کا

امت مسلمین میں واقع ہونا بعید نہیں جیسا کہ ظاہری طور پر سمجھ میں آتا ہے۔

علامہ مجلسیؒ ایک اور مقام پر کہتے ہیں کہ وہ لوگ اس آیت کریمہ کی دوسری تفسیر کرتے ہیں یعنی وہ کہتے ہیں کہ یہ کلام سوالیہ انداز میں ہے جو اس کام کے وقوع پر دلالت نہیں کرتا اور آپؑ کا مقصد یہ تھا کہ بیان کریں کہ اللہ تعالیٰ نے اس فرمان کے ذریعے جو کچھ رسول اکرمؐ کے بعد ہونا تھا اس کی طرف اشارہ کیا اور یہ سوالیہ انداز سے منافات نہیں رکھتا بلکہ اس مقام پر مجازات اور بدلے کی دھمکی دی گئی اور اللہ کا یہ فرمان کہ اگر وہ مرتد اور کافر ہو جائیں تو خدا کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ اس سے بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جانتے تھے کہ یہ اعمال ان سے سرزد ہوں گے اور چونکہ سوال کرنے والا ان اسباب سے غافل تھا اور یہ اسباب مخالف بحث کے وقت واضح نہیں تھے اسی لیے امامؑ نے ان امور سے صرف نظر فرمایا اور دوسری آیتِ کریمہ کو دلیل قرار دیا۔ خدا کا یہ فرمان ہے کہ:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝

''ان میں سے بعض رسولوں کو بعض دیگر سے افضل بنایا، ان میں سے بعض کے ساتھ اللہ نے کلام کیا اور بعض کو بلند مقام عطا کیا اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰؑ کو واضح نشانیاں دیں اور روح القدس کے ذریعے اس کی مدد کی (ان کے یہ فضائل بھی امت کے اختلاف ختم نہ کر سکے) اور اگر خدا چاہتا تو وہ لوگ

جوان کے بعد تھے وہ اتنی واضح دلیلوں کے بعد آپس میں جنگ و جدال نہ کرتے لیکن اُمتیں تھیں کہ جنہوں نے آپس میں اختلاف کیا، کچھ ایمان لے آئے اور کچھ کافر ہو گئے اور اگر خدا چاہتا تو یہ آپس میں نہ لڑتے لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اپنی حکمت سے انجام دیتا ہے۔'' (سورۃ 2، البقرہ، آیت:253)

سوال: ابو مالک اسدی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ

''اور بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس کی پیروی کرو اور متفرق راستوں کی پیروی نہ کرو۔'' (سورۃ:6، الانعام، آیت:153

جواب: راوی کہتے ہیں کہ امامؑ نے اپنے بائیں ہاتھ کو کھولا پھر اپنے دائیں ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر گول دائرہ کی طرح رکھا پھر فرمایا: ہم خدا کا سیدھا راستہ ہیں تمہیں چاہیے کہ اس کی پیروی کرو اور دوسرے راستوں کی پیروی نہ کرو تا کہ تم خدا کی راہ سے دائیں بائیں منحرف نہ ہو جاؤ پھر اپنے مبارک ہاتھوں سے سیدھی لکیر کھینچی۔

سوال: جابر کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کس دلیل سے لوگوں کو پیغمبر اور امامؑ کی ضرورت ہے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: دنیا اپنی بہتری پر قائم ہے کیونکہ اگر روئے زمین پر کوئی پیغمبر اور امام موجود ہو تو اللہ تعالیٰ اہلِ زمین سے اپنا عذاب اُٹھا لیتا ہے جیسا کہ قرآنِ حکیم میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۭ

''اے پیغمبرؐ جب تک آپ درمیان میں ہیں اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں کرے گا۔'' (سورہ:8، الانفال، آیت:33)

اسی لیے پیغمبرِ اسلامؐ نے فرمایا: ستارے اہل آسمان کے لیے سلامتی اور امن کی نشانی ہیں جبکہ میرے اہلِ بیتؑ اہلِ زمین کے لیے امن و سلامتی ہیں۔ اگر آسمان سے ستارے غائب ہو جائیں تو اہلِ آسمان پر مصیبت نازل ہو۔ اسی طرح اگر میرے اہلِ بیتؑ روئے زمین سے چلے جائیں تو اہلِ زمین پر مصائب اور تکالیف نازل ہوں گی۔ پیغمبرِ اسلامؐ کی اہلِ بیتؑ سے مراد وہی آئمہ معصومینؑ ہیں کہ جن کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے ساتھ ساتھ بیان کیا۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ (سورہ:3، النساء، آیت:59)

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔''

یہ وہ معصوم اور پاکیزہ پیشوا ہیں کہ جو گناہ اور نسیان کے قریب نہیں جاتے۔ وہ خدا کی طرف سے تائید شدہ، کامیاب اور خدا کی حمایت یافتہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہی کے وجود مقدس کے سبب اہلِ زمین کے لیے روزی دیتا ہے، انہی کے سبب شہروں کو شاد و آباد رکھتا ہے اور انہی کے صدقے آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے، انہی کی برکت سے زمین سے نعمتیں نکلتی ہیں اور ان کے سبب ہی گناہ گاروں کو مہلت دی جاتی ہے اور ان پر عذاب و عتاب میں جلدی نہیں کی جاتی۔ روح القدس ہمیشہ ان کے ساتھ ہوتا ہے اور ایک لحظہ کے لیے بھی نہ روح القدس ان سے جدا ہوتا ہے اور نہ وہ روح القدس سے جدا ہوتے ہیں اور نہ وہ قرآن کریم سے جدا ہوتے ہیں اور نہ قرآن کریم ان سے جدا ہوتا ہے۔ ان سب پر خدا کی طرف سے درود و سلام ہو۔

سوال: محمد ابنِ مسلم کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق پوچھا:

اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ (سورہ:13، الرعد، آیت:7)

"کہ آپؐ فقط ڈرانے والے ہیں جبکہ ہر قوم کے لیے ہدایت کرنے والا ہے۔"

جواب: آپؑ نے فرمایا: لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے ہر دور میں اپنے دور کے انسانوں کا ہادی ہے۔

سوال: برید عجلی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا:

اِنَّمَآ اَنۡتَ مُنۡذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوۡمٍ هَادٍ ○ (سورہ:13، الرعد، آیت:7)

"کہ آپؐ فقط ڈرانے والے ہیں جبکہ ہر قوم کے لیے ھادی مقرر ہے۔"

جواب: آپؑ نے فرمایا: ڈرانے والے سے مراد رسول اللہؐ ہیں، جبکہ ہدایت کرنے والے امیر المومنین علیؑ ہیں جبکہ خاندانِ اہل بیتؑ میں ایک امام ہوتا ہے جو لوگوں کو رسولؐ اللہ کے دین اور شریعت کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

سوال 78: یزید قناسی کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: جس وقت حضرت عیسیٰ بن مریمؑ اپنے گہوارے میں لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے تو کیا وہ اپنے زمانے کے لوگوں پر حجت خدا تھے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: اس روز آپ پیغمبر اور خدا کی حجت تھے لیکن ابھی رسالت کے مقام پر فائز نہیں ہوئے تھے کیا ہم نے ان کا یہ فرمان نہیں سنا:

اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰنِیَ الۡكِتٰبَ وَجَعَلَنِیۡ نَبِیًّا ○ وَّجَعَلَنِیۡ مُبٰرَكًا
اَیۡنَ مَا كُنۡتُ وَاَوۡصٰنِیۡ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمۡتُ حَیًّا ○

"میں خدا کا بندہ ہوں، مجھے آسمانی کتاب عطا کی گئی اور پیغمبر بنایا گیا، اللہ نے مجھے بابرکت وجود عطا کیا میں جہاں کہیں بھی ہوں میں جب تک زندہ ہوں اللہ نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کی وصیت کی ہے۔" (سورہ:19، مریم، آیت:30 تا 31)

میں نے عرض کیا: جس وقت وہ پنگھوڑے میں تھے تو وہ حضرت زکریاؑ پر بھی خدا کی حجت تھے؟

آپؑ نے فرمایا: حضرت عیسیٰؑ اس وقت لوگوں کے لیے خدا کی آیت اور نشانی تھے اور حضرت مریمؑ کے لیے خدا کی رحمت تھے کہ جب آپؑ نے گہوارے میں گفتگو کی اور اپنی والدہ گرامی کی عصمت کا دفاع کیا۔ وہ ان سب لوگوں کے لیے پیغمبر حجت تھے جو اس وقت ان کی گفتگو سن رہے تھے۔ اس کے بعد آپؑ خاموش ہو گئے، یہاں تک کہ آپؑ نے دو سال تک کوئی گفتگو نہیں کی۔ اس طرح حضرت زکریاؑ لوگوں پر خدا کی حجت تھے۔ اس کے بعد حضرت زکریاؑ انتقال فرما گئے اور آپؑ کے بیٹے حضرت یحییٰؑ (جبکہ آپ معصوم بچے تھے) نے اپنے والد سے ورثہ میں کتاب اور حکمت پائی جیسا کہ قرآن حکیم میں ہے:

یٰیَحۡیٰی خُذِ الۡكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَ اٰتَیۡنٰهُ الۡحُكۡمَ صَبِیًّا ○

"اے یحییٰ! اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے تھام لو اور ہم نے اسے بچپنے میں نبوت عطا کی۔" (سورہ:19، مریم، آیت:12)

جب حضرت عیسیٰؑ کی عمر سات سال ہوئی تو آپؑ نے نبوت اور رسالت سے گفتگو کی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل کی تب عیسیٰؑ حضرت یحییٰؑ اور سب انسانوں پر حجت خدا قرار پائے۔

اے ابو خالد! جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو خلق کیا اور انہیں زمین پر ساکن کیا، زمین ایک دن کے لیے بھی حجتِ خدا سے خالی نہ رہی۔

سوال: سدیر کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: کیا اللہ تعالیٰ مومن کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: کیا مومن کے علاوہ بھی کوئی مصیبت میں مبتلا ہو سکتا ہے؟ یہاں تک کہ مومن آلِ یاسین (حبیب نجار) نے کہا:

یٰلَیۡتَ قَوۡمِیۡ یَعۡلَمُوۡنَ ○

''اے کاش! میری قوم کو پتہ ہوتا۔'' (سورہ:36،یٰسٓ،آیت:26)

اسے مکتع کی بیماری تھی۔ میں نے عرض کیا: مکتع کسے کہتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: وہ جذام کی بیماری میں مبتلا تھے۔

سوال: حمران بن اعین کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیتِ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَرُوْحٌ مِّنْهُ ز

''اور ایک روح اس کی طرف سے۔'' (سورہ:4،النساء،آیت:171)

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ یہ وہ روح تھی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے خلق کیا تھا حضرت آدمؑ اور حضرت عیسیٰؑ میں۔

سوال: حضرت ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیتِ کریمہ کی تفصیل معلوم کی:

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝

''اور ان لوگوں کے لیے اس قصبے (انطاکیہ) کی مثال بیان کریں جب خدا کے رسول ان کے پاس آئے.....'' (سورہ:36،یٰسٓ،آیت:13)

ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے خدا کے رسول ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انطاکیہ شہر کے لوگوں کی ہدایت کے لیے دو پیغمبروں کو بھیجا۔ انہوں نے لوگوں کو تعلیم دینے کی کوشش کی لیکن لوگوں نے ان کے ساتھ برا سلوک کیا اور ان دو رسولوں کو گرفتار کیا اور ایک بت خانے میں قید کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ایک اور رسول کو بھیجا۔ وہ شہر میں داخل ہوئے اور فرمایا: مجھے بادشاہ کے دربار کا راستہ بتائیں۔ جب بادشاہ کے دروازہ پر پہنچے تو فرمانے لگے: میں ایک اور زمین پر عبادت کیا کرتا تھا اب چاہتا ہوں کہ بادشاہ کے خدا کی

عبادت کروں۔ درباریوں نے ان کی باتیں بادشاہ کو بتا دیں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کو بت خانے میں لے کر آؤ لہٰذا اسے بت خانے میں لایا گیا اور وہ ایک سال کی مدت تک اپنے دو دوستوں (رسولوں) کے ہمراہ وہاں ٹھہرا رہا اور پھر ان دو پیغمبروں سے کہنے لگا: اس طرح حکمت و تدبیر سے لوگوں کو اپنے باطل دین سے خدا کے دین کی طرف لایا جاتا ہے نہ کہ سختی سے۔ کیا تم لوگوں نے ان کے ساتھ نرم گفتگو نہیں کی تھی؟ اس کے بعد ان سے کہا: آپ دونوں یوں ظاہر کریں کہ آپ مجھے نہیں جانتے۔ اس کے بعد وہ بادشاہ کے دربار میں گیا۔ بادشاہ کہنے لگا مجھے بتایا گیا ہے کہ تو ہمیشہ میرے خدا کی عبادت کرتا ہے تم میرے بھائی ہو کوئی پریشانی ہو تو مجھے بتاؤ۔

یہ پیغمبر فرمانے لگے: بادشاہ سلامت مجھے تو کوئی مشکل نہیں لیکن میں نے بت خانے میں قیدیوں کو دیکھا، آخر ان بچاروں کا کیا قصور ہے؟

بادشاہ کہنے لگا: وہ دو مرد آئے تھے تاکہ مجھے اپنے دین سے گمراہ کریں اور آسمان والے خدا کی طرف دعوت دیں۔

کہنے لگے: بادشاہ سلامت! اگر آپ انہیں دربار میں بلائیں تاکہ ان سے مناظرہ کریں تو بہت اچھا ہوگا۔ اگر وہ حق پہ ہوئے تو ہم ان کی بات مان لیں گے اور اگر ہم حق پر ہوئے تو وہ ہمارے دین کو قبول کریں گے اور ہمارے قوانین ان پر بھی جاری ہوں گے۔ بادشاہ نے ایک قاصد بھیجا۔ جو ان دو پیغمبروں کو دربار میں لایا۔ جب وہ بادشاہ کے دربار میں داخل ہوئے تو اس رسول نے پوچھا آپ لوگ کیوں آئے ہو۔ وہ دونوں رسول کہنے لگے: ہم اس لیے آئے ہیں کہ لوگوں کو اللہ کی عبادت کی دعوت دیں، وہ جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا، وہ جو چاہتا ہے ماں کے پیٹ میں خلق کرتا ہے اور ان کی تقدیر بناتا ہے اور جو درختوں کو پیدا کرتا ہے اور آسمان سے بارش برساتا ہے۔ تیسرے رسول نے ان دونوں سے پوچھا تم دونوں جس خدا کی بات کر رہے ہو کیا

تمہارا خدا یہ قدرت رکھتا ہے کہ کسی اندھے کو آنکھیں دے دے؟ تو وہ کہنے لگے: بے شک اگر ہم اس کی بارگاہ میں التجا کریں تو وہ چاہے تو نابینا کو آنکھیں دے سکتا ہے۔

تیسرے رسول کہنے لگے: بادشاہ سلامت حکم دیں کہ کسی نابینا اندھے کو جو بالکل ہمیں دیکھ نہ سکتا ہو اسے دربار میں لایا جائے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا کو لایا گیا اور ان دونوں پیغمبروں سے کہا کہ آپ دعا کریں تاکہ ہم دیکھیں یہ کس طرح تمہارا خدا اس اندھے کو آنکھیں دیتا ہے۔ وہ دونوں رسول کھڑے ہو گئے، انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی پھر اسی وقت اندھے نے آنکھیں کھولیں اور آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ کہنے لگے: بادشاہ سلامت! ایک اور نابینا کو دربار میں لانے کا حکم دیجئے تو ایک اور نابینا دربار میں لایا گیا۔ انہوں نے سجدہ کیا اور سر مبارک سجدے سے اُٹھایا تو دیکھا کہ دوسرا نابینا بھی دیکھنے لگا۔ کہنے لگا: بادشاہ سلامت ہم نے ان سے ایک دلیل اور حجت طلب کی تو وہ دو دلیلیں اور حجت لے آئے۔ اب حکم دیجئے کہ ایک لنگڑے کو لایا جائے۔

بادشاہ کے حکم سے لنگڑے کو دربار میں لایا گیا۔ کہنے لگے: اب ان کے لیے دعا کیجئے۔ انہوں نے نماز پڑھی اور خدا سے دعا کی، اچانک لنگڑا شخص تندرست ہو گیا اور اپنے پیروں پر چلنے لگا۔ کہنے لگے: بادشاہ سلامت حکم دیجئے تاکہ دوسرے لنگڑے اپاہج شخص کو لایا جائے، دوسرا لنگڑا اپاہج شخص لایا گیا۔ ان دونوں انبیاء نے نماز پڑھی اور دعا کی تو وہ دوسرا لنگڑا شخص چلنے لگا۔ اس موقعہ پر وہ کہنے لگے: بادشاہ سلامت ہم نے ان سے دلیل مانگی اور وہ ہمارے مطالبے پر دو دلیلیں لے کر آئے اور ہم نے اپنی آنکھوں سے دو نابینا کو بینا اور دو اپاہج لنگڑوں کو چلتے پھرتے دیکھا۔

اگر اس کے علاوہ کوئی چیز رہ گئی ہو تو یہ اسے انجام دیں تو مجبوراً آپ کو ان کا دین برحق مانتے ہوئے اسے اپنانا ہوگا۔

بادشاہ سلامت! میں نے سنا ہے کہ آپ کا اکلوتا بیٹا فوت ہو چکا ہے۔ اگر ان کا رب آپ کے بیٹے کو زندہ کر دے تو میں ان کے ہمراہ ان کے دین کو قبول کر لوں گا۔

بادشاہ نے کہا: ایسی صورت میں تو میں خود بھی ان کے دین کو قبول کر لوں گا۔

اس کے بعد تیسرے رسولؑ نے اپنے دونوں ساتھیوں کی جانب دیکھ کر کہا: ابھی فقط ایک کام رہ گیا ہے وہ یہ کہ بادشاہ سلامت کا اکلوتا بیٹا جو فوت ہو چکا ہے، اپنے خدا سے دعا کیجئے اسے زندگی عطا ہو۔

اسی وقت دونوں انبیائے کرامؑ بارگاہِ رب العزت میں سجدہ ریز ہو گئے اور طویل سجدہ کیا پھر سجدے سے سر اُٹھا کر بادشاہ سے کہنے لگے: کسی کو بیٹے کی قبر پہ بھیجیں، ان شاء اللہ وہ قبر سے زندہ ہو کر اُٹھا ہو گا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ لوگ بادشاہ کے بیٹے کی قبر کی جانب روانہ ہوئے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ قبر سے اس عالم میں باہر نکلا ہے کہ اس کے سر سے خاک گر رہی تھی۔ اسے بادشاہ کے پاس لایا گیا۔ اس نے بیٹے کو پہچان کر کہا: اے میرے بیٹے! آپ کا کیا حال ہے؟

کہنے لگا: بابا میں مر چکا تھا، اس وقت دیکھا کہ میرے پروردگار کی بارگاہ میں دو آدمیوں نے سجدہ ریز ہو کر درخواست کی کہ مجھے زندگی عطا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کے صدقے مجھے زندگی دی۔

بادشاہ کہنے لگا: بیٹے! اگر ان دو آدمیوں کو دیکھو تو پہچان گے؟

کہا: جی ہاں! سب لوگ صحرا میں جمع ہو چکے تھے۔ بادشاہ کا بیٹا اپنے باپ کے ہمراہ لوگوں کی بھیڑ میں چل رہا تھا۔ باپ پوچھ رہا تھا بتاؤ یہ تھے؟ کہا: نہیں۔ بادشاہ کے بیٹے نے جیسے ہی لوگوں کے اژدھام میں ان انبیائے کرامؑ میں سے ایک کو دیکھا، چلاّ کر کہنے لگا: بابا یہی ہے۔ پھر دوسرے کو بھی دور سے پہچانا۔

تب تیسرے پیغمبرؑ نے کہا: میں آپؑ کے پروردگار پر ایمان لے آیا ہوں اور میں سمجھ گیا کہ آپ کا پیغام برحق ہے۔

بادشاہ نے کہا: میں بھی آپ کے رب پر ایمان لے آیا۔ اس کے بعد اس ملک کے باشندوں نے بھی اسلام کا اعلان کیا۔

سوال: اسماعیل جعفی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: مغیرہ گمان کرتا ہے کہ حائضہ عورت پر جس طرح روزے کی قضا واجب ہے اسی طرح نماز کی قضا بھی واجب ہے۔

جواب: آپؑ نے فرمایا: اسے کیا ہوگیا ہے؟ خدا اسے ناکام کرے۔ قرآن حکیم کے مطابق عمران کی بیوی نے کہا تھا:

رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا

''پروردگار! جو میرے پیٹ میں بچہ ہے وہ میں نے تیری راہ میں نذر کیا ہے
کہ وہ تیرے گھر کا خدمتگار رہے۔'' (سورہ3، آل عمران، آیت:35)

اور جسے مسجد کے لیے نذر کیا جائے وہ ہرگز اس سے باہر نہیں نکل سکتا جیسے ہی ان کے ہاں مریمؑ کی ولادت ہوئی:

رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰى ط وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ج (سورہ3، آل عمران، آیت 36)

''خدایا میرے ہاں بچی پیدا ہوئی ہے جبکہ بیٹا بیٹی سے مختلف ہے۔''

جیسے ہی حضرت مریمؑ کی ولادت ہوئی۔ آپ اسے مسجد لے گئیں۔ جب جناب مریمؑ بالغہ ہوئیں تو انھیں مسجد سے نہ نکالا گیا تو ان کے پاس نمازیں قضا کرنے کا کونسا وقت رہ گیا جبکہ انھیں عمر بھر مسجد میں رہنا چاہیے تھا۔

سوال: ابوبصیر کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: کیا

عمران اللہ کے نبی تھے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: جی ہاں! آپ اپنی قوم کے لیے خدا کے پیغمبرؑ تھے، آپؑ کی بیوی کا نام حنہ تھا جبکہ حضرت زکریاؑ کی بیوی کا نام حنانہ تھا۔ یہ آپس میں بہنیں تھیں۔ حنہ کے گھر عمران کی بیٹی مریم متولد ہوئیں اور حنانہ کے گھر یحییٰؑ پیدا ہوئے اور حضرت مریم کے پاس عیسیٰ کی ولادت ہوئی جبکہ عیسیٰؑ کی خالہ زاد بہن کا بیٹا تھا جبکہ یحییٰ حضرت مریمؑ کی خالہ کا بیٹا تھا اور ماں کی خالہ خالہ کی طرح ہے۔

جواب 84: ابوحمزہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیتِ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَّ حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَكٰوةً ط (سورہ19، مریم، آیت:13)

''ہم نے یحییٰؑ کو اپنی خاص رحمت و محبت اور پاکیزگی عطا کی۔''

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہ خدا کی خاص عنایت و محبت ہے۔

سوال: میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کو حضرت یحییٰؑ سے کتنی محبت تھی؟

سوال: امامؑ نے فرمایا: اس حد تک کہ جب یحییٰ پکارتے تھے: یا رب! تو ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتے: لبیک اے یحییٰ!

سوال: سدیر کہتے ہیں: ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا:

فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

''وہ کہنے لگے پروردگارا ہمارے سفروں کے درمیان فاصلے بڑھا دے (تاکہ غریب لوگ سفر نہ کر سکیں اور اس طرح) انھوں نے اپنے اوپر ظلم کیا۔'' (سورہ34، سبا، آیت:19)

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہ وہ لوگ تھے جن کے دیہات ایک دوسرے سے متصل تھے

کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھتے تھے، ان میں چشمے بہتے تھے اور وہ سرمایہ دار تھے پھر انہوں نے خدا کی نعمتوں کا انکار کیا اور کفرانِ نعمت کے باعث خود کو بدلا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر خطرناک سیلاب بھیجا اور ان کے دیہاتوں کو برباد کیا اور ان کے گھروں کو خراب کیا اور ان کی ملکیت اور سرمایہ کو نابود کیا اور ان کے باغات کو اس طرح بدلا کہ ان میں کڑوے میوے، گز کے درخت اور تھوڑے سے سدر (بیر) کے درخت رہ گئے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق فرمایا:

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَ هَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝

''ان کے کفر کے باعث ہم نے انہیں ایسا بدلا دیا اور کفرانِ نعمت کرنے والوں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔'' (سورہ 34، سبا، آیت 17)

جواب: جابر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: قربان جاؤں عالم کے اس قول کے متعلق کیا فرمائیں گے:

اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ؕ (سورہ 27، نمل، آیت 40)

''آنکھ جھپکنے سے پہلے میں اسے آپ کے پاس لاؤں گا۔''

جواب: آپؑ نے فرمایا: اے جابرؓ! اللہ تعالیٰ نے اسمِ اعظم کے 73 حرف قرار دیئے ہیں۔ اس عالم (آصف بن برخیا) کے پاس فقط ایک حرف تھا۔ جیسے ہی اس نے وہ ایک حرف زبان پہ جاری کیا زمین سمٹ گئی یہاں تک کہ اس کے اور تختِ بلقیس کے درمیان چند قدم کا فاصلہ رہ گیا اور وہ ایک لحظہ میں تخت لے آیا اور ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے اسمِ اعظم کے 72 حروف ہیں، جبکہ اسمِ اعظم کا ایک حرف علمِ غیب ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

سوال: سدیرؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک یمنی باشندہ آیا۔ امامؑ اس سے یمن کے متعلق سوال کر رہے تھے اور وہ جواب دے

رہا تھا۔

امامؑ نے پوچھا: فلاں گھر کو پہچانتے ہو؟

عرض کیا: جی ہاں! میں نے اس گھر کو دیکھا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: کیا اس پتھر کو جو وہاں پڑا ہے، دیکھا ہے؟

یمنی نے عرض کیا: جی ہاں! دیکھا ہے۔ لیکن میں نے آج تک ایسا شخص نہیں دیکھا جو آپ سے بہتر شہروں کے بارے میں معلومات رکھتا ہو۔

جب یمنی شخص جانے کے ارادے سے کھڑا ہوا تو امام محمد باقر علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ابوالفضل! یہ وہی پتھر ہے کہ جب حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ غضبناک ہوئے تو الواح (تورات کی تختیاں) اس پر پھینکیں اور تورات کی جتنی تختیاں ٹوٹیں، اس پتھر پہ گریں۔ جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو مبعوث کیا۔ تختیاں اس کے حوالہ کیں اور یہ الواح (تورات کی تختیاں) اب ہمارے پاس ہیں۔

سوال: ابان ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ تلبیہ کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: کیونکہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے پروردگار کو اس طرح لبیک کہا تھا۔

سوال: راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ حضرت موسیٰؑ کتنی دیر اپنی والدہ سے دور رہے؟ یہاں تک کہ (دودھ پلانے کے لیے) اسے واپس ملے؟ میں نے عرض کیا: کیا ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے ماں باپ کی نسبت سے سگے بھائی تھے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا:

يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ (سورہ 20، طٰہٰ، آیت 94)

''اے اماں کے بیٹے! میری داڑھی اور سر سے نہ پکڑیں۔''

سوال: میں نے پوچھا: کون بڑے تھے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ہارونؑ بڑے تھے۔

سوال: میں نے عرض کیا: کیا دونوں پر وحی نازل ہوتی تھی؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: وحی حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوتی تھی، وہ حضرت ہارونؑ کو مطلع کرتے تھے۔

سوال: میں نے عرض کیا: کیا قضاوت اور حلال وحرام کے احکامات دونوں پر نازل ہوتے تھے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: حضرت موسیٰؑ اپنے رب سے مناجات فرماتے تھے اور علم کو رشتۂ تحریر میں لاتے تھے اور قوم بنی اسرائیل کے درمیان فیصلے کرتے تھے اور جب کبھی خدا سے مناجات کے لیے اپنی قوم سے جدا ہوتے تو حضرت ہارونؑ کو اپنا جانشین بناتے تھے۔

سوال: میں نے عرض کیا: کون پہلے اس دنیا سے گیا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: حضرت ہارونؑ، جناب موسیٰؑ سے پہلے فوت ہوئے جبکہ دونوں کی وفات تیہ کے مقام پر ہوئی۔

سوال: میں نے عرض کیا: کیا حضرت موسیٰؑ کی کوئی اولاد تھی؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: نہیں، حضرت ہارون کے فرزند تھے اور ان سے نسل آگے بڑھی۔

سوال 90: عبدالرحیم کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیتِ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَ كَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝

''اور ہم نے اس طرح سے ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین کے ملکوت دکھائے تاکہ وہ یقین والوں میں سے ہو جائے۔'' (سورہ:6، الانعام، آیت:75)

جواب: امامؑ نے فرمایا: اُن کے سامنے زمین و آسمان کے پردے ہٹائے گئے یہاں تک کہ اس میں جو کچھ تھا آپؑ نے دیکھا، اس طرح عرش اور اس کے اوپر جو کچھ تھا وہ بھی آپؑ نے دیکھا اسی طرح میرے نانا رسولؐ اللہ کو بھی زمین و آسمان کے ملکوت دکھائے گئے۔

سوال: زرارہؓ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِى الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا (سورہ:2، البقرہ، آیت:205)

''جب منہ موڑتے ہیں تو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔''

جواب: آپؑ نے فرمایا: نسل سے مراد اولاد ہے اور حرث سے مراد زمین ہے۔

جبکہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حرث زریت اور اولاد کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔

ابو بصیرؒ کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: کتنے ہی انسان اپنے حق سے ناآشنا ہوتے ہیں!

سوال: میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپؑ کو سلامت رکھے، کون سے حقوق؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: دیوار کے دو مالک تھے، اس دیوار کے نیچے ان کے لیے دو خزانے پوشیدہ تھے حالانکہ انہیں خود بھی علم نہ تھا (حضرت خضرؑ اور حضرت موسیٰؑ کے قصے میں) البتہ وہ خزانہ سونے چاندی پر مشتمل نہ تھا۔

سوال: میں نے عرض کیا: ان دو میں سے کون اس خزانے کا زیادہ حقدار تھا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ان میں سے جو بڑا تھا۔ ہم اس طرح سمجھتے ہیں۔

سوال: جابر جعفی کہتے ہیں: اہلِ شام میں سے ایک عالم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا میں آپؑ کی بارگاہ میں ایک سوال پوچھنے

کے لیے حاضر ہوا، کیونکہ مجھے اس کا صحیح جواب کہیں سے نہیں ملا، تین گروہوں سے میں نے یہ سوال پوچھا مگر ہر ایک نے مختلف جواب دیا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: سوال کریں۔

عرض کیا: یہ بتایئے کہ اللہ تعالیٰ کی پہلی مخلوق کون سی ہے؟ میں نے جن سے پوچھا تو بعض نے کہا قدرت، بعض نے کہا علم و دانش اور بعض نے کہا روح پہلی مخلوق ہے۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: کسی نے صحیح جواب نہیں دیا۔ اب میں تجھے اس سوال کا صحیح جواب دیتا ہوں۔ بے شک اللہ تعالیٰ موجود تھا کہ جب کسی چیز کا وجود نہ تھا، وہ اس وقت بھی صاحبِ عزت تھا کہ جب عزت کا وجود نہ تھا، کیونکہ وہ عزت کے وجود سے پہلے موجود تھا جیسا کہ قرآن میں ہے:

سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ۝

''پاک ومنزہ ہے آپ کا پروردگار، جو رب العزت ہے اس چیز سے جو وہ صفت بیان کرتے ہیں۔'' (سورہ 37، الصّٰفّٰت، آیت:180)

وہ اس وقت بھی خالق تھا کہ جب مخلوق کا وجود ہی نہ تھا۔ اُس نے سب سے پہلے پانی کو خلق فرمایا اور پھر تمام اشیاء پانی سے خلق کیں۔

سوال: شامی عالم نے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے اس کو کسی شئے سے خلق کیا یا لا شئے سے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: پروردگارِ عالم نے اسے کسی شئے سے خلق نہیں کیا، کیونکہ اگر اسے کسی چیز سے خلق کیا جاتا تو یہ سلسلہ لامتناہی ہوتا اور وہ چیز خدا کے ساتھ ازلی ہوتی (اور یہ ناممکن ہے) جبکہ خدا اس وقت بھی تھا کہ جب کسی شئے کا وجود نہ تھا تب اللہ تعالیٰ نے ایسی شئے کو خلق کیا کہ تمام اشیاء اسی سے خلق ہوئیں یعنی پانی سے۔

سوال: سلام بن مستنیر کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

مُّخَلَّقَةٍ وَّ غَيۡرِ مُخَلَّقَةٍ (سورہ 22، الحج، آیت:5)

''کچھ شکل وصورت والے اور کچھ شکل وصورت کے بغیر ہیں۔''

جواب: امامؑ نے فرمایا: شکل وصورت والوں سے مراد وہ ذرات ہیں جو پروردگارِ عالم کی طرف سے صلبِ آدمؑ میں رکھے گئے اور ان سے عہد و پیمان لیا گیا۔ پھر انہیں مردوں کے صلب اور عورتوں کے رحم میں رکھا گیا اور انہی کو دنیا میں لایا جاتا ہے تاکہ ان سے عہد و پیمان کے متعلق پوچھا جائے۔

اور فرمایا کہ ''بعض بغیر شکل وصورت ہیں'' یہ وہ موجودات ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے عالمِ ذر اور عالمِ میثاق کے موقع پر صلبِ آدمؑ میں پیدا نہیں کیا تھا۔ یہ وہ نطفے ہیں جو ضائع ہوتے ہیں اور وہ جنین ہیں کہ جو روحِ حیات اور بقاء سے پہلے سقط ہو جاتے ہیں۔

سرکار علامہ مجلسیؒ کہتے ہیں: امامؑ کی تاویل کی بناء پر احتمال ہے کہ خلق سے مراد تقدیر ہو یعنی عالم ذر میں مقدر ہو چکا ہے کہ بعض میں روح پھونکی جائے اور بعض کے لیے یہ فیصلہ نہیں۔

امامت اوراس کی ضرورت کے متعلق سوالات اور آئمہ معصومینؑ کے بعض فضائل

جابر جعفی کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اگر لوگ جانتے کہ کب علیؑ کو امیر المومنین کہا گیا تو وہ ہرگز آپؑ کی ولایت کا انکار نہ کرتے۔

سوال: میں نے عرض کیا: خدا آپ پر رحم فرمائے کہ علیؑ کب امیر المومنین کہلائے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب اولادِ آدم سے عہد و پیمان لیا اور اپنے اوپر گواہی لی کہ کیا میں تمہارا پروردِگار اور محمد مصطفیٰؐ میرے رسول اور علی مومنوں کے امیر نہیں ہیں؟ اس وقت سے علیؑ امیر المومنین قرار پائے۔

سوال: عبداللہ بن عطاء کہتے ہیں کہ میں مسجد نبویؐ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں حاضر تھا جبکہ عبداللہ بن سلام مسجد کے صحن میں بیٹھے تھے۔ میں نے عرض کیا: قربان جاؤں کیا یہ صاحب الکتاب کے عالم ہیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ہرگز نہیں بلکہ الکتاب کے عالم تو آپ کے مولا علی بن ابی طالبؑ ہیں کہ جن کی شان میں آیۂ ولایت:

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا (سورہ:5، المائدہ، آیت:55)

نازل ہوئی نیز آپؑ ہی کی شان میں یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی:

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ (سورہ:5، المائدہ، آیت:67)

اس موقعہ پر غدیر کے دن حضرت رسول اللہؐ نے مولا علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جس کسی کا میں مولا و سرپرست ہوں اس کا یہ علیؑ مولا و سرپرست ہے۔

سوال: زیاد بن منذر کہتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپؑ لوگوں کے لیے گفتگو فرما رہے تھے۔ لوگوں کے درمیان بصرہ کا ایک باشندہ جس کا نام عثمان اعشی تھا (اور وہ حسن بصری سے روایت کرتا ہے) کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے فرزند رسولؐ! قربان جاؤں، حسن بصری نے ہم سے ایک حدیث نقل کی ہے اور یوں گمان کرتا ہے کہ یہ آیہ کریمہ کسی ایسے شخص کے متعلق نازل ہوئی ہے جو نا معلوم ہے۔ آیت کریمہ یہ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ

''اے پیغمبرؐ! جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے لوگوں تک پہنچا دے اور اگر آپؐ نے یہ کام انجام نہ دیا تو گویا آپ نے رسالت کا کوئی کام انجام نہیں دیا۔'' (سورہ:5، المائدہ، آیت:67)

اس کی تفسیر کچھ یوں ہے کہ: ''کیا آپ لوگوں سے ڈرتے ہیں اللہ تعالیٰ تمہیں لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

جواب: امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اسے کیا ہو گیا ہے؟ خدا اس کی نماز قبول نہ کرے، کیونکہ اُسے خوب معلوم ہے کہ یہ آیتِ کریمہ کن کی شان میں نازل ہوئی ہے (یعنی عمداً بتانے سے گریز کیا ہے)۔ بے شک جبرئیلؑ رسول اللہؐ پر نازل ہوئے اور اسے کہا: ''آپ کا پروردِگار حکم دیتا ہے کہ اپنی امت کو نماز کی رہنمائی کریں اور اس کے ذریعہ ان پر احتجاج کریں۔ آپؐ نے اپنی امت کو نماز سکھائی اور اس طرح ان پر حجت تمام کی۔

اس وقت جبرائیلؑ آئے اور کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ اپنی امت کو زکوٰۃ کا حکم دیں جیسے کہ اُنہیں نماز کا حکم دیا اور اس طرح ان پر احتجاج کریں۔ آپؐ نے انہیں زکوٰۃ کا طریقہ سکھایا اور ان پر حجت تمام کی۔ اس وقت جبرئیلؑ آئے اور کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ اپنی امت کو جس طرح زکوٰۃ کا حکم دیا اسی طرح ماہ مبارک رمضان (جو کہ شعبان اور شوال کا درمیانی مہینہ ہے) کے روزوں کا حکم دیں۔ یہ کہ روزے کے دوران فلاں چیزیں انجام دیں اور فلاں کاموں سے اجتناب اور دوری کریں اور اس کے ذریعہ ان پر حجت تمام کریں۔ آپؐ نے امت کو روزہ کا حکم دیا اور اس طرح ان پر حجت تمام کی۔

اس وقت جبریلؑ آئے اور کہا: اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ جس طرح آپؐ نے امت کو نماز، زکوٰۃ اور روزہ کا حکم دیا، انہیں حج کا حکم دیں اور اس طرح ان پر حجت تمام کریں۔

آپؐ نے امت کو حج کا حکم دیا اور ان پر حجت تمام کی۔ تب حضرت جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ امت کو بتائیں کہ ان کا ولی و سرپرست کون ہے؟ جس طرح انہیں نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج کے احکام بتائے ہیں۔

رسول اللہؐ نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! میری امت کفر و جاہلیت کے زمانے سے تازہ لوٹ آئی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل کی:

يَآأَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ط وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ط (سورہ:5، المائدہ، آیت:67)

"اے پیغمبر! جو حکم تیرے رب کی طرف سے تجھ پر نازل کیا گیا وہ لوگوں تک پہنچا دے اور اگر آپؐ نے یہ کام انجام نہ دیا تو گویا اس کی رسالت کو انجام نہ دیا۔"

جس کی تفسیر کچھ اس طرح ہے کہ آپ لوگوں سے ڈرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ آپ کو ان لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

رسولؐ اللہ کھڑے ہو گئے۔ علی بن ابی طالبؑ کے ہاتھ مبارک کو پکڑا اور بلند کر کے فرمایا: جس کسی کا میں مولا ہوں اس کا یہ علیؑ مولا ہے۔ پروردگارا! اس سے محبت رکھ جو علیؑ سے محبت رکھے اور اسے دشمن رکھ جو علیؑ سے دشمنی کرے۔ جو علیؑ کی مدد کرے تو اس کی مدد فرما اور اُسے ذلیل کر جو علیؑ کو بدنام کرے اور علیؑ کے محبوں سے محبت رکھ اور علیؑ کے دشمنوں سے دشمنی رکھ۔

سوال: جابرؓ کہتے ہیں: میں نے ابوجعفر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: امیر المومنینؑ کو یہ لقب کب سے عطا ہوا ہے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم جب یہ آیۂ کریمہ حضرت محمدؐ پر نازل ہوئی:

وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ ج أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ط

"اور انہیں اپنے اوپر گواہ بنایا (اور فرمایا) کیا میں تمہارا رب اور محمدؐ میرے رسولؐ اور علیؑ امیر المومنین نہیں۔" (سورہ:7، اعراف، آیت:172)

تب سے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام امیر المومنین رکھا۔

سوال: جابر کہتے ہیں: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھے کہا: اے جابر! اگر جاہل لوگوں کو پتہ ہوتا کہ علیؑ کو کب سے امیر المومنین کہا گیا تو وہ ان کے حق کا انکار ہی نہ کرتے۔

سوال: میں نے عرض کیا: قربان جاؤں، آپؑ کب سے امیر المومنین کہلائے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے پیغمبرؐ! وہ وقت یاد کرو جب تیرے رب نے اولادِ آدمؑ سے عہد لیا اور فرمایا کیا میں تمہارا پروردگار اور محمد میرے رسول اور علیؑ امیر المومنین نہیں؟ پھر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جابر! خدا کی قسم حضرت محمدؐ پر آیت کریمہ یوں لائی گئی۔

سوال: زید شحام کہتے ہیں: قتادہ بن دعامہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت

میں حاضر ہوئے اور اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (سورہ:34،سبا،آیت:20)

''اور یقیناً ابلیس نے ان کے متعلق اپنے گمان کو سچا پایا، سب نے اس کی پیروی کی سوائے مومنین کے ایک گروہ کے۔''

جواب: آپؑ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کو حکم دیا کہ وہ امیر المومنینؑ کو لوگوں کے لیے منصوب فرمائیں جیسا کہ قرآنِ کریم میں ارشادِ خداوندی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ

''اے رسولؐ جو کچھ تیرے رب کی طرف سے آپؐ پر نازل ہوا ہے وہ حکم لوگوں تک پہنچا دیں۔ اگر آپؐ نے یہ کام نہ کیا تو گویا آپؐ نے رسالت کا کام مکمل نہ کیا۔'' (سورہ:5،المائدہ،آیت:67)

اس موقعہ پر رسول اللہؐ نے غدیرِ خم کے مقام پر علیؑ کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ مبارک میں لے کر فرمایا: ''جس کسی کا میں مولا ہوں اس کا یہ علیؑ مولا ہے۔''

اس وقت شیاطین مایوس ہوئے اور اپنے سر پر خاک ڈالی۔ بڑے ابلیس لعنۃ اللہ علیہ نے دوسرے شیاطین کی طرف دیکھ کر کہا: تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ شیاطین کہنے لگے: اس شخص (حضور اکرمؐ) نے لوگوں سے ایسا عہد و پیمان باندھا ہے کہ جسے قیامت تک کوئی نہیں توڑ سکتا۔

ابلیس کہنے لگا: ہرگز ایسا نہیں بلکہ جو آپؐ کے ساتھ رہتے ہیں ان میں سے بعض نے مجھ سے پیمان باندھا ہے اور عہد شکنی کا مجھ سے وعدہ کیا ہے اور مجھ سے وعدہ خلافی نہیں کر سکتے۔ اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیۂ کریمہ نازل کی:

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

''یقیناً ان کے متعلق ابلیس نے اپنے گمان کو سچا پایا کہ مومنین کے چھوٹے گروہ کے علاوہ سب نے اس کی پیروی کی۔'' (سورہ:34،سبا،آیت:20)

سوال: ابان بن تغلب کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پیغمبر اکرمؐ کی اس حدیث کے متعلق پوچھا:

من کنت مولاہ فعلی مولاہ

''جس جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علیؑ مولا ہے۔''

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے ابوسعید! ایسے واضح مسئلے کے متعلق پوچھ رہے ہو؟ پیغمبر اسلامؐ نے انہیں سمجھایا کہ مولا علیؑ امت کے درمیان آپؐ کے جانشین ہیں۔

سوال: جابرؓ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: مولاؑ! حضرت امیر المومنینؑ کو امیر المومنینؑ کیوں کہا گیا؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: کیونکہ آپؑ نے مومنین کو علم و حکمت کی تعلیم دی۔ کیا آپ نے اللہ کی کتاب قرآنِ کریم میں نہیں پڑھا کہ یوسفؑ کے بھائیوں نے کہا:

وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا (سورہ:12،یوسف،آیت:65)

''ہم اپنے گھر والوں کے لیے کھانے کا سامان لائیں گے۔''

خالد بن یزید روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اگر اس امت کے نادان جانتے کہ حضرت علیؑ کو کب سے امیر المومنین کہا گیا تو ہرگز آپؑ کی ولایت اور اطاعت کا انکار نہ کرتے۔

سوال: میں نے عرض کیا: آپؑ کو کب سے امیر المومنینؑ کہا گیا؟

جواب: امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم سے عہد و

پیمان لیا تب جبرئیلؑ نے یوں حضرت محمدؐ پر یہ آیت نازل فرمائی:

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ ج اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ط (سورہ:7،اعراف،آیت:172) وَاَنَّ مُحَمَّدً رَسُوْلِی وَاَنَّ عَلِیًّا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ

''اے پیغمبرؐ! وہ وقت یاد کرو جب آپ کے رب نے اولادِ آدمؑ سے عہد و پیمان لیا اور فرمایا کیا میں تمہارا پروردگار، محمدؐ میرے رسول اور علیؑ امیر المؤمنین نہیں ہیں؟'' (سورہ:7،اعراف،آیت:172)

سب نے کہا: کیوں نہیں۔ تب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو وہ لقب عطا کیا جو اس سے پہلے کسی کو نہ دیا گیا تھا۔

ابن دراج کہتے ہیں: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَهٗ ○ (سورہ:75،القیامۃ،آیت:5)

''بلکہ انسان تو چاہتا ہے کہ وہ زندگی بھر گناہ کرتا پھرے۔''

تو حضرت ابوبکر پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے اس سے فرمایا: علیؑ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کریں۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جی ہاں! یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم ہے۔ تھوڑی دیر بعد عمر داخل ہوئے۔ آپؐ نے اسے بھی حکم دیا کہ مولا علیؑ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کریں تو حضرت عمر نے عرض کیا کیا یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا امر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: جی ہاں! یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم ہے۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: اس کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ○

''اور اس دن انسان کو ان تمام کاموں سے آگاہ کیا جائے گا جو وہ آگے بھیج چکا اور جو باقی رہتے ہیں۔'' (سورہ:75،القیامۃ،آیت:13)

امامؑ فرماتے ہیں: جو کام آگے بھیج چکا اس سے مراد یہی ہے کہ وہ علیؑ کو امیر المومنینؑ کہہ کر سلام کریں اور جو کام پیچھے رہ گئے، سے مراد ان کا مولا علیؑ کو امیر المومنینؑ کے عنوان سے تسلیم نہ کرنا ہے۔

سوال: اسماعیل جعفی کہتے ہیں کہ میں مسجد الحرام میں بیٹھا تھا جبکہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام مسجد کے ایک کونے میں تشریف فرما تھے۔ آپؑ نے اپنا سر مبارک اوپر کیا۔ ایک مرتبہ آسمان اور دوسری مرتبہ کعبۃ اللہ کو دیکھا اور پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا

''پاک ہے وہ ذات جو راتوں رات اپنے بندے کو مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی۔'' (سورہ:17،الاسراء/بنی اسرائیل،آیت:1)

آپؑ نے تین مرتبہ یہی جملہ کہا۔ اس کے بعد میری طرف دیکھ کر فرمایا: اے عراقی! عراق کے لوگ اس آیتِ کریمہ کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: ان کا خیال ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے راتوں رات مسجد الحرام سے بیت المقدس تک کا سفر کیا۔

آپؑ نے فرمایا: ایسا نہیں بلکہ انہوں نے زمین سے آسمانوں کی سیر کی۔ (یعنی بیت المقدس کے بعد آسمانوں کی سیر فرمائی) پھر فرمایا: اس طرف کے درمیان میں بیت المقدس تھا اور جب آپؐ سدرۃ المنتہیٰ پہنچے جبرائیلؑ ٹھہر گئے۔ آپؐ نے فرمایا: اے جبرائیلؑ! کیا ایسے وقت میں مجھے اکیلا چھوڑ دیا؟ جبرائیلؑ نے عرض کیا: یہ کیسے ممکن ہے کہ آپؐ سے آگے بڑھ جاؤں خدا کی قسم آپ اس وقت ایسے بلند مقام پر پہنچے ہیں کہ کائنات کی کوئی مخلوق آپ سے قبل اس مقام کو نہیں پہنچی۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ اس وقت

میں نے اپنے رب کے نور کو دیکھا اور میرے اور حضرت حق جلا سبحانہ کے درمیان اس کا مکان اور رعیت سے پاک ہونا حائل ہو گیا۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: قربان جاؤں، سبحہ سے کیا مراد ہے؟ آپؑ نے چہرے مبارک سے زمین کی طرف اور ہاتھ مبارک سے آسمان کی طرف اشارہ کیا جبکہ بار بار کہہ رہے تھے میرے رب کا جلال، میرے رب کا جلال، میرے رب کا جلال۔ تب خطاب ہوا: اے محمدؐ! آپؐ نے عرض کیا: لبیک، اے میرے پروردگار آواز قدرت آئی: اے ملائے اعلیٰ میں کس چیز کے متعلق بحث و مباحثہ کر رہے تھے؟ میں نے عرض کیا: پروردگار کی ذات پاک اور منزہ ہے میں فقط وہی جانتا ہوں جس کی آپ نے مجھے تعلیم دی۔ آپؐ فرماتے ہیں پروردگار متعال نے اپنے دست قدرت کو میرے سینہ پُرنور پر رکھا جس کی ٹھنڈک اور سردی کو میں نے اپنے دونوں شانوں کے درمیان محسوس کیا۔ اس حالت میں گزشتہ یا آئندہ کے متعلق کوئی مسئلہ ایسا نہ تھا مگر یہ کہ ان سب کا علم میرے پاس موجود تھا۔ آواز قدرت آئی؟ اے محمد! ملائے اعلیٰ میں کس چیز کے متعلق بحث و مباحثہ کر رہے تھے؟ میں نے عرض کیا: پروردگار! درجات، کفارات اور نیکیوں کے متعلق۔ ارشاد ہوا: اے محمدؐ! تیری رسالت مکمل ہو گئی اور تیری غذا ختم ہوئی، آپ کا وصی اور جانشین کون ہے؟

میں نے عرض کیا: پروردِگار! میں نے تیری مخلوقات کا امتحان لیا اور پوری کائنات میں علیؑ سے بڑھ کر کسی کو اطاعت گزار اور فرمانبردار نہیں دیکھا۔ تب ارشادِ خداوندی ہوا اے محمدؐ! ہمارے لیے بھی ان کا یہی مقام ہے۔

میں نے عرض کیا: پروردِگار! میں نے تیرے بندوں کا امتحان لیا، میں نے ان سب کے درمیان کسی کو نہیں دیکھا کہ جو علی ابنِ ابی طالبؑ سے بڑھ کر تیرے رسولؐ سے محبت رکھتا ہو۔ تب ارشاد رب العزت ہوا۔ اے محمدؐ! جی ہاں! علیؑ اسی طرح ہیں۔ لہٰذا

تم اسے خوشخبری دو کہ وہ ہدایت کا علم اور میرے اولیاء کا امام ہے۔ وہ نور ہے ان کے لیے جو میری اطاعت کرتے ہیں اور وہ کلمہ باقی ہے جسے پرہیزگار اپنے اوپر لازم سمجھتے ہیں۔ جو آپ سے محبت رکھے گویا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس کسی نے علیؑ سے دشمنی کی گویا اس نے مجھ سے دشمنی کی اور میں دشمن علیؑ کو ایسی مصیبت میں مبتلا کروں گا کہ جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ آپؐ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: پروردگار! اس سے منظور میرے بھائی، میرے عزیز، میرے وزیر اور میرے وارث علیؑ ہیں؟ ارشادِ قدرت ہوا یہ وہ فیصلہ ہے کہ میری مشیت اور ارادہ ہو چکا ہے۔ ان کا امتحان لیا جائے گا اور لوگوں کا علیؑ کی ذات کے ذریعے امتحان لیا جائے گا۔ اس کے باوجود میں نے اسے بخش دیا، میں نے اسے بخش دیا، میں نے اسے بخش دیا۔

چونکہ یہ حدیث شریف معنی کے اعتبار سے مشکل احادیث میں سے ہے لہٰذا علامہ مجلسیؒ اس حدیثِ مبارکہ کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام کا یہ فرمان کہ یہاں سے یہاں تک یعنی مسجد الاقصیٰ سے بیت المعمور تک چونکہ وہ دور ترین مسجد ہے اور اس بات میں منافات نہیں ہے کہ معراج کے سفر کا آغاز بیت المقدس سے ہوا ہو اور یہ جملہ کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا یعنی دل کی آنکھ سے دیکھا یا اپنے پروردگار کی عظمت کو دیکھا اور ممکن ہے دیکھنا یہاں پر پانے اور حاصل کرنے کے معنی میں ہو جبکہ بعض نسخوں میں آیا ہے کہ میں نے اپنے رب کے نور کو دیکھا اور سبحہ سے مراد منزہ اور خدا تعالیٰ کا مقدس ہونا ہو۔ یعنی اس کے مقدس اور منزہ ہونے کے درمیان مکان اور رعیت معنی واقع ہوئی ہو وگرنہ جہاں تک قربت اور نزدیکی کا تعلق ہے تو وہ حاصل ہو چکی تھی۔ خدا کے ہاتھ رکھنے سے مراد نہایت لطف اور رحمت ہے اور یہ کنایہ ہے کہ آپؐ کے سینہ پرنور پر علوم اور معارف حفاظت کیے گئے۔ ٹھنڈک اور سردی سے مراد سرور، خوشحالی اور آسائش ہے جبکہ بعض نسخوں میں ہاتھ کی بجائے دست قدرت کا لفظ استعمال

ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ ملائے اعلیٰ میں جس چیز کے متعلق بحث و گفتگو کر رہے تھے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے:

مَاكَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ ۢ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ○

''کہ میں اس وقت سے باخبر نہیں ہوں کہ عالم بالا کے فرشتے ملائے اعلیٰ میں بحث کر رہے تھے۔'' (سورہ:38،صٓ،آیت:69)

جناب طبرسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ سے مراد:

اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ (سورہ:2،البقرہ،آیت:30)

''کہ میں روئے زمین پر ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔''

یعنی میں اس بات سے وحی الٰہی کے ذریعے واقف ہوا ہوں۔

سوال: حبیب بجستانی کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا:

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ○ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ○ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ○

''پھر نزدیک ہوا اور زیادہ نزدیک تر یہاں تک کہ ان کے درمیان فاصلہ دو کمان کے برابر تھا یا اس سے بھی کم تر۔ اس وقت خدا نے اپنے بندے پر جو وحی کرنا تھی وحی کی۔'' (سورہ:53،النجم،آیت:8 تا 10)

جواب: آپؑ نے فرمایا: اے حبیب! یوں مت پڑھو بلکہ یوں پڑھو ''پھر نزدیک ہوئے اور زیادہ نزدیک قریب تھا کہ ان کے درمیان فاصلہ دو کمان کا رہ گیا یا اس سے بھی کم تر۔ تب خدا تعالیٰ نے اپنے بندے یعنی رسول اللہؐ پر جو وحی کرنی تھی وہ وحی کی۔''

اے حبیب! جب رسول اللہؐ نے مکہ فتح کیا اور خود کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس نعمت کے شکریہ کے طور پر بیت اللہ کے طواف میں زحمت اور مشقت میں ڈالا تو علیؑ بھی

آپؐ کے ہمراہ تھے۔ جب رات کی تاریکی چھا گئی تو آپؐ حضرت علیؑ کو ساتھ لے کر صفا اور مروہ کی طرف چلے گئے تاکہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی انجام دیں جیسے ہی کوہِ صفا سے مروہ کی طرف واپس لوٹے اس وادی میں (یہ وہ جہاں ہے جسے آپ نے نہیں دیکھا) چلے تو اچانک دیکھا کہ آسمان سے ایک نور نے انہیں گھیر لیا اور اس سے مکہ کے پہاڑ روشن ہو گئے۔ آپ دونوں اس بات سے خوفزدہ ہو گئے۔ آپ اس وادی سے آگے بڑھے تو آپؐ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند کیا اچانک اپنے سامنے دو انار دیکھے، آپؐ نے وہ دو انار لیے تب اللہ کی طرف سے وحی ہوئی یہ ''بہشتی میوے ہیں جسے آپ اور آپ کے جانشین علی ابن ابی طالبؑ کے علاوہ کوئی اور نہیں کھا سکتا۔ آپؐ نے ان میں سے ایک انار کھا لیا اور دوسرا علیؑ کو دے دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر وحی نازل کی۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: اے حبیب! دوسری مرتبہ پھر جبرائیل نے رسول اللہؐ کو دیکھا سدرۃ المنتہیٰ کے قریب کہ جہاں جنت الماویٰ واقع ہے یعنی جس وقت آسمانؐ کی طرف سفر کر رہے تھے تو جبرائیل آپؐ کے ہمراہ تھا جب رسول اللہؐ سدرا لمنتہیٰ کے مقام پر پہنچے تو جبرائیلؑ ٹھہر گئے اور عرض کیا: اے محمدؐ! یہ وہ مقام ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے ٹھہرنے کا حکم دیا ہے۔ میں آپؐ سے آگے نہیں بڑھ سکتا لیکن آپ آگے بڑھ جائیے یہاں تک کہ سدرہ المنتہیٰ تک پہنچیں اور وہاں جا کر ٹھہر جائیں۔ رسول اکرمؐ آگے روانہ ہوئے یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے جبکہ جبرائیل وہیں رک گئے۔ سدرۃ المنتہیٰ کو سدرۃ المنتہیٰ اس لیے کہتے ہیں کیونکہ وہ فرشتے جو اہل زمین کے اعمال پر گواہ ہیں وہ لوگوں کے اعمال سدرہ تک لے جاتے ہیں اور حافظان کرامؑ براہ کہ جو سدرۃ المنتہیٰ کینچے ہیں ان اعمال کو لکھ لیتے ہیں جو فرشتے زمین سے لاتے ہیں۔

امامؑ فرماتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے دیکھا کہ سدرۃ المنتہیٰ کی شاخیں عرش کے چاروں طرف پھیلی ہوئی تھیں، آپؐ کے لیے حضرت جبار جلا جلالہ کا نور جلوہ گر ہوا۔ جس

نے آپؐ کے تمام وجود کو گھیر لیا۔ آپؐ حیران ہوئے اور آپ کا بدن لرزنے لگا۔ تب اللہ تعالیٰ نیا آپؐ کے دل کو مضبوط اور محکم کیا؛ اور آپ کی آنکھوں کو قوی اور مضبوط کیا، تاکہ آپؐ اپنے پروردگار کی آیتوں کو دیکھیں۔ اسی لیے ارشادِ خداوندی ہے:

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ○ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ○ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ○

اور دوسری مرتبہ بھی جبرائیل نے آپؐ کو دیکھا سدرۃ المنتہٰی کے نزدیک کہ جہاں جنت المعوہ واقع ہے۔'' (سورہ:53، النجم، آیت:13 تا15)

اس سے مقصد موافقات ہے۔ یعنی ایک لحظے کے بعد کہ جب جبرائیلؑ آپ سے سدرۃ المنتہٰی کے مقام پر جدا ہوئے ایک مرتبہ پھر آپؐ کو وہیں دیکھا۔ آپؐ نے اپنی مبارک آنکھوں سے اپنے پروردگار کی بلندترین آیتوں اور نشانیوں کا مشاہدہ فرمایا۔

امام محمد باقر علیہ السلام سدرہ اور اس کے پتوں کی توصیف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سدرہ درخت کی موٹائی دنیا کے دنوں کے اعتبار سے 100 سال کی مسافت ہے اور اس کا ایک پتہ پوری دنیا کو ڈھانپ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں کہ جو زمین کے نباتات مثلاً درخت اور جھاڑیوں پر مامور ہیں اور کوئی ایسا درخت یا جھاڑی نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے ساتھ ایک فرشتہ ہو کہ جو اس کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے میوے کی۔ اگر یوں نہ ہوتا تو درختوں کے میوہ کو درندے اور کیڑے مکوڑے کھا جاتے۔ یہی سبب ہے کہ حضرت رسولؐ اللہ نے میوے دار درخت کے نیچے رفع حاجت (پیشاب پاخانہ) سے منع فرمایا، کیونکہ وہاں فرشتے موجود ہوتے ہیں اور یہی سبب ہے کہ انسان میوے دار درخت سے انس رکھتا ہے، کیونکہ وہاں فرشتے ہوتے ہیں۔

سوال: حمران کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا:

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ○ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ○

''پھر نزدیک ہوا اور آگے بڑھا یہاں تک کہ دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم تر۔'' (سورہ:53، النجم، آیت:8 تا9)

جواب: امامؑ نے فرمایا: حضرت محمدؐ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے اتنا قریب کیا کہ ان کے درمیان فقط ہیروں کے ایک محل کا فاصلہ رہ گیا کہ جس میں سنہری قالین لٹکا تھا، جو چمک رہا تھا۔ وہاں آپ نے ایک صورت کو دیکھا۔ پوچھا گیا: اے محمدؐ! آپ اس صورت کو پہچانتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: جی ہاں، یہ تو میرے بھائی علی ابنِ ابی طالب کی تصویر ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل کی کہ اپنی بیٹی فاطمہؑ کو ان کی زوجیت میں دے دیں اور علیؑ کو اپنا جانشین بنالیں۔

سوال: احول کہتے ہیں کہ میں نے جنابِ زرارہؓ سے سنا کہ آپ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: مجھے رسول، نبی اور محدث کے معنی بتائیے۔

جواب: امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: رسول وہ ہے جس کے سامنے جبرائیل آتا ہے اور وہ جبرائیل کو دیکھتا ہے اور اس سے گفتگو کرتا ہے۔ نبی وہ ہے کہ جو خواب دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے خواب دیکھا یا جس طرح پیغمبر اسلامؐ نزولِ وحی سے پہلے نبوت کے اسباب اور علامتوں کو دیکھتے تھے یہاں تک کہ حضرت جبرائیلؑ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر رسالت کا پیغام لے کر آئے۔ جب حضرت محمدؐ کے لیے نبوت کے اسباب فراہم ہوئے اور آپ پر رسالت کی ذمہ داری عائد ہوئی تو جبرائیل آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر آمنے سامنے گفتگو کی۔ بعض انبیاء کے لیے اسبابِ نبوت فراہم تھے جبکہ بیداری کے عالم میں نہیں بلکہ فقط خواب کے عالم میں روح القدس ان کے پاس آتا تھا اور ان سے گفتگو کرتا تھا اور محدث ایسے انسان کو کہتے ہیں جسے خبر دی جاتی ہے اور وہ آواز کو سنتا ہے لیکن نہ بیداری میں فرشتے کو دیکھتا ہے اور نہ خواب میں۔

سرکاری علامہ مجلسیؒ ان دو احادیث مبارکہ کے متعلق فرماتے ہیں: علماء اور دانشمندوں کے درمیان رسول اور نبی کی تعریف میں اختلاف ہے۔

سوال: ابوربیع کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمراہ حج پر گیا۔ اسی سال ہشام بن عبدالملک بھی حج کو آئے تھے۔ نافع بن ازرق حضرت عمر بن خطاب کے غلام بھی ہشام کے ہمراہ حج کرنے آئے ہوئے تھے۔

امام محمد باقر علیہ السلام اس حالت میں خانہ کعبہ کے رکن کے پاس کھڑے تھے کہ بڑی تعداد میں لوگ آپؑ کے گرد جمع تھے جیسے ہی نافع نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا تو ہشام سے پوچھنے لگا: امیرالمومنین! یہ شخص کون ہے جس کے چاروں طرف لوگ جمع ہیں؟ ہشام کہنے لگا: اہلِ کوفہ کا پیغمبر ہے۔ یہ محمدؑ بن علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ ہے۔ نافع کہنے لگا: میں ابھی اس کے پاس جاتا ہوں اور اس سے ایسے مشکل مسائل پوچھتا ہوں کہ جس کے جواب کوئی پیغمبر یا جانشین پیغمبر یا فرزندِ پیغمبر ہی دے سکتا ہے۔

ہشام نے کہا: جاؤ اور اس سے پوچھ، ممکن ہے کہ وہ شرمندہ ہو اور تمہارا جواب نہ دے سکے۔ نافع آگے بڑھا لوگوں کے درمیان کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے محمدؑ ابن علیؑ! میں نے توریت، زبور، انجیل اور قرآنِ کریم کا مطالعہ کیا ہے اور ان کے حلال و حرام کو جانتا ہوں۔ اب تمہارے پاس آیا ہوں تا کہ ایسے مسئلے کو پوچھوں جس کا جواب کسی نبی یا اس کے جانشین اور فرزند کے علاوہ کوئی اور نہیں دے سکتا۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے سر مبارک اوپر کیا اور فرمایا: پوچھو

نافع نے کہا: مجھے بتایئے حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ کی نبوت کے درمیان کتنے سال کا فاصلہ تھا

امامؑ نے فرمایا: اپنا نظریہ بیان کروں یا آپ کا۔

نافع نے کہا: دونوں نظریے بتائیں۔

آپؑ نے فرمایا: میری نظر میں پانچ سو سال کا عرصہ تھا لیکن آپ کی نظر میں چھ سو سال کا عرصہ تھا۔

نافع نے کہا: پھر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مقصد کیا ہے کہ:

وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝ (سورۃ:43، الزخرف، آیت:45)

''اے رسولؐ جو رسول ہم نے آپ سے پہلے بھیجے ان سے پوچھیے کیا ہم نے خدائے واحد رحمان کے علاوہ کسی اور کو لوگوں کا معبود قرار دیا ہے؟۔''

بتایئے کہ حضرت محمدؐ نے یہ سوال کس سے پوچھا جبکہ آپؐ کے اور حضرت عیسیٰؑ کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ تھا۔

راوی کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فوراً اس آیت کریمہ کی تلاوت شروع کی:

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۝

''پاک ہے وہ ذات کہ جو اپنے بندے (حضرت محمدؐ) کو راتوں رات مسجد الحرام سے مسجد الاقصیٰ تک لے گئی کہ جس کے چاروں طرف ہم نے مبارک قرار دی تا کہ اسے اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔'' (سورۃ:17، الاسراء/بنی اسرائیل، آیت:1)

امامؑ نے فرمایا کہ شبِ معراج بیت المقدس کی سیر کے دوران حضرت محمدؐ کو جو نشانیاں دکھائیں گئیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ اوّل سے آخر تک تمام انبیاء اور رسولوں کو آپ کے سامنے لایا گیا۔ اور حضرت جبرائیلؑ کو حکم دیا کہ وہ دو دو کر کے اذان اور قامت کہے پھر اقامت میں حی علی خیر العمل کہے۔ اس وقت حضرت محمدؐ آگے بڑھے اور انبیاء کی نماز میں امامت کی تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ نازل فرمائی:

وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝

''اے ہمارے رسول! جو رسول ہم نے آپ سے پہلے بھیجے ان سے پوچھیے کہ خدائے واحد مہربان کے علاوہ ہم نے لوگوں کا کوئی اور معبود قرار دیا ہے؟'' (سورۃ:43،الزخرف،آیت:45)

جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو انبیاء کرام سے فرمایا: آپ کس چیز کی گواہی دیتے ہیں اور کس کی عبادت کرتے ہیں؟ سب نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں خدائے وحدہ لاشریک کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ رسول اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم سے اس بات کا عہد و پیمان لیا گیا ہے۔

نافع کہنے لگے سچ کہا آپ نے اے فرزند رسولؐ! اے ابوجعفرؑ! خدا کی قسم آپ رسول اللہؐ کے وہ جانشین ہیں کہ جن کا توریت میں ذکر ہے اور آپ کا اسم گرامی انجیل، زبور اور توریت میں مشاہدہ ہے اور غیروں کی نسبت آپ اس امرِ ولایت اور حکومت کے زیادہ حقدار ہیں۔

سوال: سلمان بن خالد کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا:

اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّيْطٰنِ

''بے شک نجویٰ اور سرگوشی شیطانی عمل ہے۔'' (سورہ:58،المجادلہ،آیت:10)

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد دوسری ہے۔

میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ

''کہ جب کبھی تین آدمی آپس میں سرگوشی کرتے ہیں تو ان کا چوتھا خدا ہوتا

ہے۔'' (سورہ:58،المجادلہ،آیت:7)

اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: مقصد فلاں اور فلاں ہیں اور فلاں کا باپ جوان کا امین تھا، یہ تینوں جمع ہوئے اور کعبہ میں داخل ہوئے اور آپس میں ایک عہد نامہ لکھا کہ جب آپؐ اس دنیا سے چلے گئے تو ہرگز امرِ خلافت آپؐ کے خاندان کو نہ ملے۔

سوال: عبداللہ بن ولید سمان کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اے عبداللہ! حضرت علیؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے متعلق شیعوں کا کیا خیال ہے؟ میں نے عرض کیا: قربان جاؤں کون سے مسئلے کے متعلق؟ آپؑ نے فرمایا: ان کے علم و دانش کے متعلق لیکن فضیلت اور عظمت کے اعتبار سے سب برابر ہیں۔

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں، اس سلسلے میں کیا کہنا مناسب ہوگا۔

امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم علیؑ ان دونوں سے بڑے عالم تھے۔

پھر فرمایا: اے عبداللہ کیا اس طرح نہیں کہ رسولِ اسلامؐ کے پاس جتنا علم و دانش تھا وہ امیر المومنین علیؑ کے پاس موجود ہے۔

میں نے عرض کیا: جی ہاں!

آپؑ نے فرمایا: ان کے ساتھ بحث کرو اور کہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا:

وَكَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ (سورہ:7،الاعراف،آیت:145)

''اور ہم نے اس کے لیے تختیوں پر ہر موضوع میں سے کچھ علم لکھا۔''

پس معلوم ہوا کہ ہر علم میں سے کچھ بیان ہوا تھا جبکہ اللہ نے حضرت محمدؐ سے فرمایا:

وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

"اور آپ کو ان پر گواہ قرار دیتے ہیں اور ہم نے اس قرآن عظیم کو آپ پر نازل کیا کہ جس میں ہر شے کا پورا پورا بیان ہے۔" (سورہ 16 نحل، آیت 89)

سوال : کمیت کہتے ہیں: میں امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: فرزندِ رسولؐ میں نے آپ کی شان میں چند اشعار کہے ہیں۔ اجازت ہو تو بیان کروں؟

آپؑ نے فرمایا: ابھی ایام بیض ہیں (ہر مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو ایام بیض کہتے ہیں ان ایام میں شعر پڑھنا مکروہ ہے۔ مگر یہ کہ وہ اشعار مدح اہل بیتؑ میں ہو)۔

کمیت نے عرض کیا: میں نے یہ اشعار آپ کے خاندانِ اہل بیتؑ کی شان میں کہے ہیں۔

آپ نے فرمایا: پڑھیں۔ کمیت نے اشعار پڑھنے شروع کیے۔

ترجمہ: زمانے نے مجھے ہنسایا اور رلایا بے شک زمانہ روز رنگ بدلتا ہے۔ میرا رونا ان نو شہیدوں کے لیے ہے کہ جو میدانِ کربلا میں مارے گئے اور جنہیں صحیح کفن بھی نہ ملا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے جب یہ دو مصرے سنے تو آپؑ رونے لگے۔ اسی طرح امام جعفر صادق علیہ السلام جو وہاں موجود تھے وہ بھی رونے لگے اور وہ کنیز بھی جو پردے کے پیچھے میری آواز سن رہی تھی شعر پڑھتے ہوئے جب میں اس بات پر پہنچا۔ میں عقیل کے ان چھ فرزندوں کے لیے روتا ہوں جو ایسے دلاور تھے کہ کوئی سوار ان کے گرد کو نہیں پہنچتا تھا اور پھر کائنات کے بہترین انسان مولا علیؑ کے لیے روتا ہوں کہ جن کی یاد مجھے غمناک کر دیتی ہے۔

امامؑ یہ سن کر رونے لگے: پھر فرمایا: جو کوئی ہمیں یاد کرے یا جس کے سامنے ہمارا

ذکر کیا جائے اور وہ ہمارے مصائب میں روئے اور ایک مچھر کے برابر اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں، اللہ تعالیٰ ان کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا اور اس آنسو کو اس کے اور آتش جہنم کے درمیان دیوار کی طرح کھڑا کر دے گا۔ کمیت نے شعر جاری رکھے اور یہ شعر پڑھا۔

"کس میں یہ طاقت ہے کہ آپ کے مصائب کو سنے اور غم زدہ نہ ہو، کیونکہ آپ عزت و افتخار کی بلندیوں کے بعد خوار کیے گئے۔ لہٰذا میں جب دیکھتا ہوں کہ آپ کے خاندانِ اہل بیتؑ پر ظلم وستم کیا گیا تو اپنی مظلومیت کو بھول جاتا ہوں۔"

امام محمد باقر علیہ السلام نے کمیت کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: پروردگارا تو کمیت کے گذشتہ اور آئندہ گناہ بخش دے۔

میں نے پھر یہ شعر پڑھا "وہ وقت کب آئے گا جب خاندانِ اہلِ بیتؑ کی حکومت ہو؟ اور کب مہدیؑ قیام فرمائیں گے؟"

امامؑ نے فرمایا۔ ان شاء اللہ بہت جلد۔

اس کے بعد فرمایا: اے ابو مستھل! بے شک ہمارے قائم امام مہدیؑ امام حسینؑ کے نویں فرزند ہیں، کیونکہ رسولؐ اللہ کے بعد بارہ امام ہیں جن کا بارھواں قائمؑ ہے۔

میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! یہ بارہ بزرگوار امام کون ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: ان کے پہلے امام علیؑ ہیں، اس کے بعد امام حسنؑ و امام حسینؑ ان کے بعد علیؑ ابن الحسینؑ پھر میں امام ہوں، میرے بعد میرا یہ بیٹا۔ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے کاندھے پر رکھا۔ میں نے پوچھا: ان کے بعد مولا کون امام ہیں؟ ان کے بعد ان کا بیٹا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام، ان کے بعد علی رضاؑ، ان کے بیٹے علی تقیؑ، ان کے بیٹے علی نقیؑ، ان کے بعد ان کے بیٹے حسن عسکریؑ اور ان کے بعد امام مہدیؑ ہیں۔ جب آپؑ قیام کریں گے تو دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جیسے کہ

وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی اور آپ ہمارے شیعوں کو شفا دیں گے۔

سوال: میں نے عرض کیا: مولا! امام مہدیؑ کب قیام فرمائیں گے؟

جواب: امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: یہی سوال میرے نانا رسول اللہ سے پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا: یہ ان کی مثال قیامت کی طرح ہے کیونکہ امام مہدیؑ کا ظہور اچانک اور ناگہانی ہے۔

سوال: ابان بن تغلبؒ کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے (رسول اسلامؐ) کے بعد آئمہ ھدیٰ کے متعلق پوچھا۔

جواب: آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم امامت کا مسئلہ وہ عہد و پیمان ہے جو رسول اللہؐ نے ہم سے لیا۔ بے شک آپؐ کے بعد بارہ امام ہیں۔ ان میں سے 9 حضرات امام حسینؑ کی اولاد میں سے ہیں اور امام مہدیؑ جو کہ آخری زمانے میں دین کو قائم کریں گے، ہم میں سے ہیں۔ جو کوئی ہم سے محبت رکھتا ہے وہ ہمارے ساتھ محشور ہوگا اور جو کوئی ہم سے عداوت اور دشمنی رکھتا ہے یا ہم میں سے کسی ایک کا منکر ہے اپنی قبر سے سیدھا آتشِ جہنم میں داخل ہوگا جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی ○ (سورہ:20، طٰہٰ، آیت:61)

''اور جو کوئی خدا پر افتراء باندھے گا وہ نا امید اور ناکام ہوگا۔''

سوال: عبدالغفار کہتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا جبکہ آپؑ کے کچھ اصحاب وہاں موجود تھے۔ وہاں اسلام کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ میں نے عرض کیا: اے میرے آقا! کون سا اسلام افضل ہے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: وہ کہ جس کے زبان اور ہاتھ کے شر سے دوسرے مومن محفوظ ہوں۔

سوال: میں نے عرض کیا: کون سا اخلاق افضل ہے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: صبر و برداشت۔

سوال: میں نے عرض کیا: ایمان کے لحاظ سے کامل ترین مومن کون ہیں؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: وہ مومنین کہ جن کا اخلاق سب سے بہتر ہے۔

سوال: میں نے عرض کیا: سب سے افضل جہاد کون سا ہے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: جس کا گھوڑا مارا جائے اور اس کا خون بہے یعنی اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے۔

سوال: میں نے عرض کیا: کون سی نماز افضل ہے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کہ جس کی دعائے قنوت طولانی ہو۔

سوال: میں نے عرض کیا: بہترین صدقہ کون سا ہے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: وہ چیز کہ جسے خداوندِ متعال نے تمہارے اوپر حرام کیا، سے دوری اختیار کرلو۔

سوال: میں نے عرض کیا: اے میرے مولاؑ! بادشاہ کی خدمت کرنا کیسا رہے گا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: تمہارے لیے یہ کام مناسب نہیں سمجھتا۔

سوال: میں نے عرض کیا: میں کبھی شام (دمشق) کے سفر پہ جاتا ہوں اور وہاں بادشاہ ابراہیم ولید کے پاس جاتا ہوں (کیا یہ کام صحیح ہے)؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے عبدالغفار! تمہارا سلطان کے دربار میں جانا تین چیزوں کا باعث ہوتا ہے:

1 دنیا کی محبت 2 موت کو بھول جانا

3 اور جو کچھ اللہ نے تیرے نصیب میں لکھا ہے اس پر راضی نہ رہنا

سوال: میں نے عرض کیا: یا بن رسول اللہؐ! میرے بال بچے ہیں اپنے منافع کمانے اور تجارت کے لیے شام کا سفر کرتا ہوں، اس سلسلے میں آپؑ کا کیا حکم ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے عبدالغفار! میں ترکِ دنیا کا حکم نہیں دیتا بلکہ تجھے ترکِ گناہ کا حکم دیتا ہوں۔ دنیا کو ترک کرنے میں فضیلت ہے جبکہ گناہ کو چھوڑ دینا واجب اور لازم ہے اور تمہیں فضیلت کمانے سے بڑھ کر واجب ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

راوی کہتا ہے: میں نے امامؑ کے ہاتھ اور قدم چومے۔ اے فرزندِ رسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپؑ پر قربان جائیں، آپؑ کے علاوہ مجھے کہیں علم و دانش نظر نہیں آتا۔ ابھی میں بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہیں، مگر اب بھی وہ چیز جو آپؑ کی خوشی کا باعث ہو (یعنی حکومت و خلافتِ اہل بیتؑ) نہیں دیکھ سکا اور آپؑ کو قتل ہوتا، در بدر ہوتا اور (ظالم بادشاہوں سے) خوف کے عالم سے گذرتا دیکھ رہا ہوں۔ میں ایک عرصے سے آپ کے قیام کرنے والے کا منتظر ہوں اور ہمیشہ سوچتا ہوں کہ آج (یا کل اہلِ بیتؑ میں سے کوئی) قیام کرے گا۔

آپؑ نے فرمایا: اے عبدالغفار! بے شک میرا ساتواں فرزند (ساتویں پشت میں) قیام فرمائے گا۔ ابھی ان کے ظہور کا وقت نہیں پہنچا۔ تحقیق میرے والد بزرگوار نے اپنے والدِ محترم سے اور انہوں نے اپنے آباءِ کرام سے نقل فرمایا کہ حضرت رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

بے شک میرے بعد بارہ امام ہیں جس طرح قومِ بنی اسرائیل میں بارہ نقیب تھے۔ جن میں سے نو امام حسینؑ کی نسل سے ہیں اور ان میں نواں قیام کرنے والا ہے۔ آخری زمانے میں قیام کرے گا اور زمین کو ظلم و ستم سے بھر جانے کے بعد عدل و انصاف سے بھر دے گا۔

میں نے عرض کیا: اگر اس طرح ہے تو آپؑ کے بعد میں کس کی طرف رجوع کروں؟

امامؑ نے فرمایا: جعفر (صادقؑ) کی طرف رجوع کرو جو میری اولاد کا سردار اور اماموں کا باپ ہے، وہ اپنے گفتار و کردار میں صادق ہے۔

اے عبدالغفار! تو نے بہت اہم سوال پوچھا: بے شک تجھ میں اس سوال کا جواب سننے کی اہلیت اور قابلیت موجود ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ تحقیق سوال علم و حکمت کی کنجی ہے۔ پھر آپؑ نے یہ شعر پڑھا۔

''اندھے کی بہتری لمبا سوال پوچھنے میں ہے جبکہ جہالت کے باوجود خاموشی مکمل اندھا ہونے کی دلیل ہے۔''

سوال: جابر بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ

''یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے اس کی پیروی کی جس سے اللہ تعالیٰ غضبناک ہوتا ہے۔'' (سورہ: 47، محمد، آیت: 28)

جواب: آپؑ نے فرمایا: انہیں حضرت علیؑ سے نفرت تھی جبکہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ علیؑ سے راضی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بدر، حنین، ترویہ کے دن اور نخلہ کے باطن میں ان کی ولایت اور امامت کا حکم دیا تھا اور جس سال رسول اکرمؐ کو مسجد الحرام میں داخلہ سے روکا گیا تھا بائیس آیاتِ کریمہ جحفہ اور غدیرِ خم کے مقام پر علیؑ کی شانِ اقدس میں نازل ہوئیں۔

سوال: حضرت ابوحمزہ ثمالیؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ

''کہ تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں۔'' (سورہ: 34، سبا، آیت: 46)

جواب: آپؑ نے فرمایا: تحقیق تمہیں علیؑ کی ولایت سے متعلق نصیحت کرتا ہوں۔ یہی وہ واحد چیز ہے جس کے متعلق ارشادِ خداوندی ہے ''تحقیق تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں۔''

سرکار علامہ مجلسیؒ اس حدیث شریف کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس تاویل کی دو

صورتیں متحمل ہیں:

(۱) بواحدۃ میں باء سببیت کے معنی میں ہو، اور ان تقوموا اعظم کے لیے مفعول واقع ہوا ہے۔

(۲) یہ کہ ان تقوموا واحدۃ کے لیے بدلِ اشتمال واقع ہوا ہے۔

یعنی اے ہمارے رسولؐ! کہہ دو کہ میں تمہیں ولایت کے متعلق نصیحت کرتا ہوں، تاکہ جس جنوں اور پاگل پن کی نسبت پیغمبرؐ کی طرف دیتے ہو (نعوذ باللہ)

اس ولایت و امامت کے سبب اس میں غور وفکر کرو۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وہ کہتے تھے: ''کہ رسول اللہؐ اپنے چچا زاد بھائی (امام علیؑ) کی محبت میں پاگل ہو چکا ہے۔''

سوال: حضرت ابوحمزہ ثمالیؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

ائۡتِ بِقُرۡاٰنٍ غَيۡرِ هٰذَاۤ اَوۡ بَدِّلۡهُ ؕ (سورہ:10، یونس، آیت:15)

''اس قرآنِ کریم کے علاوہ کوئی قرآن لاؤ یا اسے تبدیل کردو۔''

آپؑ نے فرمایا: یہ رسول اللہؐ کے پیٹھ پیچھے اللہ کے دشمنوں کا مطالبہ ہے چونکہ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کا یہ مطالبہ نہیں مانے گا کہ ''علیؑ کے علاوہ کوئی اور امام بناؤ یا ان کی جگہ کسی اور کو امام مقرر کرو۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا:

قُلۡ مَا يَكُوۡنُ لِىۡۤ اَنۡ اُبَدِّلَهٗ مِنۡ تِلۡقَآئِ نَفۡسِىۡ ۚ

''اے رسولؐ! کہہ دو مجھے حق نہیں پہنچتا کہ اپنی جانب سے اللہ کے حکم میں تبدیلی کروں۔'' (سورہ:10، یونس، آیت:15)

یعنی امیر المومنین علیؑ کے متعلق:

اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوۡحٰٓى اِلَىَّ (سورہ:46، احقاف، آیت:9)

''میں تو فقط اس کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی ہوتی ہے۔''

سوال: جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کی تفسیر پوچھی:

وَلَا تَجۡهَرۡ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتۡ بِهَا وَابۡتَغِ بَيۡنَ ذٰلِكَ سَبِيۡلًا ○

''اپنی نماز کو زیادہ یا بہت آہستہ آواز سے نہ پڑھو، بلکہ ان دو کا درمیانی راستہ اختیار کرو۔'' (سورہ:17، الاسراء/بنی اسرائیل، آیت:110)

جواب: آپؑ نے فرمایا: علیؑ کی ولایت ہی نماز ہے اور جس سبب سے ہم نے تمہیں صاحبِ عزت قرار دیا ظاہر نہ کریں جب تک ہم تمہیں حکم نہ دیں۔ فرمانِ خداوندی کا یہی مقصد ہے کہ ''اپنی نماز کو بلند آواز سے نہ پڑھیں۔''

اور یہ کہ ''زیادہ آہستہ بھی نہ پڑھیں''، یعنی اسے حضرت علیؑ سے نہ چھپائیں اور جو مرتبہ آپؐ کے باعث انہیں ملا، اسے بتائیں۔

اور ''یہ کہ ان دو کے درمیان کا راستہ منتخب کریں''، یعنی مجھ سے پوچھیں تاکہ تمہیں اجازت دوں کہ حضرت علیؑ کی ولایت کا اعلان کریں اور اس امر کی اجازت غدیرِ خم کے دن دی گئی۔ اسی لیے اس دن آپؐ نے ارشاد فرمایا: پروردگار! جس جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے، خدایا جو علیؑ سے محبت رکھے تو اسے محبوب رکھ اور جو علیؑ سے دشمنی کرے تو اسے دشمن رکھ۔''

سرکار علامہ مجلسیؒ اس حدیث مبارکہ کے ذیل میں فرماتے ہیں: کیونکہ حقیقی اور کامل نماز سوائے حضرت علیؑ اور ان جیسی ہستیوں کے کسی سے صادر نہیں ہوئی اسی لیے نماز کے آثار آپؑ کی ذاتِ گرامی میں ظاہر ہوئے گویا آپؑ خود مجسم نماز ہیں۔ چونکہ نماز کی قبولیت کا ٹوٹل دارومدار آپؑ کی ولایت سے ہے اور آپؑ کے بغیر نماز صحیح نہیں،

کیونکہ آپؑ ہی نماز کی دعوت دینے والے اور نماز سکھانے والے ہیں، ان امور کے باعث قرآنِ پاک میں آپؑ کو نماز سے تعبیر کیا گیا ہے۔

سوال: اسحاق بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا٥

''اور ہرگز اسراف اور تبذیر نہ کرو۔'' (سورہ:17، الاسراء/بنی اسرائیل، آیت:26)

جواب: آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علیؑ کی ولایت میں اسراف نہ کرو۔

علامہ مجلسیؒ اس روایت کے بیان میں فرماتے ہیں کہ آیہ کریمہ کے آغاز میں ہے کہ

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ

''ذوالقربیٰ کا حق ادا کریں۔'' (سورہ:17، الاسراء/بنی اسرائیل، آیت:26)

آپؐ نے اس آیہ کریمہ کے نازل ہونے پر باغِ فدک حضرت فاطمۃ الزہراءؑ کو عطا کر دیا۔ اس کے بعد آیہ کریمہ میں ہے کہ ''اسراف نہ کریں'' یعنی مقرر شدہ مصارف کے علاوہ مال کو کہیں خرچ نہ کریں۔ لہٰذا آیہ کریمہ کا باطن شاید یوں بنے کہ علیؑ کی ولایت کو کسی اور کے حوالے نہ کریں۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ امام علیؑ کی شان میں غلو سے منع کیا گیا ہو کہ آپؑ لوگوں کو غلو سے منع فرمائیں جیسا کہ ارشاد فرمایا: آپ نے شرک کیا۔''

سوال: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝

''اور وہ لوگ جو خدا کو چھوڑ کر ان بتوں کو پکارتے ہیں جو کسی شئے کو خلق

کرنے کی قدرت نہیں رکھتے بلکہ خود مخلوق ہیں، وہ ایسے مردے ہیں کہ جو حیات اور زندگی سے خالی ہیں اور انہیں پتا نہیں کہ وہ کب اُٹھائے جائیں گے۔'' (سورہ:16، نحل، آیت:20 تا 21)

امامؑ نے فرمایا: وہ جو خدا کو چھوڑ کر پہلے، دوسرے اور تیسرے کو پکارتے ہیں وہ رسولؐ اللہ کے اس حکم کا انکار کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تھا: علیؑ سے محبت کرو اور اس کی پیروی کرو، جبکہ یہ لوگ علیؑ سے دشمنی رکھتے ہیں اور آپؑ کی ولایت کا انکار کرتے ہیں اور لوگوں کو اپنی ولایت کی دعوت دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی مفہوم ہے ''وہ لوگ جو خدا کو چھوڑ کر بت پرستی کرتے ہیں۔''

اور یہ کہ ''وہ کسی چیز کو خلق نہیں کرتے'' یعنی کسی کی عبادت نہیں کرتے ''وہ خود مخلوق ہیں'' یعنی ان کی عبادت کی جاتی ہے اور یہ کہ ''وہ ایسے مردے ہیں کہ جن کے پاس زندگی نہیں۔'' یعنی غیر مومن کافر ایسے ہیں اور یہ فرمانا کہ ''وہ نہیں جانتے کہ کس وقت اُٹھائیں جائیں گے۔'' یعنی وہ ایمان نہیں لائیں گے، وہ مشرک ہیں۔

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ

''کہ آپ کا معبود تو خدائے واحد ہے۔'' (سورہ:16، نحل، آیت:22)

بے شک اسی طرح ہے جیسا کہ خدا نے ارشاد فرمایا ہے۔

اور یہ کہ ''اور وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لائے'' یعنی رجعت اور اس کی صداقت کے منکر ہیں اور یہ کہ ''ان کے دل حق کا انکار کرتے ہیں۔'' یعنی ان کے دلوں میں کفر ہے۔

اور یہ کہ ''وہ خدا کے حکم سے تکبر اور نافرمانی کرتے ہیں'' یعنی علیؑ کی ولایت و امامت کے مقابلے میں تکبر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو اپنے عذاب کا وعدہ دیا ہے۔

لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ یَعۡلَمُ مَا یُسِرُّوۡنَ وَمَا یُعۡلِنُوۡنَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الۡمُسۡتَكۡبِرِیۡنَ ۝

"بے شک خدا ان کے ظاہر و باطن سے آگاہ ہے اور وہ ہرگز متکبروں کو پسند نہیں کرتا۔" (سورہ:16 نحل، آیت:23)

یعنی ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو علیؑ کی ولایت کے متعلق غرور کرتے ہیں۔

سوال: جابر جعفیؒ کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کی باطنی تفسیر دریافت کی۔

وَاٰمِنُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلۡتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمۡ وَلَا تَكُوۡنُوۡۤا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ ۝

"اور جو کچھ میں نے نازل کیا ہے اس پر ایمان لاؤ کہ اس کی نشانیاں تمہارے پاس موجود آسمانی کتابوں سے مطابقت رکھتی ہیں اور اس کے پہلے منکر نہ بنو۔" (سورہ:2، البقرہ، آیت:41)

جواب: امامؑ نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد فلاں شخص، اس کا ساتھی اور ان کے پیروکار ہیں اللہ تعالیٰ انہی سے مخاطب ہے کہ تم علیؑ کا انکار کرنے والے نہ بنو۔

سوال: جابرؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

فَلَمَّا جَآءَهُمۡ مَّا عَرَفُوۡا كَفَرُوۡا

"پھر جب جسے وہ جانتے تھے وہ آیا تو انہوں نے اس کے حق کا انکار کر دیا۔" (سورہ:2، البقرہ، آیت:89)

امامؑ نے فرمایا: اس آیۂ کریمہ کی باطنی تفسیر یوں ہے کہ جب علیؑ کے متعلق وہ حکم خدا پہنچا جس کا انہیں علم تھا تو انہوں نے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ "کافروں پر اللہ کی لعنت ہو" یعنی بنی امیہ پر کہ قرآن کی نظر میں وہ کافر ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: آیۂ کریمہ رسول اللہؐ پر یوں نازل ہوئی:

بِئۡسَمَا اشۡتَرَوۡا بِهٖۤ اَنۡفُسَهُمۡ اَنۡ یَّكۡفُرُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ

"لیکن انہوں نے خود کو گھٹیا قیمت لے کر فروخت کر دیا اور ظلم و ستم کرتے ہوئے اللہ کی نازل کردہ آیتوں (جو حضرت علیؑ کے حق میں نازل ہوئیں) کا انکار کر دیا۔" (سورہ:2، البقرہ، آیت:90)

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ کے حق میں ارشاد فرمایا: "اللہ اپنے فضل سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنی نشانیاں نازل کرتا ہے۔" پھر فرمایا: "اسی سبب سے (بنو امیہ) ایک غصے کے بعد دوسرے غصے میں مبتلا ہوئے اور کافروں یعنی بنو امیہ کے لیے ذلیل و رسوا کرنے والا عذاب ہے۔

جابر کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "خدا کی قسم یہ آیۂ کریمہ حضرت محمدؐ پر اس تشریح کے ساتھ نازل ہوئی:

وَاِذَا قِیۡلَ لَهُمۡ اٰمِنُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا نُؤۡمِنُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡنَا

"اور جب انہیں یعنی بنو امیہ کو کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے (علیؑ کے متعلق) نازل کیا ہے اس پر ایمان لے آؤ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو فقط اس پر ایمان لائیں گے جو ہم پر نازل ہوا۔" (سورہ:2، البقرہ، آیت: 91)

سوال: سالم ابو محمد کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: مجھے اس ولایت کے متعلق بتائیے جو غدیر خم کے دن حضرت جبرئیلؑ رب العالمین کی جانب سے لائے تھے۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

نَزَلَ بِهِ الرُّوۡحُ الۡاَمِیۡنُ ۝ عَلٰی قَلۡبِكَ لِتَكُوۡنَ مِنَ الۡمُنۡذِرِیۡنَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیۡنٍ ۝ وَاِنَّهٗ لَفِیۡ زُبُرِ الۡاَوَّلِیۡنَ ۝

"روح الامین اسے لائے، آپ کے قلبِ مبارک پر تاکہ آپ ڈرانے والے

ہوں، اسے واضح عربی زبان میں لائے۔" (سورہ:26، الشعراء، آیت:193 تا196)

اور اس کی تعریف سابقہ کتابوں میں بھی موجود ہے۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: بے شک یہ امیر المومنین علیؑ کی ولایت تھی۔

سوال: ابوحمزہؒ کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ مجیدہ کے متعلق پوچھا:

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ط

"جب انہوں نے ان چیزوں کو بھلا دیا جن کا انہیں حکم دیا گیا تھا تو ہم نے تمام (نعمتوں) دروازے ان پر کھول دیئے۔" (سورہ:6، انعام، آیت:44)

جواب: امامؑ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ انہوں نے ان چیزوں کو بھلا دیا جن کا انہیں حکم دیا گیا تھا، یعنی جب انہوں نے امیر المومنین علیؑ کی ولایت کو چھوڑ دیا جبکہ انہیں اس کا حکم دیا گیا تھا۔ "تو ہم نے ہر چیز کے دروازے ان پر کھول دیئے۔" یعنی دنیاوی دولت اور اس کی نعمتیں انہیں دیں۔ (یعنی ہم نے مجرموں کو ڈھیل دی تاکہ ان کے جرم میں اضافہ ہو)۔

سوال: جابرؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ

"اللہ تعالیٰ مومنوں سے اس وقت راضی و خوش ہوا جب انہوں نے اس درخت کے نیچے آپؐ سے بیعت کی۔" (سورہ:48، فتح، آیت:18)

بیعت کرنے والے صحابہؓ کی تعداد کتنی تھی؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: بارہ سو آدمی۔

سوال: میں نے عرض کیا: کیا علیؑ بھی ان میں شامل تھے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! علیؑ ان کے سید و سردار تھے۔

سوال: جابر کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝

"اور مجھے قسم ہے باپ اور بیٹے کی۔" (سورہ:90، البلد، آیت:3)

جواب: امامؑ نے فرمایا: باپ سے مراد امام علیؑ ہیں جبکہ بیٹے سے مراد آئمہ طاہرینؑ ہیں۔

سوال: ابان بن تغلبؒ کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کی تفسیر پوچھی:

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ

"وہ جہاں بھی ہوں ان پر ذلت کی مہر ہو، سوائے اللہ کی رسی کے اور لوگوں کی رسی کے۔" (سورہ:3، آل عمران، آیت:112)

سوال: امامؑ نے فرمایا: لوگ (برادرانِ اہل سنت) اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

میں نے عرض کیا: وہ کہتے ہیں کہ خدا کی رسی سے مراد کتاب اللہ (قرآن کریم) ہے اور لوگوں کی رسی سے مراد عہد و پیمان ہے جو خدا نے لوگوں سے لیا ہے۔

جواب: آپؑ نے فرمایا: وہ غلط کہتے ہیں۔

سوال: میں نے عرض کیا: آپؑ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: خدا کی رسی سے مراد کتاب اللہ (قرآن حکیم) ہے جبکہ لوگوں کی جانب سے رسی حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں۔

سوال: عبدالواحد بن مختار کہتے ہیں کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپؑ نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت علیؑ ان والدین میں سے ہیں کہ جن کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "ہم نے انہیں نصیحت کی۔"

اَشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ط

"کہ میرا اور اپنے ماں باپ کا شکریہ ادا کرو۔" (سورہ:31، لقمان، آیت:14)

جنابِ زرارہؒ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ کون سی آیت ہے؟ سورۃ بنی

اسرائیل والی آیت ہے یا سورۃ لقمان والی آیت ہے؟ جناب زرارہؓ فرماتے ہیں کہ کچھ عرصہ گزرا یہاں تک کہ میں نے حج کیا اور امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اکیلے محفل میں ان سے پوچھا: مولا! آپؑ پر قربان جاؤں، آپؑ سے عبدالواحد نے ایک حدیث بیان کی ہے، کیا وہ درست ہے؟

فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: آپؑ کے خیال میں کونسی آیت ہے؟ سورہ لقمان والی یا سورہ بنی اسرائیل والی آیت ہے؟

آپؑ نے ارشاد فرمایا: وہ آیتِ کریمہ جو سورۂ لقمان میں ہے۔

سرکار علامہ مجلسیؒ اس حدیث شریف کے ذیل میں فرماتے ہیں:

شاید جنابِ زرارہؓ نے شک و تردید کے سبب یہ خدشہ کیا کہیں راوی نے اپنی جانب سے کوئی اضافہ تو نہیں کیا۔

سوال: احمد بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: قربان جاؤں، شیعہ اس آیۂ کریمہ کی تفسیر پوچھتے ہیں کہ:

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝

"وہ کس چیز کے متعلق ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں؟ ایک اہم اور عظیم خبر کے متعلق۔" (سورہ:78، نبا، آیت:1 تا 2)

جواب: امامؑ نے ارشاد فرمایا: اس کا جواب میرے پاس ہے۔ اگر چاہوں تو انہیں مطلع کرسکتا ہوں اور چاہوں تو نہ بتاؤں۔ لیکن میں آپ کو اس کی تفسیر بتاتا ہوں۔

سوال: میں نے عرض کیا: "وہ کس چیز کے متعلق ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں؟"

جواب: آپؑ نے فرمایا: یہ آیتِ کریمہ امیر المومنین علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اسی لیے امام علیؑ فرمایا کرتے تھے "میں خدا کی سب سے بڑی آیت اور نشانی ہوں اور

میں ہی خدا کی سب سے بڑی خبر ہوں۔ بہ تحقیق سابقہ امتوں پر میری ولایت پیش کی گئی جنہوں نے اسے قبول نہ کیا۔"

سوال: راوی نے امامؑ سے عرض کیا: اور یہ آیۂ کریمہ:

قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ۝ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ۝

"کہہ دو کہ وہ عظیم خبر ہے کہ جس سے تم روگردان ہو۔"

(سورہ:38، ص، آیت:67 تا 68)

جواب: امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم، اس سے مراد امیر المومنین علیؑ ہی ہیں۔

سوال: حضرت ابان بن تغلبؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے مذکورہ آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا۔

جواب: امام نے فرمایا: بڑی خبر سے مراد "علیؑ" ہیں، کیونکہ رسولؐ اللہ کی ذات میں تو اختلاف نہیں ہے۔

سوال: ابوالمقدام کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: عامہ (اہل سنت) گمان کرتے ہیں کہ کیونکہ سب لوگوں نے حضرت ابوبکر کی بیعت کرلی تو یہ انتخاب خدا کی رضا کا سبب بنا اور اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا تھا کہ آپؐ کے بعد امتِ محمد مصطفیؐ کو فتنے اور آزمائش میں ڈالے۔

جواب: امام باقرؑ نے فرمایا: کیا انہوں نے اللہ کی کتاب کو نہیں پڑھا؟ کیونکہ قرآن کریم میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ

"محمدؐ فقط اللہ کے رسول ہیں آپؐ سے پہلے بھی رسول آئے۔ کیا اگر وہ فوت ہو جائے یا قتل کیا جائے تو تم واپس پلٹ جاؤ گے؟" (سورہ:3، آل عمران، آیت:144)

میں نے عرض کیا: وہ اس آیۂ کریمہ کی دوسرے انداز سے تفسیر کرتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: کیا ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے پہلے کی امتوں کے حالات میں بیان کیا ہے کہ وہ واضح دلیلیں آنے کے باوجود اختلاف کا شکار ہو گئے جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ ...... فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ

''اور ہم نے مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ کو واضح نشانیاں دیں اور روح القدس کے ذریعہ ان کی حمایت کی...... تو ان میں سے بعض ایمان لے آئے اور بعض کافر ہو گئے۔'' (سورہ:2،البقرہ،آیت:253)

یہ آیتِ کریمہ اس بات پر بہترین دلیل ہے کہ اصحابِ محمدؐ بھی آپؐ کے بعد اختلافات کا شکار ہو گئے تو ان میں سے بعض ایمان لائے اور بعض نے انکار کیا۔

علامہ مجلسیؒ امامؑ کے فرمان کی وضاحت میں کہتے ہیں کہ آیۂ کریمہ یوں ہے کہ ''ہم نے بعض رسولوں کو بعض پر فضیلت عطا کی ان میں سے بعض کے ساتھ خدا نے گفتگو کی اور بعض کو بلند مرتبہ عطا کیا۔ اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰؑ کو واضح نشانیاں دیں اور ہم نے روح القدس کے ذریعہ ان کی مدد کی (ان کی یہ عظمت و بلندی امت میں اختلاف میں رکاوٹ نہ بنی) اور اگر خدا چاہتا تو جو ان کے بعد آئے اتنی واضح نشانیوں کے باوجود جنگ و جدال نہ کرتے مگر یہ امتیں تھیں جنھوں نے آپس میں اختلاف کیا تو ان میں سے بعض ایمان لے آئے اور بعض نے کفر اختیار کیا اور اگر خدا چاہتا تو وہ آپس میں جھگڑا نہ کرتے لیکن خدا جو چاہتا ہے اپنی حکمت سے انجام دیتا ہے)۔

اس آیتِ کریمہ سے استدلال کے دو راستے ہیں:

اوّل: یہ آیتِ کریمہ پیغمبر اسلامؐ کی امت کو بھی شامل ہے۔

دوئم: وہ متواتر احادیث جو رسولِ اسلامؐ سے ہم تک پہنچی ہیں کہ جو کچھ سابقہ امتوں نے کیا وہی کام یہ امت بھی انجام دے گی۔

یہ احتمال بھی ہے کہ امامؑ کا مقصد یہ ہو کہ آپؑ اس انحراف کے امت محمدؐ کے وقوع بعید ہونے کو دفع کر رہے ہیں۔ جیسا کہ حدیث کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے۔

علامہ مجلسیؒ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: امامؑ نے پہلی آیہ تلاوت کی تو راوی نے کہا کہ وہ اس آیہ کو دوسرے انداز سے تفسیر کرتے ہیں یعنی وہ کہتے ہیں کہ یہ تو فقط استفہام اور سوال ہے اور سوال کسی شے کے واقع ہونے پر دلیل نہیں بنتا۔ جبکہ امامؑ کا مقصد یہ بیان کرنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آپؐ کے بعد واقع ہونا تھا وہ بتا دیا اور یہ سوال سے منافات نہیں رکھتا بلکہ یہ سزا دینے کی دھمکی کے مترادف ہے۔

اور آیت میں یہ فرمانا کہ تمہارے مرتد و کافر ہو جانے سے خدا کو کوئی نقصان نہ ہوگا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پروردگارِ عالم جانتا تھا کہ ان سے یہ اعمال سرزد ہوں گے اسی لیے ان کی مذمت کی۔

اور چونکہ سوال پوچھنے والا راوی (اپنی کم علمی کے باعث) ان اسباب سے غافل تھا اور مخالف سے مناظرے کے دوران یہ باتیں واضح نہیں تھیں۔ تو امامؑ نے ان باتوں سے صرفِ نظر کرتے ہوئے دوسری آیۂ کریمہ سے اس بات پر دلیل قائم کی اور وہ خدا کا یہ فرمان ہے کہ ''اور ہم نے عیسیٰؑ بن مریم کو واضح نشانیاں دیں...... پھر ان میں سے کچھ ایمان لائے اور کچھ کافر ہو گئے۔''

سوال: سدیر کہتے ہیں: میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا اور پیغمبر اکرمؐ کے بعد لوگوں کے کردار پر گفتگو ہو رہی تھی کہ انہوں نے حضرت امیر المومنین علیؑ کو اکیلا چھوڑ دیا۔ حاضرین میں سے ایک آدمی نے امام سے کہا: ''اللہ آپؑ کو خوش رکھے اس وقت بنی ہاشم کی عزت، طاقت اور قوت کہاں گئی تھی؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: بنی ہاشم میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا تھا۔ حمزہؑ اور جعفر طیارؑ جیسے بہادر جامِ شہادت نوش کر چکے تھے اور بنی ہاشم سے فقط دو کمزور ضعیف اور تازہ مسلمان مرد رہ گئے تھے یعنی عباس اور عقیل جبکہ یہ دونوں فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے تھے۔

خدا کی قسم اگر حمزہؓ اور جعفرِ طیارؓ اس وقت موجود ہوتے تو وہ کبھی خلیفہ نہ بنتے اور اگر وہ موجود ہوتے تو دونوں کو زندہ نہیں چھوڑتے۔

سوال: حارث اسدی کہتے ہیں: امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے والدِ بزرگوار کے ہمراہ کعبے میں داخل ہوا تو میرے والد (امام علی زین العابدینؑ) نے دوستوں کے درمیان سرخ پتھر (اسی پتھر پہ مولا علیؑ کی ولادت ہوئی تھی) پر نماز پڑھی اور فرمایا: اسی مقام پر ان لوگوں نے آپس میں عہد کیا کہ اگر رسول اللہؐ اس دنیا سے جائیں تو ہم مل کر کوشش کریں گے کہ امرِ خلافت آپؐ کے اہلِ بیتؑ کو ہرگز نہ ملے۔

سوال: میں نے عرض کیا: وہ کون لوگ تھے جنہوں نے عہد و پیمان باندھا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: پہلے دوسرے، ابوعبیدہ بن جراح اور سالم بن حبیبہ۔

سوال: عمرو بن ثابت کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر بتایئے جس میں اپنے پیغمبرؐ سے کہا:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ

''اس کام میں تمہارے پاس کوئی اختیار نہیں۔'' (سورہ:3، آل عمران، آیت:128)

جواب: امامؑ نے فرمایا: رسول اللہؐ کی اس بارے میں حد سے زیادہ کوشش تھی کہ آپؐ کے بعد خلیفہ علی بن ابی طالبؑ ہوں، جبکہ خدا کے علم میں تھا یوں نہ ہوگا (بلکہ لوگ خلافت امام علیؑ سے چھین لیں گے)۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیۂ کریمہ میں اس مقصد کو واضح کیا کہ:

الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا

يُفْتَنُوْنَ ○ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ○

''الم، کیا لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ جب انہوں نے کہا ہم ایمان لائے تو انہیں چھوڑ دیا جائے گا اور ان سے امتحان اور آزمائش نہ ہوگی؟ ہم نے ان سے پہلے والے سب لوگوں سے امتحان لیا (تو یقیناً انہیں بھی آزمائش کا سامنا ہوگا) تاکہ جو ایمان میں سچے ہیں اور جو جھوٹ بولتے ہیں ان کے متعلق خدا کا علم ثابت ہو۔'' (سورہ:29، العنکبوت، آیت:1 تا 3)

امامؑ نے فرمایا: تب رسول اللہؐ خدا کے امر پر راضی ہوئے۔

حضرت ابوحمزہ ثمالیؒ فرماتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھے فرمایا: تحقیق خدا کی حقیقی عبادت وہ کرتا ہے جو اسے پہچانتا ہو مگر جو خدا کو نہیں پہچانتا گویا وہ اس کے غیر کی بندگی کرتا ہے اور گمراہی میں مبتلا ہے۔

سوال: میں نے عرض کیا: اللہ آپ کو خوش رکھے خدا کو کیسے پہچانا جا سکتا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: خدا کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی تصدیق کرو اس طرح سے کہ حضرت علیؑ اور آئمہ ھدیٰؑ سے محبت کرو اور ان کی پیروی کرو اور ان کے دشمن سے برأت و بیزاری کا اعلان کرو۔ اللہ کی شناخت کا یہی راستہ ہے۔

سوال: میں نے عرض کیا: اللہ آپ کو خوش رکھے، وہ کونسی چیز ہے جس کے انجام دینے سے واقعی ایمان مکمل ہوتا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اللہ کے اولیاء اور دوستوں سے محبت کرو اور خدا کے دشمنوں سے دشمنی رکھو اور سچوں کے ساتھ ساتھ رہو جیسا کہ خدا نے اس بات کا حکم دیا ہے۔

سوال: میں نے عرض کیا: اللہ کے دوست کون ہیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اللہ کے دوست یہ ہیں: حضرت محمد رسول اللہؐ، امام علیؑ، امام

حسنؑ ، امام حسینؑ اور علیؑ بن الحسینؑ اس کے بعد خدا کا حکم ہم تک پہنچا۔ میرے بعد میرے بیٹے جعفر (اس وقت امام جعفر صادق کی جانب اشارہ کیا جو وہاں بیٹھے تھے) جو کوئی ان سے محبت کرے گویا اس نے اللہ کے اولیاء سے محبت کی اور وہ سچوں کے ساتھ ہے جیسا کہ خدا نے حکم دیا ہے۔

سوال : میں نے عرض کیا: خدا کے دشمن کون ہیں؟

جواب : امامؑ نے فرمایا: چار بت۔

سوال : میں نے عرض کیا: چار بتوں سے کون مراد ہیں؟

جواب : آپؑ نے فرمایا: ابوفصیل، رمع، نعثل اور معاویہ اور وہ جوان کا پیروکار ہے۔ جو کوئی ان سے عداوت رکھے گویا اس نے خدا کے دشمنوں سے عداوت کی۔

سوال : فضیل کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: قربان جاؤں، ہمیں بتایا گیا ہے کہ جعفر طیارؓ کے خاندان سے ایک آدمی پرچمدار ہوگا اور قیام کرے گا اور عباس کے خاندان سے دو آدمی پرچم اُٹھا کر قیام کریں گے۔ کیا آپؑ اس سلسلے میں کچھ بیان فرمائیں گے؟

جواب : امامؑ نے فرمایا: جہاں تک جعفر طیارؓ کے خاندان کا تعلق ہے تو ان کے ہاتھ میں نہ پرچم ہوگا اور نہ ہی یہ کسی قسم کا قیام کریں گے۔ البتہ عباس کا خاندان حکمران بنے گا کہ جس حکومت میں دور کو نزدیک اور نزدیک کو دور کریں گے۔ ان کی حکومت میں سختی ہے آسانی نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اگر یہ خدا کی گرفت سے محفوظ ہوں اور خدائی عذاب سے امان میں ہوں تو فریاد کریں گے اور تمام ملکیت کو جمع کریں گے اور لوگوں پر ظلم کریں گے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق ارشاد فرمایا:

حَتّٰٓی اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ (سورہ 10، یونس، آیت:24)

''یہاں تک کہ زمین اپنی زینت اور خوبصورتی کو پالے گی۔''

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں، یہ کب انجام پذیر ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: اس سلسلے میں ہمیں وقت نہیں بتایا گیا لیکن جب ہم تمہیں کوئی چیز بتاتے ہیں اور اسی طرح واقع ہو تو کہیں کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا اور اگر اس کے خلاف واقع ہو تو بھی کہیں کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ کہا، اس حالت میں تمہیں دگنا ثواب ملے گا۔ لیکن جب لوگوں کی ضرورت بڑھ گئی اور وہ غریب ہو گئے اور ان میں سے بعض نے بعض کا انکار کر دیا اس وقت تمہیں صبح و شام اس بات کا انتظار کرنا چاہیے۔

سوال : میں نے عرض کیا: قربان جاؤں، غربت اور مجبوری کا مفہوم تو میں سمجھ گیا لیکن بعض لوگوں کی جانب بعض دیگر کے انکار سے کیا مراد ہے؟

جواب : امامؑ نے فرمایا: ایک آدمی کسی صورت اور مجبوری سے اپنے بھائی کے پاس جاتا ہے۔ وہ اس کے ساتھ پہلے والے رویے کو بدل دیتا ہے اور اس سے دوسرے انداز سے گفتگو کرتا ہے۔

سوال : ابوحمزہؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: حضرت علیؑ فرمایا کرتے تھے کہ ستر سال بلا و مصیبت ہے جس کے بعد آسائش اور سکون ہوگا، ابھی ستر سال گذر گئے مگر لوگوں کو سکون نصیب نہیں ہوا۔

جواب : حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اے ثابت! بے شک اللہ تعالیٰ نے 70 ھ کو حکومت اہلِ بیتؑ کا سال قرار دیا تھا، لیکن جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو زمین والوں پر اللہ تعالیٰ کا غضبناک عذاب ہوا اور یہ وعدہ 140 ھ تک مؤخر ہوا۔ پھر تم لوگوں نے اس راز کو نا اہلوں کے آگے فاش کر دیا اور راز کو راز نہ رہنے دیا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کا وقت اور مؤخر کر دیا اور ہمیں اس کا معین وقت نہیں بتایا۔

اس کے بعد امامؑ نے اس آیہ کریمہ کی تلاوت فرمائی:

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ ۚ وَ عِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ۝

''اللہ جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے اور ام الکتاب (لوحِ محفوظ) تو اسی کے پاس ہے۔'' (سورہ:13،الرعد، آیت:39)

سوال: عبدالرحیم قصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: صالح بن میثم نے عبایہ اسدی سے میرے لیے ایک حدیث نقل کی ہے کہ امام علی مرتضیٰؑ نے فرمایا: کوئی انسان جو مجھ سے بغض و عداوت رکھتا ہے اپنی وفات کے وقت مجھے دیکھے گا اور اسے تکلیف ہوگی اور جو انسان مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ بھی مجھے وفات کے وقت ضرور دیکھے گا اور اسے سکون ملے گا۔ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! (حدیث صحیح ہے کہ ہر انسان موت کے وقت علیؑ کو دیکھے گا) جبکہ رسول اللہ ﷺ آپؑ کے دائیں جانب ہوں گے۔

سوال: عبدالحمید وابشی کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ہمارا ایک ہمسایہ ہے جو تمام گناہ انجام دیتا ہے، یہاں تک کہ نماز ترک کر دیتا ہے اور دوسرے واجبات کے ساتھ بھی یہی حال کرتا ہے۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: سبحان اللہ اور اس سے بڑھ کر تمہیں ایسے شخص کے بارے میں بتاؤں جو اس سے بدتر اور زیادہ شریر ہے۔

میں نے عرض کیا: ہاں فرمائیے۔

امامؑ نے فرمایا: ناصبی دشمنِ اہل بیتؑ اس سے بدتر ہے۔ آگاہ رہو جس انسان کے سامنے اہل بیتؑ کا تذکرہ ہو اور اس پر محبتِ اہل بیتؑ میں رقت طاری ہو (ہماری مظلومیت کے باعث) فرشتے اس پر محبت کا ہاتھ پھیرتے ہیں اور اس کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں سوائے اس گناہ کے جو ایمان کو زائل کر دیتا ہے اور یقیناً شفاعت ہر ایک کے متعلق قبول ہوگی سوائے ناصبی دشمنِ اہل بیتؑ کے۔ بے شک مومن (قیامت کے دن) اپنے ہمسائے کی شفاعت کرے گا اور اسے اپنی نیکیوں سے فیض

یاب کرے گا اور کہے گا پروردگارا میرا ہمسایہ مجھ سے تکالیف دور کرتا تھا تو اس کی شفاعت کر۔ اس وقت اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرمائے گا: ''میں تیرا رب ہوں میں اس بات کا زیادہ حقدار ہوں کہ اسے نیکی کا بدلہ دوں۔ پھر اسے نیکیوں کے ساتھ جنت میں داخل کرے گا۔'' اور سب سے کم مرتبہ والے مومنین تیس انسانوں کی شفاعت کریں گے اس وقت اہلِ دوزخ کہیں گے:

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ۝ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ۝

''افسوس کہ آج ہماری شفاعت کرنے والا کوئی نہیں اور نہ ہی محبت کرنے والا دوست ہے۔'' (سورہ:26،شعراء، آیت:100تا101)

سوال: عمر بن عبداللہ ثقفی کہتے ہیں کہ ہشام بن عبدالمالک (اموی خلیفہ) نے امام محمد باقر علیہ السلام کو اپنے وطن مدینہ سے (دارالخلافہ) شام طلب کیا اور اپنے برابر میں بٹھایا۔ آپؑ لوگوں کے پاس جاتے اور ان کی محفلوں میں اُٹھتے بیٹھتے۔ اس اثناء میں ایک دن آپؑ بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگ آپؑ کے گرد جمع تھے اور آپؑ سے مسئلے پوچھ رہے تھے کہ آپؑ کی نظر عیسائیوں پر پڑی جو شہر کے نزدیک ایک پہاڑ کی جانب جا رہے تھے۔ آپؑ نے پوچھا: انہیں کیا ہو گیا ہے؟ کیا آج ان کی کوئی عید ہے؟

لوگوں نے عرض کیا: نہیں، اے فرزندِ رسولِ خدا! ان کا ایک بہت بڑا عالم اس پہاڑ میں رہتا ہے ہر سال ایک دفعہ آج ہی کے دن اس عالم کے پاس جاتے ہیں اور اس سے آئندہ سال کے متعلق اور جو چاہتے ہیں پوچھتے ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: کیا اس کے پاس علم ہے؟

لوگوں نے عرض کیا: بہت بڑا عالم ہے اور یہ ان علماء میں سے ہے کہ جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں کے شاگردوں سے علم حاصل کیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: کیا خیال ہے اگر ہم ان سے ملنے چلیں؟

لوگوں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ اللہ! جیسے آپؑ کا حکم ہو۔

راوی کہتا ہے: امامؑ نے اپنا سر مبارک کپڑے سے ڈھانپا (تاکہ کوئی پہچان نہ سکے) اور ساتھیوں کے ہمراہ اس پہاڑ کی جانب چلے اور لوگوں کے ہمراہ اس پہاڑ پر پہنچ کر درمیان میں بیٹھ گئے۔

عیسائیوں نے مسند بچھائی۔ اس کے اوپر چادر ڈالی اور پھر جا کر اس عالم کو باہر لائے۔ اس کی پلکوں کے بال اوپر کیے تاکہ وہ بہ آسانی دیکھ سکے، اس عالم نے چاروں طرف دیکھا یہاں تک کہ امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا اور آپؑ سے کہا:

سوال: اے محترم! کیا آپ ہم میں سے ہیں یا امتِ مرحومہ میں سے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: میں امتِ مرحومہ میں سے ہوں۔

سوال: اس نے عرض کیا: علماء میں سے ہیں یا نادان جاہلوں میں سے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: میں جاہلوں میں سے نہیں ہوں۔

عیسائی نے کہا: میں آپؑ سے پوچھوں یا آپ پوچھیں گے؟

امامؑ نے فرمایا: آپ مجھ سے سوال کریں۔

عیسائی عالم نے اپنے لوگوں کی طرف دیکھ کر کہا: اے نصاریٰ! امت محمدؐ سے ایک آدمی مجھے کہتا ہے کہ آپ ہی مجھ سے پوچھیں۔ مناسب ہوگا کہ میں کچھ مسائل ان سے پوچھ لوں۔

سوال: پھر کہنے لگا: اے بندۂ خدا! اس وقت کے متعلق بتائیے جو نہ دن میں شامل ہے اور نہ ہی رات میں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: طلوعِ فجر سے لے کر سورج کے طلوع ہونے تک۔

سوال: نصرانی کہنے لگا: اگر یہ نہ دن میں شامل ہے اور نہ رات میں تو پھر یہ کونسا وقت ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہ بہشت کے اوقات میں سے ہے ایسے وقت میں بیماروں کو شفا ملتی ہے۔

عیسائی نے کہا: میں سوال کروں یا آپ پوچھیں گے؟

امامؑ نے فرمایا: آپ پوچھیں۔

عیسائی عالم نے لوگوں کی طرف دیکھ کر کہا: اے عیسائیو! یہ آدمی سوال پوچھنے کے قابل ہے۔

سوال: اچھا بتائیے کہ اہلِ بہشت کیسے ہیں کہ غذا کھاتے ہیں لیکن رفعِ حاجت کی ضرورت محسوس نہیں کرتے، دنیا سے اس کی مثال دیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اس کی مثال ماں کے پیٹ میں وہ بچہ ہے جو ماں کے پیٹ میں زندہ ہے اور ماں کے ذریعہ غذا کھاتا ہے مگر رفع حاجت نہیں کرتا۔

سوال: عیسائی عالم نے کہا: آپؑ نے تو کہا تھا کہ میں عالم نہیں ہوں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: میں نے کہا تھا کہ جاہل نہیں ہوں (یہ نہیں کہا تھا کہ عالم نہیں ہوں کیونکہ خود کو عالم کہنا ایک طرح کے غرور اور تکبر کا باعث ہے لہٰذا امامؑ نے یوں جواب دیا)۔

سوال: عیسائی نے کہا: میں سوال کروں یا اب آپؑ پوچھیں گے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: آپ ہی پوچھیں۔

عیسائی عالم نے کہا: اے عیسائیو! خدا کی قسم اب میں ان سے ایسا مشکل مسئلہ پوچھوں گا کہ یہ حیران رہ جائے...... جیسے آدمی کیچڑ میں پھنس جاتا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: پوچھیے۔

سوال: نصرانی عالم نے کہا: مجھے اس شخص کے بارے میں بتائیے جس نے اپنی اہلیہ (بیوی) کے ساتھ مباشرت کی اور وہ اس وقت دو جڑواں بچوں سے حاملہ ہوئی اور پھر

دو جڑواں بیٹے پیدا ہوئے۔ پھر ایک عرصہ کے بعد یہ دونوں بھائی اکٹھے فوت ہوئے اور اکٹھے دفن کیے گئے مگر ان میں سے ایک کی عمر 150 سال تھی جبکہ دوسرے کی عمر فقط 50 سال۔ ان دو بھائیوں کے نام بتائیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ان دو بھائیوں کا نام حضرت عزیرؑ اور حضرت عزرہؑ (عزیز) تھا۔ یہ دونوں بھائی جڑواں پیدا ہوئے اور چند سال اکٹھے پلے بڑھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عزیرؑ کو ایک سو سال تک مار دیا (روح قبض کر لی) سو سال گزر جانے کے بعد اسے دوبارہ زندہ کر دیا اور پھر دونوں بھائیوں نے بقیہ عمر اکٹھے ہی گذار دی اور اکٹھے فوت ہوئے۔

نصرانی عالم نے کہا: اے عیسائیو! میں نے آج تک اس سے بڑا عالم اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ جب تک یہ آدمی شام کی سرزمین پہ موجود ہے مجھ سے کچھ نہ پوچھو بلکہ مجھے اپنی جگہ پر واپس پہنچا دو۔

راوی کہتا ہے: اسے غار میں واپس لے گئے جہاں وہ رہتا تھا اور عیسائی امام محمد باقر علیہ السلام کے ہمراہ شہر کو واپس لوٹے۔

دوسری حدیث میں یوں بیان ہوا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد اضافہ کیا ہے کہ ''اس وقت کچھ لوگ صومعہ (عیسائی عبادت گاہ) سے باہر آئے اور کہنے لگے: ''ہمارے بزرگ آپ کو بلا رہے ہیں۔''

میرے والد بزرگوار امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: مجھے آپ کے بزرگ سے کوئی کام نہیں اگر اسے مجھ سے کوئی کام ہے تو یہاں آ جائے۔

وہ لوگ گئے اور اپنے بزرگ عالم کو ساتھ لے کر آئے اور میرے والدِ بزرگوار امام باقر علیہ السلام کے آگے بٹھا دیا۔ اس نے میرے والد سے پوچھا: آپؑ کا کیا نام ہے؟

امامؑ نے فرمایا: میرا نام محمدؐ ہے۔

بوڑھے عالم نے کہا: کیا آپ محمد اللہ کے نبی ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: نہیں، میں ان کی بیٹی کا فرزند ہوں۔

عیسائی عالم نے پوچھا: آپؑ کی والدہ کا کیا نام ہے؟

امامؑ نے فرمایا: میری ماں کا نام فاطمۃ الزہراؑ ہے۔

عیسائی عالم نے پوچھا: آپؑ کے باپ کا کیا نام ہے؟

امامؑ نے فرمایا: میرے باپ کا نام علیؑ ہے۔

عیسائی عالم نے کہا: آپؑ اُسی علیؑ کے بیٹے ہیں جنہیں عبرانی زبان میں ایلیا اور عربی میں علیؑ کہا جاتا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: جی ہاں اُسی علیؑ کے۔

عیسائی عالم نے پوچھا: آپؑ شبرؑ کے بیٹے ہیں یا شبیرؑ کے؟

امامؑ نے فرمایا: میں شبیرؑ کا بیٹا ہوں۔

بوڑھے عیسائی عالم نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ لاشریک ہے اور بے شک تمہارے نانا حضرت محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ''ہم ان سے الگ ہوئے اور عبدالملک بن مروان کے دربار میں آئے اور وہ اپنے تخت سے اُترا اور میرے والد کا استقبال کیا اور کہنے لگا: ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ علماء اور دانشمند اس کے جواب سے عاجز ہیں اور وہ سوال یہ ہے کہ جب امام واجب الاطاعت اس دنیا سے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ لوگوں کو کیسے اس دن کا پتہ دیتا ہے؟

میرے والدِ محترم امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اگر ایسا ہو جائے تو لوگ اس دن جو بھی پتھر اُٹھائیں گے اس کے نیچے تازہ خون ٹپکے گا۔

اس وقت عبدالملک نے میرے والدِ بزرگوار کا سر مبارک چوما اور کہا: آپؑ نے سچ فرمایا۔ جس دن آپ کے والدِ بزرگوار علیؑ بن ابی طالبؑ قتل ہوئے، میرے والد

مروان کے گھر کے سامنے بڑا پتھر تھا۔ میرے باپ کے حکم پر وہ پتھر اُٹھایا گیا تو ہم نے اس کے نیچے تازہ خون ٹپکتے دیکھا۔

میرے اپنے باغ میں ایک بڑا حوض تھا۔ اس میں ایک سیاہ پتھر تھا۔ میں نے حکم دیا کہ اس کالے پتھر کو اُٹھا کر سفید پتھر اس کی جگہ رکھا جائے۔ یہ اس دن کا واقعہ ہے جس دن امام حسینؑ شہید کیے گئے۔ میں نے دیکھا کہ اس پتھر کے نیچے تازہ خون جاری تھا۔

اس کے بعد خلیفہ کہنے لگا: کیا آپؑ ہمارے پاس ٹھہریں گے تاکہ ہم آپؑ کی خدمت کریں یا واپس جانا چاہیں گے؟

میرے والد بزرگوار امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ اپنے نانا رسولؐ اللہ کی بارگاہ میں واپس مدینہ جاؤں۔

ہمیں واپسی کی اجازت مل گئی (لیکن چونکہ عبدالملک اس صورتِ حال سے ناراض اور پریشان تھا اور امامؑ کی دشمنی اس کے دل میں تھی) اس نے ہماری روانگی سے قبل ایک قاصد روانہ کیا تاکہ ہم جس مقام پر بھی پہنچیں وہ پہلے جا کر ان لوگوں کو حکم دے کہ وہ نہ تو ہمیں کھانا دیں اور نہ ہمیں آنے دیں تاکہ ہم بھوکے مر جائیں۔

ہم جب روانہ ہوئے اور جس مقام پر ہم پہنچے وہاں کے لوگوں نے ہمیں نہیں چھوڑا یہاں تک کہ ہمارے پاس موجود کھانا ختم ہو گیا۔ جب ہم حضرت شعیبؑ کے شہر مدین پہنچے ہم نے دیکھا کہ لوگوں نے شہر کا دروازہ ہم پر بند کر دیا ہے۔ شہر سے متصل ایک پہاڑ تھا میرے والدِ گرامی اس بلند مقام پر گئے اور ان آیاتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

''اور ہم نے مدین کی جانب ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔ شعیبؑ نے کہا: اے میری قوم! خدا کی عبادت کرو کہ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ پیمانے اور وزن میں کمی نہ کرو۔ میں اس وقت تمہیں نعمتوں میں دیکھ رہا ہوں لیکن مجھے تمہارے متعلق چھا جانے والے دن کے عذاب کا خوف ہے۔

اے میری قوم! وزن اور پیمانے کو انصاف کے ساتھ پورا کرو اور لوگوں کو اشیاء دیتے ہوئے دھوکہ نہ دو۔ اور ان کا حق نہ کھاؤ اور زمین میں فساد نہ کرو۔ بقیۃ اللہ آپ کے لیے بہتر ہے اگر تم ایمان والے ہو۔'' اس کے بعد امام محمد باقر علیہ السلام نے بلند آواز سے فرمایا: خدا کی قسم، میں بقیۃ اللہ ہوں۔ لوگوں نے قصبے کے بزرگ بوڑھے کو ہماری آمد کی اطلاع دی۔ وہ ہمارے حالات سے باخبر ہوا، اسے ہمارے والد بزرگوار کے پاس لائے، وہ کافی سارا کھانا لائے اور ہماری بہت خدمت کی۔ شہر کے والی اور حاکم کو اس بات کا پتہ چلا تو اس نے حکم دیا کہ اس بوڑھے بزرگ کو گرفتار کر کے اس جرم میں خلیفہ عبدالملک کے پاس بھیجا جائے کیونکہ اس بزرگ بوڑھے نے خلیفہ کے حکم کی نافرمانی کی ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں اس بات سے غمگین ہوا اور غم سے رو دیا۔ میرے والد نے فرمایا: عبدالملک اس بوڑھے بزرگ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا کیونکہ یہ راستے میں پہلے مقام پر فوت ہو جائے گا۔ ہم ان سے جدا ہوئے اور بہت ساری مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے مدینہ لوٹ آئے۔

سوال: حضرت ابوحمزہ ثمالیؒ کہتے ہیں کہ میں مسجدِ نبوی (مدینہ طیبہ) میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک آدمی آیا اور اُس نے سلام کیا۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگا: اے بندہ خدا! تم کون ہو؟

میں نے عرض کیا: میرا تعلق شہر کوفہ سے ہے۔

کہنے لگا: کیا تم ابوجعفر محمد بن علیؑ کو جانتے ہو؟

میں نے کہا: جی ہاں! آپ کو ان سے کیا کام ہے؟

کہنے لگا: میں نے ان کے لیے 40 سوال جمع کیے ہیں تاکہ ان سے پوچھوں جو حق ہے اسے مان لوں اور جو باطل ہو اُسے چھوڑ دوں۔

ابوحمزہؒ نے کہا: کیا تم حق و باطل کا فرق جانتے ہو؟

کہنے لگا: جی ہاں!

میں نے کہا: پھر تمہیں ان سے کیا کام ہے جبکہ تم خود حق اور باطل کو جانتے ہو؟

کہنے لگا: اے کوفہ کے رہنے والے! تم لوگوں میں اتنی طاقت نہیں بس جب تم ابوجعفرؑ کو دیکھو تو مجھے بتا دو۔ ابھی ہماری گفتگو جاری تھی کہ امام محمد باقر علیہ السلام خراسان اور دیگر علاقوں کے کچھ لوگوں کے ہمراہ (جو آپؑ کے چاروں طرف جمع تھے اور حج کے مسائل پوچھ رہے تھے) مسجد میں داخل ہوئے اور اپنی جگہ پر بیٹھے۔ وہ آدمی بھی آپؑ کے برابر میں بیٹھ گیا۔ ابوحمزہؒ کہتے ہیں کہ میں ایسی جگہ بیٹھا جہاں سے اس کی بات سن سکتا تھا۔ اس کے ساتھ کچھ علماء موجود تھے جب ان کے مسائل حل ہو گئے اور وہ امامؑ کی بارگاہ سے خدا حافظی کر کے چلے گئے۔ آپؑ نے اس شخص کی طرف دیکھ کر فرمایا: تم کون ہو؟

عرض کیا: میں دعامۂ بصری کا بیٹا قتادہ ہوں۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: تم اہلِ بصرہ کے فقیہ ہو؟

کہنے لگا: جی ہاں!

امامؑ نے ارشاد فرمایا: اے قتادہ! تم پر افسوس۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسی شخصیات خلق کی ہیں کہ جنہیں مخلوقات پر اپنی حجت قرار دیا ہے، وہ پہاڑوں کی طرح زمین کے سردار ہیں اسی کے حکم سے قیام کرتے ہیں، علمِ الٰہی کے محافظ ہیں۔ کائنات کی خلقت سے پہلے انہیں اپنے عرشِ معلیٰ کے دائیں جانب منتخب فرمایا۔

راوی کہتا ہے: یہ سن کر قتادہ بڑی دیر تک خاموش رہ گیا۔ اس کے بعد کہنے لگا: اللہ آپ کو خوش رکھے، خدا کی قسم میں بڑے بڑے فقہاء یہاں تک کہ ابنِ عباسؓ کے سامنے بیٹھا ہوں لیکن ان کے سامنے میرا دل کبھی ایسا مضطرب اور پریشان نہ ہوا جیسا

کہ آج آپؑ کے سامنے ہے۔

امامؑ نے فرمایا: کیا تمہیں پتہ ہے کہ تم کہاں اور کس کے سامنے بیٹھے ہو؟

تم اس کے سامنے بیٹھے ہو کہ (جس کے لیے پروردگارِ عالم قرآنِ کریم میں فرماتا ہے) ایسے گھروں میں کہ جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے:

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ○ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ (سورہ:24، نور، آیت: 36 تا 37)

"وہاں خدا کا نام اور بلند مرتبہ بیان کیا جائے اور وہاں صبح و شام خدا کی تسبیح بیان کی جائے ایسے بزرگ مرد کہ جنہیں اللہ کی یاد، نماز کے قیام اور زکوٰۃ ادا کرنے سے نہ تجارت روک سکتی ہے نہ ہی خرید و فروخت۔"

تم ایسے مقام پر بیٹھے ہو۔ یہ ہمارے گھر اور خود ہمارا ذکر ہے۔

قتادہ نے کہا: خدا کی قسم، آپؑ نے سچ کہا۔ خدا کرے میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں خدا کی قسم اس گھر سے مراد پتھر اور مٹی کے گھر نہیں ہیں۔

قتادہ (کہ جو امامؑ کی عظمت کے سامنے خود باختہ ہو چکا تھا)۔ کہنے لگا: مجھے پنیر کے متعلق بتائیے (کیا پنیر کھانا جائز ہے؟)

امامؑ نے مسکرا کر ارشاد فرمایا: تم اپنے سوالوں سے لوٹ کر یہ مسئلہ پوچھ رہے ہو؟

قتادہ نے کہا: میں سوال سوچ کر آیا تھا سب بھول گیا۔

امامؑ نے فرمایا: پنیر کھانا جائز ہے۔

قتادہ نے کہا: بعض اوقات پنیر کے بیچ میں شکنبہ ڈالتے ہیں (تو کیا پھر بھی اس کا کھانا جائز ہے؟)

آپؑ نے فرمایا: کوئی بات نہیں، کیونکہ شکنبہ میں نہ رگ ہوتی ہے، نہ خون، نہ

ہڈی وہ سرگین اور خون کے درمیان سے نکلتا ہے۔

شکنبہ ایک مرے ہوئے مرغ کی طرح ہے کہ جس سے انڈا نکلتا ہے۔ کیا تم اس انڈے کو کھاؤ گے؟

قتادہ نے کہا: نہیں میں کسی کو اس کے کھانے کا حکم نہیں دوں گا۔

امامؑ نے فرمایا: کیوں؟

قتادہ نے کہا: کیونکہ وہ مردار سے ہے۔

امامؑ نے فرمایا: اگر کوئی اس انڈے کی حفاظت کرے یہاں تک کہ اس سے چوزہ نکل آئے اور وہ بڑا ہو کر مرغ بن جائے تو کیا تم ایسے مرغ کو کھاؤ گے؟

قتادہ نے کہا: جی، کیوں نہیں!

امامؑ نے فرمایا: کس نے تمہارے لیے یہ انڈا احرام اور یہ مرغ حلال کیا ہے؟

پھر ارشاد فرمایا: شکنبہ کا بھی یہی حکم ہے انڈے کی طرح۔ مسلمانوں کے بازار سے جا کر کسی نمازی سے پنیر خرید لو اور اس سے نہ پوچھو سوائے یہ کہ کوئی خود تمہیں تفصیل بتائے۔

سوال: طاؤس یمانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ مولاؑ! کس وقت ایک تہائی لوگ ہلاک ہوئے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے ابوعبدالرحمٰن! کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک تہائی لوگ مارے گئے ہوں۔ اے شیخ! شاید آپ کہنا چاہتے ہیں کہ ایک چوتھائی لوگ کب ہلاک ہوئے؟

یہ اس دن ہوا جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا، جبکہ اس وقت روئے زمین پر چار آدمی تھے۔ آدمؑ، حواؑ، ہابیلؑ، قابیلؑ۔

سوال: میں نے عرض کیا: ان دو میں سے کون لوگوں کا باپ تھا؟ قاتل یا مقتول؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ان میں کوئی نہیں۔ نسلِ انسانی حضرت شیثؑ سے آگے بڑھی۔

سوال: میں نے پوچھا: قرآنِ کریم میں بیان شدہ کون سی شے ہے کہ جس کا تھوڑا حلال اور زیادہ حرام ہے۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: طالوت کا چشمہ اور نہر کہ جن سے کم پینا حلال تھا۔

سوال: میں نے پوچھا: وہ کون سی نماز ہے کہ جو وضو کے بغیر جائز ہے؟ اور وہ کون سا روزہ ہے کہ جس میں کھانا پینا جائز ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: پیغمبر اکرمؐ پر صلوات بغیر وضو جائز ہے جبکہ خاموشی کے روزے میں کھانا پینا جائز ہے جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے۔ (حضرت مریمؑ نے فرمایا)

اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا

''میں نے خدائے رحمٰن کے لیے روزہ کی نذر کی ہے (کہ آج ہرگز گفتگو نہ کروں گی)۔'' (سورہ:19، مریم، آیت:26)

سوال: میں نے پوچھا: وہ کون سی چیز ہے جو گھٹتی اور بڑھتی ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: چاند۔

سوال: میں نے عرض کیا: وہ کون سی شئے ہے جو ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے مگر اس میں کمی واقع نہیں ہوتی۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: سمندر۔

سوال: میں نے عرض کیا: وہ کون سی شئے ہے جو ہمیشہ کم ہوتی رہتی ہے مگر بڑھتی نہیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: انسان کی عمر۔

سوال: میں نے پوچھا: وہ کونسا پرندہ ہے جو فقط ایک مرتبہ اُڑا۔ جو نہ اس سے پہلے نہ ہی بعد میں کبھی اُڑا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: طورِ سینا ہے کہ جس کے لیے ارشادِ خداوندی ہے:

وَ اِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ

''اور وہ وقت یاد کرو جب ہم پہاڑ کو ان کے اوپر چھت کی طرح لے آئے۔'' (سورہ:7،اعراف،آیت:171)

سوال: میں نے عرض کیا: وہ کونسا گروہ ہے جنہوں نے سچی گواہی دی جبکہ وہ جھوٹ بول رہے تھے۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہ منافق لوگ تھے جب کہنے لگے:

نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ (سورہ:63،منافقون،آیت:1)

''ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔''

سوال: محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ نے دو کالے رنگ کے غلاموں کا سہارا لیا ہوا تھا۔ میں نے آپؑ کو سلام کیا۔ آپؑ نے جو محبت و مشقت کے باعث تھکے ہوئے تھے اور پسینہ سے شرابور تھے، آپؑ نے مجھے سلام کا جواب دیا۔

میں نے عرض کیا: اللہ آپ کو خوش رکھے آپ اس وقت دنیا داری میں مصروف ہیں اگر اس جان میں آپ فوت ہو جائیں تو کیا ہوگا؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: اس حالت میں مجھے موت آ جائے تو میں خدا کی عبادت میں مصروف ہوں کیونکہ اس طرح میں خود کو لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بچاتا ہوں اور رزقِ حلال کماتا ہوں۔ مجھے تو فقط اس بات کا خوف رہتا ہے کہ میں کوئی گناہ کروں اور اس وقت مجھے موت آئے۔

میں نے عرض کیا: خدا آپ پر رحمت کرے، میں چاہتا تھا کہ آپؑ کو نصیحت کروں لیکن آپؑ نے مجھے نصیحت فرمائی۔

سوال: عبداللہ بن نافع کہا کرتا تھا کہ اگر مجھے پتہ ہوتا کہ مشرق و مغرب میں کوئی ایسا ہے جو مجھے یہ بتائے کہ علیؑ نے اہلِ نہروان (خوارج) کو بغیر ظلم و ستم کے قتل کیا تو

میں اسی وقت اونٹ پر سوار ہو کر اس سے مناظرہ کرنے چلا جاتا۔ لوگوں نے اسے کہا کہ آپؑ علی مرتضیٰؑ کے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس جائیں۔

عبداللہ تیار ہو کر امامؑ کے پاس پہنچا اور اُس نے آپؑ سے سوال پوچھا۔

امامؑ نے کچھ گفتگو کے بعد فرمایا: تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے ہم اہلِ بیتؑ کو نبوت سے سرفراز فرمایا اور ہمیں اپنی ولایت کے لیے مخصوص کیا۔ اے مہاجرین و انصار کے فرزند! تم میں سے جو کوئی حضرت امیر المومنین علیؑ کے فضائل کے بارے میں جانتا ہو کھڑا ہو کر بیان کرے۔

اس وقت حاضرینِ محفل میں سے کچھ لوگ کھڑے ہوئے اور مولا علیؑ کے فضائل بیان کرنے لگے۔ جیسے ہی وہ اس حدیثِ مبارک پر پہنچے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: ''کل میں یہ علم اس مرد کو دوں گا جو کرار ہوگا غیر فرار ہوگا۔ اللہ اور رسولؐ اس سے محبت رکھتے ہیں۔'' امامؑ نے عبداللہ سے اس حدیث کے صحیح ہونے کے بارے میں سوال کیا۔

عبداللہ نے کہا: بے شک یہ حدیث صحیح اور حق ہے لیکن علیؑ اس کے بعد کافر ہو گئے! (نعوذ باللہ)

سوال: امامؑ نے فرمایا: مجھے بتائیے کہ جب خدا نے علیؑ سے محبت کی تو اس وقت اللہ تعالیٰ یہ جانتا تھا کہ آپؑ ایک دن خوارج کو قتل کریں گے؟ اگر کہو خدا نہیں جانتا تھا تو تم کافر ہو جاؤ گے۔

جواب: عبداللہ نے کہا: اللہ جانتا تھا۔

سوال: امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ امام علیؑ سے محبت رکھتا تھا اس لیے کہ وہ ان کی اطاعت کرے یا اس لیے کہ خدا کی نافرمانی کرے؟

جواب: عبداللہ نے کہا: علیؑ سے اس لیے محبت کرتا تھا کہ آپؑ اللہ کے اطاعت گزار بندے تھے۔

امامؑ نے فرمایا: اٹھ جاؤ کہ تم نے مناظرہ ہار دیا ہے۔

عبداللہ کھڑے ہوئے جبکہ اس آیہ کریمہ کی تلاوت کر رہے تھے:

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ

''یہاں تک کہ رات کی تاریکی میں صبح کی سفیدی اور روشنی تمہارے لیے ظاہر ہو جائے۔'' (سورہ:2،البقرہ،آیت:187)

سوال: کیسانیہ فرقے کا ایک سربراہ امام محمد باقر علیہ السلامؑ کے پاس آیا تاکہ حضرت محمد بن حنفیہؒ (مولا علیؑ کے بیٹے) کے زندہ ہونے پر مناظرہ کرے۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: تم پر افسوس ہے کہ یہ کیسی حماقت ہے؟ کیا یہ بات تم بہتر جانتے ہو یا ہم؟ میرے والدِ بزرگوار امام علیؑ بن الحسینؑ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ آپؑ محمد بن حنفیہ کی وفات، غسل وکفن، نمازِ جنازہ اور دفن، یہاں تک کہ قبر میں اُتارنے کے عینی گواہ تھے اور اس سارے عمل کو اپنی مبارک آنکھوں سے دیکھ چکے تھے۔

کیسانی فرقے کے سربراہ نے کہا: آپؑ کے والد سے اس طرح غلطی ہوئی ہوگی جس طرح حضرت عیسیٰ بن مریم کے متعلق یہودیوں نے غلطی کی۔

امامؑ نے فرمایا: کیا آپ اس بات کے لیے تیار ہیں کہ ہم اسی بات کو آپس میں فیصلے کے لیے بنیاد اور دلیل قرار دیں؟

کیسانی نے کہا: جی ہاں!

سوال: امامؑ نے فرمایا: یہ بتائیے کہ جن یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق غلطی کی، کیا وہ خدا کے دوست تھے یا دشمن؟

جواب: کیسانی نے کہا: خدا کے دشمن تھے۔

سوال: امامؑ نے فرمایا: کیا میرے والد محمد بن حنفیہؒ کے دشمن تھے کہ انہوں نے غلط بیانی کی ہوگی؟

جواب: کیسانی نے کہا: ہرگز نہیں۔

اس وقت کیسانی لاجواب ہوگیا اور اس نے اپنے عقیدے سے توبہ کرلی۔

سوال: شام کے رہنے والے ایک آدمی نے امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوکر بیت اللہ کی خلقت کے متعلق سوال کیا۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا: ''میں روئے زمین پر اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں''۔ انہوں نے کہا: ''کیا اسے خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں فساد کرے گا'' اسی طرح اللہ کے فرمان کو رد کر دیا...... یہاں تک کہ فرشتوں کو معلوم ہوا کہ ان سے غلطی ہوئی ہے۔ تب انہوں نے عرشِ الٰہی کے نیچے پناہ لی اور سات مرتبہ عرشِ خداوندی کا طواف کیا اور اللہ تعالیٰ سے معافی کی درخواست کی۔

وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ (سورہ:2،البقرہ،آیت:33)

اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا اور ان سے راضی وخوش ہوا، اور انہیں حکم دیا کہ زمین پہ چلے جاؤ اور وہاں ایک گھر بناؤ کہ اگر میرا کوئی بندہ گناہ کرے تو وہاں پناہ لے اور تمہاری طرح اس گھر کا طواف کرے تو میں اسی طرح اس سے راضی ہو جاؤں جیسے تم سے راضی ہوا۔ اسی لیے فرشتوں نے زمین پر خدا کا گھر بنایا۔

شامی باشندہ کہنے لگا: اے ابوجعفرؑ! آپؑ نے سچ کہا۔ یہ بتائیے کہ حجر الاسود کا آغاز کیسے ہوا؟

امامؑ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدمؑ سے عہد وپیمان لیا، اس وقت ایک نہر جاری کی جو شہد سے زیادہ میٹھی اور دودھ سے زیادہ رواں تھی۔ پھر قلم کو حکم دیا کہ اس مائع سے مدد لیتے ہوئے ان کے اعتراف اور اقرار کو اور جو کچھ قیامت تک واقع ہوگا سب کچھ لکھ کر محفوظ کر لے۔ پھر اس لکھی ہوئی کتاب کو اس پتھر نے نگل لیا اور اس پتھر کو ہاتھ لگانا اور چومنا حقیقت میں اپنے اقرار اور عالمِ میثاق کے اعتراف کی بیعت کرنا ہے۔

میرے والدِ بزرگوار جب کبھی رکنِ کعبہ کو چومتے تو فرماتے: ''پروردِگار! میں نے اپنی امانت کو ادا کر دیا۔ اور اپنے عہد و پیمان کی تجدید کی تا کہ یہ تیرے حضور اس بات کی گواہی دے کہ میں نے اپنا وعدہ وفا کر دیا۔''

شامی باشندے نے کہا: اے ابوجعفرؑ! آپؑ نے صحیح فرمایا۔

اس وقت وہ اُٹھے اور چلے گئے۔ جب وہ کچھ دور نکل گئے تو امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنے بیٹے امام جعفر صادق علیہ السلام سے فرمایا: ''ان کے پیچھے جا کر انہیں میرے پاس واپس بلاؤ۔''

آپؑ نے کوہِ صفا تک ان کا پیچھا کیا مگر وہ کہیں نظر نہ آئے۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: یہ حضرت خضرؑ تھے۔

ثویر کہتے ہیں کہ حج کے مراسم انجام دینے کی غرض سے سفر کو نکلا۔ اس سفر میں عمر بن ذر قاضی، ابن قیس ماصر اور صلت بن بہرام ہمسفر تھے۔ وہ جس مقام پر بھی آرام کے لیے رکتے کہتے کہ ہم نے چار ہزار سوال لکھے ہیں۔ ان میں سے تیس سوال روزانہ ابوجعفرؑ سے پوچھیں گے اور یہ تمہاری ذمہ داری ہے۔

ثویر کہتا ہے کہ میں اس صورتِ حال سے غمگین ہوا یہاں تک کہ ہم شہرِ مدینہ میں داخل ہوئے اور ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا: قربان جاؤں، میں ابن ذر، ابنِ قیس ماصر اور صلت کے ہمراہ سفر کرتا رہا ہوں اور میں نے ان سے سنا کہ انہوں نے چار ہزار سوال تیار کیے ہیں جو وہ ابوجعفرؑ سے پوچھیں گے، اس بات سے میں غمگین ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: آپ کیوں پریشان اور غمزدہ ہیں؟ جب وہ آئیں تو انہیں میرے پاس لے کر آئیں۔

اگلے دن امام محمد باقر علیہ السلام کے غلام نے اندر آ کر کہا: قربان جاؤں

دروازے پر ابنِ ذَر کچھ لوگوں کے ساتھ آپؑ سے ملنا چاہتے ہیں۔ امامؑ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا: اے ثویر! اُٹھو اور انھیں اندر آنے کی اجازت دے دو۔ میں کھڑا ہو گیا اور انہیں اندر لے آیا۔ جب گھر میں داخل ہوئے تو سلام کر کے بیٹھ گئے لیکن کوئی بات نہیں کی۔ کافی دیر تک وہ لوگ خاموش رہے، امام باقر علیہ السلام نے ان کی طرف دیکھا اور ان سے باتیں پوچھیں، مگر وہ پھر بھی خاموش رہے۔ امامؑ نے جب انہیں اس حالت میں دیکھا تو اپنی کنیز ''سرحد'' سے فرمایا: دسترخوان لے آؤ۔ کنیز دسترخوان لے آئی اور اُس نے اسے بچھایا۔

امامؑ نے فرمایا: تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے ہر چیز کی حد مقرر کی یہاں تک کہ وہ انجام کو پہنچے۔ یہاں تک کہ اس دسترخوان کی بھی ایک حد مقرر کی۔

ابنِ ذر نے کہا: اس دسترخوان کی حد کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: یہ کہ جب دسترخوان بچھایا جائے تو خدا کا نام لیا جائے اور جب دسترخوان اُٹھایا جائے تو خدا کی حمد وتعریف کی جائے۔

پھر سب نے کھانا کھایا۔ امامؑ نے فرمایا: میرے لیے پانی لائیں۔

آپؑ کے لیے ایک چمڑے کے برتن میں پانی لائے۔ آپؑ نے اسے جب ہاتھ میں لیا تو ارشاد فرمایا: تعریف اس خدا کے لیے ہے جس نے ہر چیز کی حد مقرر کی یہاں تک کہ وہ انجام کو پہنچے یہاں تک کہ اس برتن کے لیے بھی۔

ابنِ ذر نے کہا: اس برتن کی حد کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: یہ کہ جب پانی پینے لگو تو اللہ کا نام لو اور جب پانی پی چکو تو اللہ کا شکر ادا کرو اور برتن کو پکڑنے کی جگہ سے پانی نہ پیو اور برتن اگر ٹوٹا ہو تو ٹوٹی جگہ سے پانی نہ پیو۔

راوی کہتا ہے کہ جیسے ہی انہوں نے کھانا کھا لیا۔ امامؑ نے انہیں دیکھا اور ان

کے سوالات (چار ہزار سوال) کے متعلق پوچھا وہ پھر بھی خاموش رہے۔ امام نے جب انھیں خاموش دیکھا تو فرمایا: اے ابنِ ذر! مجھے ان احادیث میں سے کچھ بتائیں گے جو ہمارے متعلق آپ تک پہنچی ہیں؟ ابن ذر کہنے لگا: جی ہاں، اے فرزند رسولؐ اللہ۔

پیغمبرِ اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ان میں سے ہر ایک دوسری سے بڑی ہے، ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری اہل بیتؑ۔ اگر ان دو سے تمسک رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔

امامؑ نے فرمایا: اے ابنِ ذر! جب تم رسول اللہؐ سے (مرنے کے بعد) ملاقات کرو گے اور وہ پوچھیں گے کہ تم نے میری دو گرانقدر امانتوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ تو اس وقت کیا جواب دو گے؟

راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر ابنِ ذر رونے لگا یہاں تک کہ اس کے آنسو جاری ہوئے۔ پھر کہنے لگا: جہاں تک پہلی گرانقدر امانت کا تعلق ہے تو ہم نے اسے پارہ پارہ کر دیا جبکہ چھوٹی امامت کو بھی ہم نے قتل کر دیا۔

امامؑ نے فرمایا: اے ابن ذر! اس وقت تم اس کی تصدیق کر رہے ہو؟ نہیں خدا کی قسم قیامت کے دن انسان ایک قدم آگے نہیں بڑھے گا مگر یہ کہ

اس سے تین چیزوں کے متعلق پوچھا جائے گا:

۱ زندگی کے متعلق کہ اُسے کہاں فنا کیا۔

۲ اس کی ملکیت کے متعلق کہ کہاں سے جمع کی اور کہاں خرچ کی۔

۳ ہم اہلِ بیتؑ کی محبت کے بارے میں۔

راوی کہتا ہے کہ وہ اُٹھے اور خدا حافظی کر کے چلے گئے۔

امام باقر علیہ السلام نے اپنے غلام سے فرمایا کہ ان کا پیچھا کرو اور دیکھو یہ کیا کہہ رہے ہیں؟

غلام ان کے پیچھے چلا۔ جب واپس لوٹا تو کہنے لگا: سب ساتھی ابنِ ذر سے کہہ رہے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ اس لیے نہیں آئے تھے۔ ابن ذر نے کہا: تم پر افسوس چپ ہو جاؤ تمہیں اصل بات بتاؤں۔ وہ ایسی شخصیت ہیں کہ جن کی ولایت اور امامت کے متعلق مجھ سے پوچھا جائے گا۔ میں کیسے ایسی ہستی سے سوال پوچھوں جبکہ وہ دسترخوان اور برتن کے حدود بھی جانتے ہیں۔

سوال: ثمالی کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا۔ اے فرزندِ رسولؐ اللہ! کس سبب سے علیؑ کو امیر المومنین کہا گیا جبکہ آپؑ سے پہلے کسی کو یہ لقب نہ دیا گیا اور آپؑ کے بعد بھی کسی کو یہ لقب دینا جائز نہیں۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: کیونکہ وہ (مومنوں کے لیے) علم وحکمت لائے۔ ان سے لوگ علم سیکھتے ہیں اور ان کے علاوہ کسی سے علم وحکمت نہیں لیتے۔

میں نے عرض کی: اے فرزند رسولؐ اللہ! آپؑ کی تلوار کو ذوالفقار کیوں کہا گیا؟

آپؑ نے فرمایا: کیونکہ اس تلوار کی زد میں جو بھی مخلوق آئی اُسے دنیا اور اپنے اہل وعیال سے جدا کر دیا اور آخرت میں اسے جنت سے محروم کر دیا۔

میں نے عرض کیا: یابنِ رسولؐ اللہ! کیا آپ سب حق کے لیے قیام کرنے والے نہیں؟

امامؑ نے فرمایا: کیوں نہیں۔

ثمالی نے عرض کی: تو پھر کس لیے فقط امام مہدیؑ کو قائم کا لقب دیا گیا؟

امامؑ نے فرمایا: جب میرے دادا امام حسینؑ شہید کیے گئے تو ملائکہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کی اور فریاد کی کہ خدایا! اے ہمارا سید وسردار کیا ان لوگوں کو چھوڑ دیں گے جنہوں نے تیرے برگزیدہ بندے تیرے مصطفیؐ کے فرزند اور تیری مخلوق میں سے افضل ترین انسان کو قتل کیا؟

اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل کی، اے میرے فرشتو! خاموش رہو مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں ضرور (ان ظالموں سے) انتقام لوں گا۔ اگرچہ کافی عرصہ گذرنے کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔

اس کے بعد امام حسینؑ کے فرزندوں کی فرشتوں کو زیارت کرائی۔ وہ اس منظر سے مسرور ہوئے۔ اچانک فرشتوں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ جو قائم (کھڑا) ہے اس کے ذریعہ ظالموں سے بدلہ لوں گا۔

علامہ مجلسیؒ اس حدیث کے بیان میں فرماتے ہیں کہ جزری نے کہا امام علیؑ کی تلوار کا نام ذوالفقار تھا، کیونکہ اس میں چھوٹے اور خوبصورت تہہ تھے۔ مفقر ایسی تلوار کو کہا جاتا ہے جس میں بڑے گڑھے ہوں۔

سوال: مسیر کہتے ہیں کہ میں علقمہ، ابوحسان اور عبداللہ بن عجلان امام محمد باقر علیہ السلام کا انتظار کر رہے تھے۔ آپؑ باہر آئے اور فرمایا۔ خوش آمدید خدا کی قسم میں تمہاری اور تمہارے روحوں کی خوشبو کو پسند کرتا ہوں۔ تم خدا کے دین پر ہو۔ علقمہ نے عرض کی: جو کوئی خدا کے دین پر ہو کیا آپؑ اس کے لیے گواہی دیتے ہیں کہ وہ جنتی ہے؟

جواب: راوی کہتا ہے: امامؑ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ارشاد فرمایا: تم خود اپنا امتحان لو دیکھو اگر تم بڑے گناہ انجام نہ دو تو میں تمہاری جنت کا ضامن ہوں اور گواہ بھی۔

ہم نے عرض کیا: بڑے گناہ کون سے ہیں؟ امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دینا...... وغیرہ۔

سوال: عمر بن حنظلہ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں گمان کرتا ہوں کہ مجھے آپؑ کے حضور مقام ومرتبہ حاصل ہے؟

امامؑ نے فرمایا: جی ہاں!

میں نے عرض کیا: مجھے آپؑ سے گذارش کرنی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: جی بیان کریں۔

میں نے عرض کیا: مجھے اسم اعظم کی تعلیم دیجئے۔

امامؑ نے فرمایا: کیا تم اسے برداشت کرسکو گے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں!

امامؑ نے فرمایا: کمرے میں داخل ہو جاؤ۔

عمر بن حنظلہ کمرے میں داخل ہوا۔ امامؑ نے اپنا مبارک ہاتھ زمین پر رکھا، کمرے میں تاریکی چھا گئی اور عمر بن حنظلہ کے بدن کی رگیں لرزنے لگیں۔

امامؑ نے فرمایا: کیا خیال ہے کہ اسم اعظم سکھا دوں؟

عمر بن حنظلہ نے کہا: نہیں۔

امامؑ نے اپنا ہاتھ مبارک زمین سے اوپر اُٹھایا۔ گھر اصلی حالت پر واپس آ گیا۔

سوال: عبدالحمید کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: ہمارا ایک ہمسایہ ہے جو تمام گناہ انجام دیتا ہے یہاں تک کہ نماز بھی ترک کر دیتا ہے دوسرے گناہ اپنی جگہ پر۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! کیا میں اس سے زیادہ خبیث آدمی تمہیں بتاؤں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں!

امامؑ نے فرمایا: جو ہم اہل بیتؑ کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے اس سے بدتر ہے۔

سوال: ابوحمزہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: لوگوں پر امام کا کیا حق ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: لوگوں پر لازم ہے کہ اس کی بات سنیں اور اطاعت کریں۔

سوال: میں نے عرض کیا: امام پر لوگوں کا کیا حق ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: بیت المال (خزانہ) ان کے درمیان برابر تقسیم کرے۔ اور

ان کے ساتھ عدل وانصاف سے کام لے۔ جب وہ عدل وانصاف کرے تو اس چیز سے کوئی فرق نہیں پڑھتا کہ کچھ لوگ اِدھر اُدھر ہو جائیں۔

علامہ مجلسیؒ اس حدیث کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ امامؑ کی بات سننے سے مراد امام کی بات ماننا اور فرمانبرداری کرنا ہے۔ دوسرا جملہ اسی مطلب کو واضح کر رہا ہے۔ یا پھر بات سننے سے مراد خاموش رہنا ہے تاکہ توجہ دوسری جگہ نہ ہو۔ اس کے باوجود بات سننے سے مراد وہی عمل اقرار اور اطاعت ہے۔

اور یہ جملہ کہ امام نے جب عدالت سے کام لیا تو لوگوں کے ادھر اُدھر ہونے سے کوئی فرق نہیں جیسا کہ اسی عدل وانصاف کے باعث لوگوں نے امیر المومنین حضرت علیؑ کو چھوڑ دیا، کیونکہ آپؑ غریب وامیر اور سردار وضعیف سب کے لیے برابری فرماتے تھے اور آپؐ کا بھی یہی طریقہ تھا جسے بعد کے خلفاء نے بدل دیا......

سوال: سعد بن ظریف کہتے ہیں کہ حضرت میں امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ عمرو بن عبید وہاں آئے اور کہا کہ مجھے اس آیہ کریمہ کے متعلق بتایئے:

وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي ۖ وَمَنْ يَحْلِلْ عَلَيْهِ
غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ ○ وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ
صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ○ (سورہ:20،طٰہٰ، آیت:81 تا 82)

''اور اس میں طغیان اور سرکشی نہ کرو کہ تم پر میرا غضب واقع ہو۔ اور جس کسی پر میرا غضب ہوگا وہ تباہ ہوگا اور جو کوئی توبہ کرے، ایمان لائے اور نیک عمل انجام دے پھر ہدایت کے راستے پر چلے میں اسے بخش دوں گا۔''

جواب: امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: توبہ وایمان اور عمل صالح قبول نہیں ہوں گے سوائے ہدایت حاصل کرنے کے۔

توبہ سے مراد شرک سے تائب ہونا ہے۔ ایمان سے مراد اللہ کی وحدانیت

ایمان ہے، عمل صالح سے مراد واجبات انجام دینا ہے۔ جبکہ ہدایت پانے سے مراد اولی الامر پر عقیدہ رکھنا ہے اور اولی الامر ہم (اہلِ بیتؑ) ہیں۔ لوگوں پر لازم ہے کہ قرآن کریم کو ویسے ہی پڑھیں جیسا کہ وہ نازل ہوا ہے اور جب انہیں تفسیر کی ضرورت پڑے تو ہدایت اور رہنمائی ہمارے وسیلہ سے اور ہمارے پاس ہے، اے عمرو!

سوال: امام سجادؑ کے غلام یعقوب بن میثم تمارؒ کہتے ہیں: میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: قربان جاؤں اے فرزند رسول اللہؐ! میں نے اپنے والد گرامی میثم تمارؒ کے لکھے ہوئے اوراق میں دیکھا کہ حضرت علیؑ نے میرے والد سے یوں فرمایا: ''آل محمدؐ کے محبوں سے محبت کرو چاہے وہ فاسق اور زانی ہی کیوں نہ ہوں۔ آلِ محمدؐ کے دشمنوں سے دشمنی رکھ چاہے روزہ دار اور تہجد گذار ہی کیوں نہ ہوں، بے شک میں نے رسول اللہؐ سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا:

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ○

''جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل انجام دیئے وہ خدا کی بہترین مخلوق ہیں۔'' (سورہ:98، البینہ، آیت:7)

اس کے بعد آپؐ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا: ''اے علیؑ! یہ تم اور تیرے شیعہ ہیں میرے اور شیعوں کے ملنے کی جگہ کل قیامت کے دن حوض کوثر ہے۔ جبکہ ان کے چہرے چمکتے ہوں گے اور تاج ان کے سر پر ہوگا۔'' (مولا کیا یہ بات درست ہے؟)

جواب: امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: یہ بات بالکل اسی طرح اللہ کی کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔

سوال: سعد اسکاف کہتے ہیں: ہم کچھ دوستوں کے ہمراہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے گھر کے دروازے پر آئے تا کہ گھر میں داخل ہوں۔ اچانک آٹھ آدمی جیسے کہ یہ سب آپس میں سگے بھائی ہوں انہوں نے زرباف لباس اور زرد عمامے پہنے

ہوئے تھے یہ گھر میں داخل ہوئے اور فوراً گھر سے باہر نکل آئے۔

امامؑ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: اے سعد! کیا تم نے انہیں دیکھا؟

میں نے عرض کی: جی ہاں! آپؑ پہ قربان جاؤں۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہ تمہارے ایمانی بھائی تھے، جنوں میں سے یہ اپنے متعلق حلال وحرام کے مسائل پوچھنے آئے تھے، جیسا کہ تم لوگ آ کر اپنے حلال وحرام کے مسائل پوچھتے ہو۔

سوال: سدیر کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھے مدینہ میں کچھ کاموں کے لیے بھیجا اسی اثناء میں کہ جب میں پہاڑی راستے سے روحاء (یہ مکہ و مدینہ کے درمیان واقع ہے) کے علاقے میں پہنچا۔ میں اپنی سواری پر بیٹھا ہوا تھا میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا کہ جس نے آپ کو اپنے کپڑوں سے لپیٹا ہوا تھا۔ میں اس کی طرف روانہ ہوا، اور میں سمجھا کہ یہ پیاسا ہے۔ میں نے پانی کا برتن اسے دیا۔ اس نے کہا: مجھے پانی کی ضرورت نہیں، پھر اس نے مجھے ایک خط دیا کہ جس کی سیاہی ابھی خشک نہیں ہوئی تھی۔ میں نے جیسے ہی خط کی مہر کو دیکھا تو وہاں امام محمد باقر علیہ السلام کی مہر مبارک تھی۔ میں نے پوچھا کب حضرتؑ سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ کہنے لگا: ابھی۔

میں نے خط کو کھولا تو اس میں میرے لیے احکامات تھے۔ پھر میں نے دیکھا تو وہ شخص غائب ہو چکا تھا۔

میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو عرض کیا: آپؑ پر قربان جاؤں آپؑ کی جانب سے ایک شخص میرے لیے خط لایا تھا جبکہ اس کی سیاہی ابھی خشک نہیں ہوئی تھی۔

جواب: آپؑ نے فرمایا: ہمیں جب کسی کام میں جلدی ہوتی ہے تو ہم جنوں کو بھیج دیتے ہیں۔ دوسری روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ: ''اے سدیر بے شک بہت سارے

جن ہمارے خدمت گذار ہیں جب فوری کام ہوتا ہے تو ہم انہیں بھیجتے ہیں۔''

سوال: عبداللہ بن سنان کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک دن حسن بصری امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ امامؑ نے انہیں فرمایا: اے بصری بھائی! میں نے سنا ہے کہ تم نے قرآن حکیم کی ایک آیہ کریمہ کی غلط تفسیر کی ہے۔ اگر یہ درست ہے تو پھر تو نے اپنے آپ کو اور دوسروں کو ہلاکت میں ڈال دیا۔

کہنے لگا: قربان جاؤں، کون سی آیت ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اس آیہ کریمہ کی تفسیر:

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ۖ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا آمِنِينَ ۝

''اور جب ہم نے ان کے درمیان اور ان شہروں میں کہ جنہیں ہم نے برکت دے رکھی ہیں کچھ نمایاں بستیاں قرار دیں اور ان کے درمیان سیر کو معین کر دیا کہ اب دن رات جب چاہو سفر کرو محفوظ ہو گے۔''

(سورہ:34، سباء، آیت:18)

تم پر افسوس! یہ کیسے ممکن ہے اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ مکہ و مدینہ کے لیے نازل کی ہو جبکہ مکہ و مدینہ طیبہ میں اور ان دو شہروں کے درمیان لوگوں کا سامان چوری ہو جاتا ہے؟ اور بعض اوقات لوگ انہی شہروں میں گرفتار کر کے غلام اور قیدی بنائے جاتے ہیں یا قتل کیے جاتے ہیں؟ اس کے بعد امامؑ تھوڑی دیر خاموش رہے، پھر اپنے مبارک ہاتھ سے اپنے سینے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ہم ہی وہ ہستیاں ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مبارک قرار دیا۔

حسن بصری نے عرض کیا: قربان جاؤں کیا اللہ کی کتاب میں کوئی ایسی مثال ہے کہ جہاں قری (شہر یا قصبہ) انسان کے لیے استعمال ہوا ہو۔

امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَ رُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا وَّ عَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا۝

''اور کئی ایسے شہر اور قصبے تھے کہ (جن کے رہنے والوں) نے اللہ تعالیٰ اور ان کے رسولوں کے حکم کی نافرمانی کی تو ہم نے شدت سے ان کا محاسبہ کیا اور انہیں منفرد انداز سے عذاب میں گرفتار کیا۔'' (سورہ:65،الطلاق،آیت:8)

یہاں قرآن کریم نے فرمایا کہ کئی شہروں نے حکم خدا کی نافرمانی کی۔ حسن بصری تم یہ بتاؤ کہ خداوند تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کس نے کی؟ کیا گھر اور دیواروں نے یا ان میں رہنے والے لوگوں نے؟

حسن بصری نے کہا: وہاں رہنے والے لوگوں نے۔ پھر عرض کیا: قربان جاؤں مزید وضاحت فرمائیے۔

امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف میں فرمایا:

وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ اَقْبَلْنَا فِيْهَا ط

''اور اس قصبے سے پوچھیں کہ جہاں ہم تھے اور اس قافلے سے کہ ہم جس میں آئے۔'' (سورہ:12،یوسف،آیت:82)

یہاں قصبے اور قافلے سے پوچھنے کا حکم ہے یا ان کے متعلق لوگوں سے؟

حسن بصری نے کہا: قربان جاؤں۔ اب مجھے ظاہری قصبے کے متعلق بتائیے؟

امامؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہمارے شیعہ ہیں یعنی شیعہ علماء۔

سوال: خیثمہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا

''جب تیرے رب کی بعض نشانیاں آجائیں تو کسی کو ایمان لانا فائدہ نہ

دے گا۔'' (سورہ:6،الانعام،آیت:158)

جواب: امامؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہم اہل بیتؑ کی مودت اور نصرت ہے۔

سوال: میں نے عرض کیا: اللہ کے نزدیک کس چیز کی زیادہ اہمیت ہے زبان سے، ہاتھ سے یا دل سے مدد کرنے کی؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے خیثمہ! زبان سے ہماری مدد تلوار سے مدد کی مانند ہے جبکہ ہاتھوں سے مدد افضل ہے۔ اے خیثمہ! تحقیق قرآن کریم تین حصوں میں نازل ہوا ہے: اس کا ایک حصہ اہم اہل بیتؑ کی شان میں ہے۔ اس کا دوسرا حصہ ہمارے دشمنوں کے متعلق ہے جبکہ اس کا تیسرا حصہ احکام اور واجبات پر مشتمل ہے۔ اگر کسی گروہ کے متعلق کوئی آیہ کریمہ نازل ہوتی جب وہ مر جاتے آیت کی افادیت ختم ہو جاتی۔ اس طرح قرآن کریم کی افادیت بالکل ختم ہو جاتی جبکہ قرآنِ پاک ابتداء سے آخر تک جب تک زمین و آسمان قائم ہیں جاری رہے گا۔ لہٰذا اس میں کردار کے گروہ کے لیے ایک آیہ ہے جس کی وہ تلاوت کرتے ہیں۔

اے خیثمہ! تحقیق اسلام کا آغاز عالم غربت میں ہوا، اور بہت جلد غریب ہو جائے گا۔ خوش خبری اور مبارک ہو غریبوں کو۔

سوال: سلام کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا (سورہ:25،الفرقان،آیت:63)

''اور وہ لوگ جو زمین پر آرام و سکون کے ساتھ بغیر تکبر کے چلتے ہیں۔''

جواب: امامؑ نے فرمایا: اس سے مراد اوصیاء اور آئمہؑ ہیں جو اپنے دشمنوں کے خوف سے یوں چلتے ہیں۔

سوال: ابان کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ

کے متعلق پوچھا:

وَمَآ اَدۡرٰكَ مَا الۡعَقَبَةُ ○

''پھر وہ گھاٹی پر سے کیوں نہیں گذرا۔'' (سورہ:90،البلد،آیت:12)

جواب: امامؑ نے ہاتھ مبارک کو اپنے سینہ پر رکھا اور فرمایا: ''ہم ہی وہ گھاٹی ہیں کہ جس کسی نے اس کو پکڑا وہ نجات پا گیا۔'' پھر تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد ارشاد فرمایا کیا تمہیں ایک ایسی بات بتاؤں جو تمہارے لیے دنیا اور مافیھا سے بہتر ہو؟ پھر آپؑ نے ایسی اور باتیں بیان فرمائیں......

سوال: جابرؓ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کی باطنی تفسیر دریافت کی:

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوۡلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوۡلُهُمۡ قُضِىَ بَيۡنَهُمۡ بِالۡقِسۡطِ وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ ○

''اور ہر امت کے لیے ایک رسول ہے جب ان کا رسول ان کے درمیان آتا ہے تو ان کے درمیان عدل وانصاف سے فیصلہ کرتا ہے اور ان پر ظلم نہیں ہوتا۔'' (سورہ:10،یونس،آیت:47)

جواب: امامؑ نے فرمایا: اس آیہ کریمہ کی باطنی تفسیر یوں ہے کہ اس امت کے لیے ہر صدی میں آلِ محمدؐ میں سے ایک پیغام لانے والا ہے کہ اسے (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) اسی صدی کی ذمہ داری دی گئی ہے کہ وہ ان پر بھیجا گیا ہے۔ وہ اللہ کے اولیاء و دوست ہیں اور وہ خدا کی طرف سے بھیجے گئے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ: ''جب ان کا پیغمبر ان کی طرف آئے گا تو ان کے درمیان عدل وانصاف سے فیصلہ کرے گا۔'' اس سے مراد یہ ہے کہ خدا کی طرف سے بھیجے جانے والے (ھادی) ہمیشہ عدل وانصاف سے فیصلے کرتے ہیں اور جیسا کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ ہرگز ظلم نہیں کرتے۔

علامہ مجلسیؒ اس حدیث شریف کی وضاحت میں فرماتے ہیں: شاید یہ باطن پر تاویل ہو اور رسول سے مراد اس کے لغوی معنی ہے (یعنی بھیجا گیا) تا کہ یہ امام کو بھی شامل ہو سکے۔ یا اس سے مراد یہ ہے کہ (آئمہ ھدیٰؑ) گذشتہ امتوں کے پیغمبروں کی طرح ہیں، لہٰذا ہر صدی میں ان کے ذریعہ حجت تمام ہوتی ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ: ''میری امت کے علماء انبیائے بنی اسرائیل کی طرح ہیں۔'' اس حدیث میں علمائے امت سے مراد اہلِ بیتؑ ہیں۔

جب کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: ''ان کے درمیان عدل وانصاف سے فیصلہ ہوگا۔'' اس کی خوبصورت تفسیر ہے کہ جس کی طرح مفسرین کرام نے ارشاد نہیں کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ''جب امت نے انبیاء کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ لوگوں اور انبیاءؑ کے درمیان انصاف سے قضاوت اور فیصلہ کرے گا کہ انبیاءؑ کامیاب اور نجات پا جائیں گے اور جھٹلانے والے لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔''

سوال: جابرؓ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ شریفہ کے متعلق پوچھا:

اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ

''کیا انہوں نے زمین کی سیر نہیں کی۔'' (سورہ:12،یوسف،آیت:109)

جواب: امامؑ نے آیہ کریمہ کی تلاوت شروع کی الذین کفروا سے لے کر افلم یسیرو فی الارض تک، پھر فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں ایسی شخصیت کے متعلق بتاؤں جو تمہیں ایک دن میں مشرق سے مغرب تک پہنچا سکتا تھا؟

میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ اللہ! آپؑ پر قربان جاؤں یہ شخصیت کون ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: یہ حضرت امیر المومنین علیؑ کی ذات گرامی ہے۔ کیا آپ نے

رسول اللہؐ کا یہ فرمان نہیں سنا ''تم اسباب تک پہنچ جاؤ گے، خدا کی قسم تم بادلوں پر سوار ہو گے، خدا کی قسم حضرت موسیٰؑ کی عصا تمہیں دیا جائے گا خدا کی قسم حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی تمہیں دی جائے گی۔'' (اس حدیث مبارکہ میں آپؐ حضرت علیؑ اور آئمہ ھدیٰ یا امام زمانہؑ سے مخاطب ہیں)۔

پھر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم یہ رسول اللہؐ کا فرمان ہے۔

سوال: ابوحمزہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ہمارے کچھ ساتھی مخالفین پر افتراء اور تہمت لگاتے ہیں اور انہیں برا بھلا کہتے ہیں۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: ایسے کام نہ کرنا بہتر ہے۔ اس کے بعد فرمایا: اے ابوحمزہ! ہم اہلِ بیتؑ سے محبت کرنے والوں کے علاوہ سبھی اولادِ زنا (حرامی) ہیں۔

ابوحمزہؓ نے عرض کیا: اس بات کی کیا دلیل ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اے ابوحمزہ! اللہ کی کتاب اس بات پر دلیل ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہم اہل بیتؑ کے لیے فی (مال غنیمت اور وہ چیزیں جو جنگ کے بغیر کفار سے حاصل ہوتی ہیں چاہے زمین ہو یا کوئی اور چیز یہ سب رسول اللہؐ کی ملکیت ہے) کو مخصوص کیا ہے پھر، یہ آیت پڑھی:

وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا غَنِمۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوۡلِ
وَلِذِی الۡقُرۡبٰی وَالۡيَتٰمٰی وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ ۙ

''اور جان لو! کہ جو غنیمت تمہیں ملے اس کا پانچواں حصہ اللہ، اُس کے رسول اور ذی القربیٰ (رشتہ داروں) یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔'' (سورہ:8، الانفال، آیت:41)

لہٰذا ہم خمس اور فی کے مالک ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے شیعوں کے علاوہ سب پر حرام قرار دیا ہے۔

خدا کی قسم اے ابوحمزہؓ! جو بھی زمین فتح ہوتی ہے یا جس مال کا خمس ادا ہوتا ہے اور وہ مال کسی شے سے ملاوٹ ہو جاتا ہے وہ جس کسی کو ملے حرام ہے چاہے وہ نکاح کے کام میں صرف ہو یا ملکیت بنے۔ اور اگر حق و عدل کی حکومت قائم ہو تو ایک شخص جو کچھ اس کے پاس گرانقدر ملکیت ہے اور اس کو بیچنا چاہتا ہے مگر اس کی بے وقعت ہونے کے باعث اسے کوئی خریدار نہیں ملتا۔ یہاں تک کہ یہ شخص اپنا سارا سرمایہ قربان کرنے کے لیے تیار ہے لیکن پھر بھی نجات نہیں ملتی، بے شک ان ظالموں نے ہمیں اور ہمارے شیعوں کو بغیر دلیل کے اپنے حق سے محروم کر دیا ہے۔

میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے؟

قُلۡ هَلۡ تَرَبَّصُوۡنَ بِنَاۤ اِلَّاۤ اِحۡدَى الۡحُسۡنَيَيۡنِ ؕ

''کیا ہم سے اس کے علاوہ توقع رکھتے ہو کہ ہم تمہیں دو میں سے ایک نیکی عطا کریں گے؟'' (سورہ:9، توبہ، آیت:52)

امامؑ نے فرمایا یا اللہ کی اطاعت میں موت یا امامؑ کے ظہور کو دیکھنا اور ہم ان مشکلات اور پریشانیوں کے باوجود اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا عذاب نازل فرمائے۔ اور یہ عذاب مسخ ہونا ہے یا ہمارے ہاتھوں سے قتل ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کے لیے فرمایا:

فَتَرَبَّصُوۡۤا اِنَّا مَعَكُمۡ مُّتَرَبِّصُوۡنَ ۝ (سورہ:9، التوبۃ، آیت:52)

''کہہ دو تم انتظار کرو ہم بھی تمہاری ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔''

اور دشمنوں کے لیے تربص سے مراد بلا اور مصیبت میں پھنسنے کا انتظار ہے۔

سوال: بلقام کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَعَلَى الۡاَعۡرَافِ رِجَالٌ يَّعۡرِفُوۡنَ كُلًّاۢ بِسِيۡمٰهُمۡ ۚ

”اور اعراف (بلند مقام پر) کچھ ایسے مرد ہوں گے جو سب کو ان کے چہروں سے پہچان لیں گے۔“ (سورہ:7،اعراف،آیت:46)

جواب: امامؑ نے فرمایا: ہم وہ مرد ہیں: ہم اہل بیتؑ میں سے امام ان سب کو پہچانیں گے جو جنت میں داخل ہوگا اور جو جہنم میں جائے گا جیسا کہ تم اپنے قبیلے میں پہچانتے ہو کہ کون نیک ہے اور کون بدکردار ہے۔

سوال: جابر بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ

”وہ جو عرش کو اُٹھاتے ہیں اور جو اس کے چاروں طرف (طواف کرتے ہیں)۔“ (سورہ:40،غافر/المومن،آیت:7)

جواب: امامؑ نے فرمایا: اس سے مراد فرشتے ہیں: ”کہ وہ اپنے رب کی حمد و تسبیح کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اہلِ ایمان کے لیے استغفار کرتے ہیں۔“ اہل ایمان سے مراد محمدؐ و آلِ محمدؑ کے شیعہ ہیں۔ ”اے پروردگار! تیری رحمت و علم نے ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے، لہٰذا جنہوں نے توبہ کی ہے انہیں بخش دے۔“ تینوں طاغوتوں کی ولایت سے اور بنو امیہ سے ”کیونکہ انہوں نے تیرے راستے کی پیروی کی۔“ یعنی مولا علیؑ کی ولایت کی پیروی کی اور یہی سیدھا راستہ ہے۔ اور خدا کا یہ فرمان ہے کہ:

”اور انہیں گناہوں سے بچائے رکھ۔“

یعنی ان تینوں سے۔

وَمَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ط

”اور جس کو بھی اس دن گناہوں سے بچاؤ گے وہ تیری رحمت کے سائے میں ہوں گے۔“ (سورہ:40،غافر/المومن،آیت:9)

اور یہ فرمان کہ: ”جو لوگ کافر ہو گئے۔“ یعنی بنو امیہ ”قیامت کے دن پکاریں گے کہ تمہاری اپنی ذات سے عداوت اور دشمنی سے خدا کی دشمنی اور ناراضگی بڑھ کر ہے، کیونکہ تمہیں ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا۔“ یعنی مولا علیؑ کی ولایت کی طرف تمہیں بلایا جاتا تھا جو عینِ ایمان ہے: ”لیکن تم لوگ کفر اور انکار کرتے تھے۔“

سوال: جابر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ سے فرمایا ہے کہ:

لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ (سورہ:3،آل عمران،آیت:128)

”اس امر کے بارے میں تمہارے پاس کوئی اختیار نہیں۔“

اس کی تفسیر بیان کیجئے۔

امامؑ نے فرمایا: اے جابرؓ! رسول اللہؐ کی شدید خواہش تھی کہ آپؐ کے بعد حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ لوگوں کے خلیفہ ہوں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ یوں نہ ہو سکے گا۔

میں نے عرض کیا: تو پھر اس آیہ کریمہ کا مفہوم کیا ہوگا؟

امامؑ نے فرمایا: اس کلام سے اللہ تعالیٰ کا مقصد کہ:

لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ (سورہ:3،آل عمران،آیت:128)

”تیرے ہاتھ میں اس امر کے بارے میں کوئی اختیار نہیں۔“

اپنے پیغمبرؐ کو یہ بتانا تھا کہ ”اے محمدؐ! علیؑ کے متعلق کام تیری خواہش کے مطابق نہیں ہوگا، بلکہ اس سلسلے میں اختیار میرے ہاتھ میں ہے۔ اے محمدؐ! میں نے جو کتاب آپؐ پر نازل کی اس میں بیان کیا گیا ہے کہ:

الٓمّٓ ○ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ○ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ ○

"الم۔ کیا لوگوں نے یہ سوچ رکھا ہے کہ جب انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لے آئے۔ تو انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے گا اور ان سے امتحان نہیں لیا جائے گا؟ ہم نے جو بھی ان سے پہلے گذرے سب سے امتحان لیا (تو یقیناً ان سے بھی امتحان ہوگا) تا کہ سچوں اور جھوٹوں کے متعلق خدا کا علم ثابت ہو جائے۔" (سورہ:29، العنکبوت، آیت:1 تا 3)

امامؑ نے فرمایا: اس بنا پر رسول اکرمؐ نے یہ کام خدا کے سپرد کیا۔

علامہ مجلسیؒ کہتے ہیں: اس آیہ کریمہ کی تاویل کو امیر المومنین حضرت علیؑ نے خطبہ قاصعہ میں واضح فرمایا ہے۔

سوال: جابر جعفی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کی تاویل پوچھی:

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ -
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ (سورہ:9، التوبۃ، آیت:36)

"بے شک اللہ کے نزدیک مہینوں کی تعداد اللہ کی کتاب میں بارہ مہینے ہیں جس دن سے آسمان و زمین کو خلق کیا ان میں سے چار مہینے محترم ہیں یہ ثابت و مضبوط دین ہے لہٰذا ان مہینوں میں اپنی ذات پر ظلم نہ کرو۔"

راوی کہتے ہیں کہ امامؑ نے سرد آہ کھینچی پھر فرمایا: اے جابرؓ! سال سے مراد میرے جد رسول اللہؐ ہیں اور آپؐ کے بارہ مہینے ہیں اور وہ امیر المومنین علیؑ سے لے کر مجھ تک آئمہ ہیں۔ میرے بعد میرے بیٹے جعفر صادق علیہ السلام، پھر ان کے بیٹے موسیٰ کاظم علیہ السلام، پھر ان کے بیٹے علی رضا علیہ السلام، پھر ان کے بیٹے محمد تقیؑ، پھر ان کے بیٹے علی نقی علیہ السلام، پھر ان کے بیٹے حسن عسکریؑ، پھر ان کے بیٹے محمد ھادی

مہدیؑ۔ جو بارہ امام مخلوق پر خدا کی حجت اور خدا کی وحی اور علم کے امین ہیں۔

ان میں سے چار مہینے محترم وہ ہیں جو مضبوط اور ثابت دین ہیں وہ چار وجود مقدس جو ایک ہی نام سے ہیں یعنی علی امیر المومنینؑ، میرے والد علی بن الحسینؑ، علی بن موسیٰؑ، اور علی بن محمدؑ۔ لہٰذا ان کا اقرار کرنا مضبوط اور ثابت دین ہے۔

فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ

"اور ان مہینوں میں اپنے اوپر ظلم نہ کرو۔" (سورہ:9، التوبۃ، آیت:36)

یعنی ان پر عقیدہ رکھو، تا کہ ہدایت پا جاؤ۔

سوال: حسان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝

"کہ ہم نے آپؐ کو سورۂ حمد اور قرآنِ عظیم عطا کیا۔"

(سورہ:15، الحجر، آیت:87)

جواب: امامؑ نے فرمایا: درحقیقت آیہ کریمہ اس طرح ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ مَثَانِيْ ہم اہل بیتؑ ہی سبع مثانی ہیں۔

سوال: حسان عامری کہتے ہیں کہ میں نے مذکورہ آیہ کریمہ کے متعلق امام باقر علیہ السلام سے پوچھا۔

جواب: آپؑ نے ارشاد فرمایا: یہاں قرآنِ عظیم سے مراد علی بن ابی طالبؑ ہیں۔

سوال: ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ

"اس سے پہلے کوئی آسمانی کتاب یا علمی آثار لے کر آؤ۔"

(سورہ:46، الاحقاف، آیت:4)

جواب: آپؑ نے فرمایا: اس سے بالخصوص انبیاءؑ اور اوصیاء کا علم ہے "اگر تم سچے ہو۔"

سوال: ایک اور روایت میں ابوعبیدہ نے امامؑ سے مذکورہ آیہ کے متعلق پوچھا:

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہاں کتاب سے مراد تورات اور انجیل ہے اور "اثر علمی" سے مراد انبیاء و اوصیاءؑ کا علم ہے۔

مرحوم طبرسیؒ اس آیت کریمہ کے ذیل میں فرماتے ہیں۔ علمی آثار سے مراد گذشتہ کتابوں میں موجود باقی ماندہ علم ہے کہ جس میں اس بات کی دلیل ہے کہ وہ خدا کے شریک ہیں۔ (نعوذ باللہ)

سوال: زرارہؒ، حمرانؒ اور محمد بن مسلمؒ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا O (سورہ:25، الفرقان، آیت:63)

"خدائے رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ سلامتی کا پیغام دیتے ہیں۔"

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہ آیت کریمہ (حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا) تک اوصیاء (وارثانِ پیغمبرؐ) کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔

سوال: ابوحمزہؒ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: اللہ کرے میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں مجھے اس آیہ کریمہ کے متعلق بتایئے:

کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ط (سورہ:28، قصص، آیت:88)

"ذات پروردگار کے علاوہ ہر شئی فانی ہو جائے گی۔"

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے فلاں شخص! ہر شئی فنا ہو جائے گی سوائے وجہ اللہ کے؟ اللہ تعالیٰ اس بات سے بلند مرتبہ ہے کہ اس کا (جسمانی) چہرہ ہو، بلکہ اس آیت کا مفہوم یہ

ہے کہ دینِ خدا کے علاوہ ہر شئی فنا اور نابود ہو جائے گی۔ اور ہم وہ وجۂ معرفت ہیں کہ جس کے ذریعہ لوگ خدا تک پہنچتے ہیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ انسانیت کو باقی رکھنا چاہے ہم ان کے درمیان رہیں گے۔

میں نے عرض کیا: قربان ہو جاؤں۔ آپؑ نے رویہ فرمایا، اس سے کیا مراد ہے؟

امامؑ نے فرمایا: یعنی حاجت اور ضرورت۔ جب بقائے انسانیت کی ضرورت ختم ہو جائے گی تو ہم خدا کی بارگاہ میں اُٹھا لیے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ جیسے چاہے گا ہمارے ساتھ سلوک فرمائے گا۔

سوال: جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ مبارکہ کے متعلق پوچھا:

یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ یَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِیْنَ O

"اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ وہ حق کو اپنے کلمات کے ساتھ ثابت کرے اور کافروں کی جڑیں کاٹ دے۔" (سورہ:8، الانفال، آیت:7)

جواب: امامؑ نے فرمایا: اس آیت کی باطنی تفسیر یوں ہے: "اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا: "یہ ایسی چیز ہے جس کا ارادہ کیا گیا لیکن بعد میں انجام نہ دیا اور یہ کہ: "حق کو اپنے کلمات کے ساتھ ثابت کرے۔" یعنی آل محمدؐ کے حق کو ثابت کرے۔ جبکہ "اپنے کلمات" سے مراد علیؑ ہیں کیونکہ آپؑ کی ذات گرامی باطن میں کلمۃ اللہ ہے۔ اور یہ کہ "کافروں کی جڑیں کاٹ دے۔" تو اللہ نے ارادہ فرمایا کہ بنی امیہ اور کفار کی جڑیں کاٹ دے۔

اور یہ کہ "حق کو ثابت اور مضبوط کرے۔" یعنی آل محمدؐ کے حق کو جب امام زمانہؑ قیام کریں گے تو مضبوط و ثابت کریں گے۔

اور یہ فرمان کہ: "باطل کو نابود کرے۔" یعنی جب قائم آل محمدؑ قیام فرمائیں

گے تو بنو امیہ کے باطل افکار کو نابود کریں گے۔ اور امام زمانہؑ کے دور کی طرف اشارہ ہے کہ:

لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَ يُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ○

’’جب حق ثابت اور مضبوط اور باطل کو نابود اور ختم کیا جائے۔ مگر مجرموں کو یہ بات ناگوار گذرے گی۔‘‘ (سورہ:8، الانفال، آیت:7)

سوال: سلام بن مستنیر کہتے ہیں: میں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ط (سورہ:28، قصص، آیت:88)

’’کہ وجہ اللہ کے علاوہ ہر شئی نابود ہو جائے گی۔‘‘

جواب: امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم ہم ہی وجہ اللہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہماری اطاعت اور مودت کا حکم دیا ہے۔ وہ قیامت تک ہلاک و ختم نہیں ہوگا بلکہ قائم رہے گا۔ تو یہی مفہوم ہے اس وجہ کا جس کے لیے فرمایا: ’’سوائے وجہ اللہ کے ہر شئی نابود ہو جائے گی‘‘ اور ہم میں سے جو کوئی بھی اس دنیا سے جائے گا تو ان کے فرزندوں میں سے کوئی ایک ان کا جانشین ہوگیا، یہاں تک کہ قیامت کا دن آ جائے۔

سوال: ابو خالد کابلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد امام باقر علیہ السلام سے اس آیہ مبارکہ کی تفسیر پوچھی:

وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ط

’’وہ مرد جو ایک آدمی کے آگے تسلیم ہے۔‘‘ (سورہ:39، زمر، آیت:29)

جواب: امامؑ نے فرمایا: اس سے مراد علیؑ اور آپؑ کے شیعہ ہیں۔

جواب: ابو خالد کابلیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کی تفسیر کے متعلق پوچھا:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ط هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ط (سورہ:39، زمر، آیت:29)

’’اللہ تعالیٰ مثال بیان کرتا ہے اُس شخص کی جس کی ملکیت میں کئی لوگ شریک ہیں اور اس کے متعلق آپس میں مباحثہ کرتے ہیں اور ایسا شخص جو فقط ایک آدمی کے آگے فرمانبردار ہے، کیا یہ دونوں برابر ہیں؟‘‘

امامؑ نے فرمایا: وہ شخص کہ جس کے متعلق کئی شریک افراد آپس میں بحث و مباحثہ کرتے ہیں۔ اِس سے مراد پچھلا ہے، کیونکہ مختلف گروہ اُس کی حکومت اور ولایت میں جمع ہوئے، حالانکہ وہ ایک دوسرے کو لعنت و ملامت کرتے تھے اور ایک دوسرے سے بیزار تھے جبکہ وہ شخصیت جو دوسرے کے آگے تسلیم تھا اِس سے مراد پہلے امامِ برحق حضرت علیؑ اور آپؑ کے شیعہ ہیں۔ (کیونکہ علیؑ رسول اللہؐ کے فرمانبردار تھے)۔

سوال: جابرؓ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کی تفسیر کے متعلق پوچھا:

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ○ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ط (سورہ:14، ابراہیم، آیت:24-25)

’’کیا آپ نے ہمیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے کلمۂ طیبہ کو ایسے پاکیزہ درخت سے تشبیہ دی کہ جس کی جڑیں ثابت اور اس کی شاخیں آسمان پر ہیں، وہ ہر وقت اپنے رب کے اذن سے اپنا میوہ دیتا ہے۔‘‘

جواب: امامؑ نے فرمایا: درخت سے مراد رسولِ اکرمؐ ہیں اور فرع (تنا) سے مراد حضرت علیؑ ہیں جبکہ شاخ سے مراد حضرت فاطمہؑ بنتِ رسول اللہؐ ہیں اور اُس کے میوے سے مراد آپؑ کے فرزندؑ ہیں جبکہ آپؑ کے شیعہ اِس درخت کے پتے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا: جب کبھی ہمارے شیعوں میں سے کوئی مومن مرجاتا ہے تو

اُس درخت کا ایک پتہ نیچے گرتا ہے اور جب ہمارا کوئی شیعہ متولد ہوتا ہے تو اس درخت پر ایک پتہ پیدا ہوتا ہے (بڑھتا ہے)۔

یہ روایت بھی جابر کی روایت کی طرح ہے سوائے یہ کہ اس کے آخر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''تؤتی اکلھا'' سے مراد یہ ہے کہ ہر سال صبح کے موسم میں حلال و حرام سے متعلق مسائل آئمہ اہل بیتؑ کی طرف سے شیعوں کو بتائے جاتے ہیں۔

سوال: جناب ابوحمزہ ثمالیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیتِ کریمہ کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا:

جواب: حضور اکرمؐ اس آیت کے سلسلے میں فرماتے ہیں: ''میں اُس درخت کی جڑ، علیؑ اس کا تنا اور دوسرے امام اُس درخت کی شاخیں ہیں، ہمارا علم اُس درخت کا میوہ اور ہمارے شیعہ اس درخت کے پتے ہیں۔''

پھر فرمایا: اے ابوحمزہؓ! کیا درخت میں سے کوئی چیز باقی رہ گئی ہے؟ میں نے عرض کیا: نہیں، خدا کی قسم اِس میں اضافے کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابوحمزہؓ! قسم بخدا، جب کوئی شیعہ بچہ متولد ہوتا ہے تو اس درخت میں ایک پتہ پیدا ہوتا ہے اور اگر کوئی شیعہ فوت ہوتا ہے تو اس درخت کا ایک پتہ گر جاتا ہے۔

سرکار علامہ مجلسیؒ اس حدیث کے ذیل میں کہتے ہیں: اس شجرہ طیبہ اور خاندانِ رسالتؐ کے ساتھ ان کے علاوہ کوئی ملحق نہیں ہوتا جبکہ مخالف لوگ اس سے خارج ہیں اور شجرۂ خبیثہ میں شامل ہیں۔

سوال: زرارہؓ، حمرانؒ اور محمد بن مسلمؒ کہتے ہیں: ہم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً

''اے ایمان والو! سب مل کر سلامتی میں داخل ہو جاؤ۔''

(سورہ:2، البقرہ، آیت:208)

جواب: آپؑ نے فرمایا: لوگوں کو ہم اہل بیتؑ کی معرفت کا حکم دیا گیا ہے۔

سوال: جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً

''اے ایمان والو! سب مل کر سلامتی میں داخل ہو جاؤ۔''

(سورہ:2، البقرہ، آیت:208)

جواب: آپؑ نے ارشاد فرمایا: یہاں سلم سے مراد آلِ محمدؐ ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس میں داخل ہونے کا حکم دیا ہے۔

سوال: ابوبکر کلبی کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے والدِ گرامی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا۔

جواب: آپؑ نے فرمایا: سلم سے مراد ہماری ولایت ہے۔

سوال: محمد بن مسلمؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ شریفہ کے متعلق پوچھا:

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ ○

''رات کی قسم کہ جب وہ چھا جائے۔'' (سورہ 92، اللیل، آیت:1)

جواب: آپؑ نے فرمایا: رات کی تاریکی سے مراد دوسری ہے کہ جس نے امیر المومنینؑ سے اُن کے منصب اور حکومت کو چھین کر ستم کیا اور امیر المومنینؑ کو حکم دیا گیا کہ وہ اس حکومت کے خاتمے تک صبر کریں۔

سوال: راوی نے پوچھا کہ: ''دن کی قسم جب وہ ظاہر ہو جائے'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: دن سے مراد حضرت قائمِ آلِ محمدؑ (امام مہدیؑ) ہیں۔ جب آپؑ قیام کریں گے تو آپؑ باطل حکومت پر کامیاب ہو جائیں گے۔ قرآنِ کریم نے اس کے متعلق لوگوں کے لیے مثالیں دی ہیں اور اپنے پیغمبر کو اور ہمیں مخاطب قرار دیا ہے اور ہم اہلِ بیتؑ کے علاوہ کوئی اس کے معنیٰ سے واقف نہیں۔

سوال: ام ہانیؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ○ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ○

''ان ستاروں کی قسم جو واپس لوٹتے ہیں چلنے والے اور چھپ جانے والے ہیں۔'' (سورہ:81، التکویر، آیت:16/15)

جواب: آپؑ نے فرمایا: اے ام ہانیؓ! اس سے مراد وہ امامؑ ہیں جو 260ھ کو غائب ہو جائیں گے پھر درخشندہ ستارے کی طرح تاریک رات میں ظاہر ہوں گے۔ اے ام ہانیؓ! اگر تم نے ان کا زمانہ دیکھا تو تم خوش قسمت ہو۔

سوال: ابو مخلد حناط کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس آیہ کریمہ سے کیا مراد ہے؟

وَعَلٰمٰتٍ ط وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ○ (سورہ:16، نحل، آیت:16)

''اور علامات قرار دیں اور ستاروں کے ذریعہ ان کی ہدایت ہوتی ہے۔''

جواب: امامؑ نے فرمایا: ستارے سے مراد حضرت محمدؐ ہیں اور علامات سے مراد آپؐ کے جانشین (اوصیاء) ہیں کہ جن کے ذریعہ لوگ ہدایت پاتے ہیں۔

سوال: برید عجلی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کے متعلق پوچھا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ○

''اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔''

(سورہ:9، توبہ، آیت:119)

جواب: امامؑ نے فرمایا: سچوں سے مراد ہم ہیں۔

سوال: جابر انصاریؓ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا:

''ہو جاؤ سچوں کے ساتھ'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: یعنی آلِ محمدؐ کے ساتھ ہو جاؤ۔

سوال: حارث بن مغیرہ کہتے ہیں: ہم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں تھے کہ آپؑ نے فرمایا:

''تم میں سے جو کوئی امرِ ولایت کی معرفت رکھتا ہو اور اس کے انتظار میں ہو اور نیک جزا کی آرزو رکھتا ہو، خدا کی قسم وہ اس شخص کی مانند ہے کہ جس نے قائم آلِ محمدؐ کے ہمراہ تلوار سے جہاد کیا ہو۔

بلکہ قسم بخدا وہ اس شخص کی مانند ہے کہ جس نے رسول اللہؐ کے ہمراہ تلوار سے جہاد کیا ہو۔ پھر ارشاد فرمایا: بلکہ اس شخص کی مانند ہے جو رسول اکرمؐ کے ہمراہ تھے اور اس کے خیمہ میں درجۂ شہادت پر فائز ہوا ہے۔

اس کے بعد فرمایا: آپ کے متعلق اللہ کی کتاب میں ایک آیت ہے۔

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں وہ کون سی آیت ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ آیۂ کریمہ:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ط لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ط

''وہ لوگ جو اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے وہ سچے اور اپنے رب کے ہاں شہید ہیں، ان کے لیے اجر اور نور ہے۔'' (سورہ:57، حدید، آیت:19)

پھر فرمایا: خدا کی قسم: آپ اپنے رب کے ہاں سچے اور شہید سمجھے جاؤ گے۔

سوال: جابر جعفی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ○ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ط

''جس نے نیک کام کیا اس کے لیے بدلہ ہے اور وہ اس دن کے خوف اور وحشت سے امان میں ہے اور جو کوئی برا کام کرے وہ منہ کے بل جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا۔'' (سورہ:27،نمل،آیت:89-90)

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہاں حسنہ (نیکی) سے مراد علیؑ کی ولایت اور سیۂ (بدی) سے مراد آپؑ سے عداوت، بغض اور دشمنی ہے۔

سوال: محمد بن حمرانؒ کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○

''پس اگر وہ مقربین میں سے ہو۔'' (سورہ:56،واقعہ،آیت:88)

جواب: آپؑ نے فرمایا: مقربین سے مراد وہ ہیں کہ جنہیں امامؑ کے ہاں مقام اور مرتبہ حاصل ہو۔

سوال: میں نے عرض کیا:

وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ○ (سورہ:56،واقعہ،آیت:90)

''اور اگر اصحابِ یمین سے ہو۔'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اس امرِ ولایت کی توصیف کی اور امامت کے مددگار ہیں۔

سوال: میں نے عرض کیا:

وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ○

''لیکن اگر وہ جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہو۔'' (سورہ:56،واقعہ،آیت:92)

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہاں جھٹلانے والے گمراہوں سے مراد امامت کے انکاری ہیں۔

سوال: محمد بن زیدؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ○

''پھر اگر وہ مقربین میں سے ہے تو اس کے لیے آسائش، خوشبودار پھول اور نعمتوں کے باغات ہیں۔'' (سورہ:56،واقعہ،آیت:88-89)

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہ آیۂ کریمہ حضرت امیر المؤمنین علیؑ اور دیگر آئمہ علیہم السلام کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

سوال: جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق پوچھا:

وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ

''اگر آپ خدا کی راہ میں قتل کیے جائیں یا مر جائیں۔''

(سورہ:3،آل عمران،آیت:157)

امامؑ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ ''اللہ کی راہ'' کسے کہتے ہیں؟

میں نے عرض کیا: نہیں، بخدا مگر یہ کہ آپؑ سے کچھ سنوں۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: راہِ خدا سے مراد حضرت علیؑ اور ان کی ذریت و اولاد ہیں جو کوئی ان کی ولایت کی راہ میں مارا جائے تو وہ راہِ خدا میں مارا گیا اور جو کوئی ان کی ولایت میں مر جائے تو وہ راہِ خدا میں مرا ہے۔

سوال : ابو مالک اسدیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:

وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ج وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ

''اور بتحقیق یہ میرا سیدھا راستہ ہے کہ تم اس کی پیروی کرو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو......'' (سورہ:6،الانعام،آیت:153)

اس آیہ کریمہ سے کیا مراد ہے؟

جواب : ابو مالک کہتے ہیں کہ امامؑ نے اپنا بایاں ہاتھ کھولا پھر اپنے سیدھے ہاتھ سے اس کے گرد ایک دائرہ کھینچا پھر فرمایا: ہم خدا کا سیدھا راستہ ہیں، لہٰذا تم اس کی پیروی کرو اور دوسرے گمراہ کن راستوں کی پیروی نہ کرو کہ بھٹک جاؤ گے۔ پھر امامؑ نے اپنے دستِ مبارک سے لکیر کھینچی۔

سوال : جابرؓ نے امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: کس وجہ سے لوگ نبیؐ یا امامؑ کے محتاج ہیں؟

جواب : امامؑ نے فرمایا: تاکہ عالم اپنی صلاحیت پر باقی رہے اس لیے کہ اگر روئے زمین پر نبیؐ یا امامؑ موجود ہوگا تو اللہ تعالیٰ اہلِ زمین سے اپنا عذاب اُٹھا لے گا۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ط

''اے رسولؐ! جب تک آپؐ ان کے درمیان ہیں اس وقت تک اللہ انہیں عذاب نہیں کرے گا۔'' (سورہ:8،انفال،آیت:33)

جبکہ پیغمبرِ اسلامؐ نے فرمایا:

''ستارے اہلِ آسمان کے لیے آسائش و امن کا سبب ہیں جبکہ میرے اہلِ بیتؑ اہلِ زمین کے لیے امن و آسائش کا سبب ہیں۔ جب ستارے چلے

جائیں آسمان والوں پر ناپسندیدہ مشکلات آئیں گی، اسی طرح جب میرے اہل بیتؑ چلے جائیں۔ تو زمین والوں پر ناپسندیدہ مصیبتیں نازل ہوں گی۔''

یہاں پیغمبرِ اکرمؐ کی اہلِ بیتؑ سے مراد وہ آئمہؑ ہیں کہ اللہ عزوجل نے ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ج

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسولِ خدا اور اولی الامر یعنی اوصیائے پیغمبر کی اطاعت کرو۔'' (سورہ:4،النساء،آیت:59)

وہ معصوم اور پاکیزہ رہبر ہیں، نہ کبھی خدا کی نافرمانی کرتے ہیں اور نہ ہی گناہ کرتے ہیں۔ وہ خدا کی جانب سے حمایت یافتہ اور کامیاب و کامران ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے اپنے بندوں کو رزق دیتا ہے اور ان کے صدقے شہروں کو آباد کرتا ہے اور ان کے سبب آسمان سے مینہ برساتا ہے اور انہی کے ذریعہ زمین اپنی برکات باہر نکالتی ہے اور انہی کے سبب گنہگاروں کو مہلت دی جاتی ہے اور ان کے عذاب اور سزا میں جلدی نہیں کی جاتی۔ روح القدسؑ ہمیشہ ان کے ساتھ رہتا ہے اور کبھی ان سے جدا نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ قرآنِ کریم سے جدا ہوتے ہیں اور نہ قرآن ان سے جدا ہوتا ہے۔ اللہ کا درود و سلام ہو ان سب پر۔

سوال : محمد بن مسلمؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا:

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ (سورہ:13،الرعد،آیت:7)

''آپؐ فقط ڈرانے والے ہیں جبکہ ہر قوم کے لیے ہادی ہے۔''

جواب : امامؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہر زمانے میں موجود امام ہے جو لوگوں کو ہدایت

کرتا ہے۔

سوال: برید عجلیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آیۂ کریمہ مذکورہ کے متعلق پوچھا۔

جواب: امامؑ نے ارشاد فرمایا: یہاں ڈرانے والے سے مراد رسول اللہؐ ہیں جبکہ ہادی سے مراد امیر المومنین علیؑ کی ذاتِ گرامی ہے جبکہ ہم اہلِ بیتؑ میں سے ہر دور میں ایک امام ہے جو لوگوں کو دینِ رسول اسلامؐ کی طرف بلاتا ہے۔

سوال: ابوعبیدہؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: سالم بن ابو حفصہ نے مجھے کہا کہ کیا تو نے یہ روایت نہیں سنی کہ اگر کوئی اس حالت میں مر جائے کہ اس کا کوئی امام نہ ہو تو گویا وہ جاہلیت اور کفر کی موت مرا۔

میں نے کہا: جی ہاں سنا ہے۔

کہنے لگا: تو پھر تمہارا امام کون ہے؟

سالم بن ابو حفصہ نے کہا: خدا کی قسم، میں نہیں سمجھتا تھا کہ تو امام کو پہچان چکا ہے۔

جواب: راوی نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: افسوس سالم پر، کیا سالم کو پتہ ہے کہ امام کا مقام و منزلت کیا ہے؟ امام کا مقام اور مرتبہ اس سے کہیں بلند و برتر ہے کہ سالم یا سب لوگ اس کو سمجھیں۔ بے شک ہم میں سے جب کوئی امام فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا امام مقرر کرتا ہے جو اسی کی طرح عمل کرتا ہے اور اسی کے طریقہ پر چلتا ہے اور لوگوں کو اسی راستے کی جانب بلاتا ہے اور کسی نے اللہ تعالیٰ کو منع نہیں کیا کہ وہ سلیمانؑ کو اس سے کہیں بہتر عطا کرے کہ جو اس نے حضرت داؤدؑ کو عطا کیا تھا۔

سوال: محمد بن مسلمؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: آپؑ کے خیال میں اس شخص کی حالت کیا ہوگی جو اہلِ بیتؑ میں سے کسی امام کا انکار کردے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جو شخص خدا کی جانب سے مقرر شدہ امام کا انکار کردے اور اس کے دین سے دوری اختیار کرے وہ کافر اور دینِ اسلام سے مرتد (پھر ہوا) ہے، کیونکہ امام خدا کی طرف سے مقرر ہوتا ہے اور اس کا دین خدا کا دین ہوتا ہے اور جو کوئی خدا کے دین سے دوری اختیار کرے اس حالت میں اس کا خون مباح ہے مگر یہ کہ وہ واپس آ کر اپنے عقیدے سے خدا کی بارگاہ میں توبہ کرے۔

سوال: عبداللہ بن سلیمان کہتے ہیں: میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں تھا کہ اہلِ بصرہ کے ایک شخص عثمان اعمی نے انہیں کہا: حسن بصری اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو لوگ علم کو چھپاتے ہیں قیامت کے دن اُن کے شکم کی بدبو اہلِ دوزخ کو اذیت دے گی۔

جواب: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اگر ان کا عقیدہ صحیح ہو تو مومن آل فرعون ہلاک ہو گیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے (علم) چھپانے کی وجہ سے مدح فرمائی ہے۔ اس زمانے سے کہ اللہ نے حضرت نوح علیہ السلام کو پیغمبری کے لیے منتخب کیا ہے علم چھپا رہا ہے، حسن بصری چاہتا ہے دائیں بائیں جائے۔ خدا کی قسم علم اور دانش ہمارے علاوہ کہیں نہیں ملے گا۔

اور حضرتؑ فرماتے تھے کہ لوگوں کے دکھ اور درد ہمارے پاس زیادہ ہیں۔ اگر انہیں دعوت کرتے ہیں قبول نہیں کرتے اور اگر ان کو رہا کر دیں تو ہمارے علاوہ کیا ان کی ہدایت نہیں ہوگی۔

سوال: سعد اسکاف کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان ''تمسک کرو یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ حوضِ کوثر پہ مجھ سے ملاقات کریں گے'' کے بارے میں پوچھا:

جواب: امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ہمیشہ کتابِ خدا اور ہمارے خاندان سے احکام اور قرآنِ مجید کے قوانین کی راہنمائی ہوتی ہے، یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر اللہ کے

رسولؐ کے سامنے حاضر ہوں۔

سوال: ابوبکر حضرمی کہتے ہیں: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں موجود تھا کہ ''ورد'' کمیت کے بھائی حاضر ہوئے اور عرض کیا: خدا مجھے آپؑ پر فدا کرے ستر مسئلے انتخاب کیے تھے کہ آپؑ سے دریافت کروں چنانچہ اب تو ایک مسئلہ بھی میرے ذہن میں نہیں ہے۔

آپؑ نے فرمایا: حتیٰ ایک مسئلہ بھی یاد نہیں ہے؟

عرض کیا: جی ایک مسئلہ یاد آ گیا۔

آپؑ نے فرمایا: وہ کونسا ہے؟

کہا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

''جاننے والوں سے پوچھو اگر نہیں جانتے۔'' (سورہ:16 نحل، آیت:43)

جواب: حضرتؑ نے فرمایا: اے ورد! اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہم سے پوچھیں اور ہمارے لیے ہے کہ اگر چاہیں تو آپ کے جواب دیں اور اگر چاہیں تو آپ کے جواب نہ دیں۔

سوال: برید بن معاویہ کہتے ہیں: آیۂ کریمہ ''اہلِ ذکر سے پوچھو جو نہیں جانتے'' کے بارے میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: ذکر قرآن ہے اور ہم سے سوال ہونے والے ہیں۔

سوال: بکیر کہ جن سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے آیۂ شریفہ ''اہلِ ذکر جاننے والوں سے پوچھو اگر نہیں جانتے'' کے بارے میں سوال کیا۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: ہم ہیں۔

سوال: ہم نے کہا: ہم مامور ہیں کہ آپؑ سے پوچھیں؟

جواب: فرمایا: اور یہ ہمارے لیے ہے اگر چاہا جواب دیں اور اگر نہ چاہا جواب نہ دیں۔

سوال: محمد بن مسلمؓ کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: ہمارے پاس ایسے افراد ہیں کہ جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ جو خدا نے فرمایا ہے ''جاننے والوں سے پوچھو اگر نہیں جانتے'' سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔

جواب: حضرت نے فرمایا: اگر ایسے ہو تو بس وہ اپنے دین کی طرف دعوت دیں گے۔

اُس وقت اپنے مبارک ہاتھ سے اپنے پاک سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''ہم ہی اہلِ ذکر (جاننے والے) ہیں اور ہم سے ہی سوال ہونے والے ہیں۔

سوال: فضیل کہتے ہیں: امام محمد باقر علیہ السلام سے اس روایت کے بارے میں سوال کیا کہ جس روایت میں آیا ہے: ''کوئی آیت نہیں سوائے اس کے کہ ظاہر اور باطن رکھتی ہے اور کوئی حرف نہیں سوائے اس کے لیے حد ''انتہا'' اور ابتداء ہے'' سے کیا مراد ہے؟ ''اس کے لیے ظاہر اور باطن ہے'' کیا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ظاہر اور باطن وہی آیہ کی تاویل ہے کہ بعض کا تعلق گزشتہ سے ہے اور بعض کا آنے والے سے، وہ احکام کہ قرآنِ مجید جن پر دلالت کرتا ہے ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں جس طرح سورج اور چاند نمودار ہوتے ہیں۔ ہر زمانے میں آیہ کی تاویل واقع ہوتی ہے۔ ابتداء میں وہ امام جو دنیا سے گئے ہیں اطلاع دی جاتی ہے، فوراً امامِ عصر کو کہا جاتا ہے کہ خدائے متعال فرماتے ہیں:

وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ

''اس کی تاویل اور تفسیر علاوہ اللہ تعالیٰ اور وجود علم میں راسخ واستوار ہیں، کوئی نہیں جانتا۔'' (سورہ:3، آل عمران، آیت:7)

ہم ہیں کہ اس کی تاویل جانتے ہیں۔

سوال: زید بن سلام جعفی کہتے ہیں: میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں

شرفیاب ہوا اور کہا: خداوندِ اقدس آپؑ کے حال بہتر بنائے! خیثمہ نے آپؑ سے میرے لیے ایک روایت نقل کی ہے کہ اُس نے آپ سے آیہ کریمہ کے بارے میں:

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌ ۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝ (سورہ:29،العنکبوت،آیت:49)

''بلکہ وہ آیات روشنی ہیں، ان کے سینہ میں کہ جن کو علم دیا گیا ہے جاری ہیں اور ہماری آیات کو سوائے ستمگروں کے انکار نہیں کرتے۔''

پوچھا ہے اور آپؑ نے فرمایا ہے کہ یہ آیۂ مجیدہ آپؑ کے اور آپؑ کے خاندان کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور آپؑ کو علم دیا گیا ہے۔

جواب: آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم خیثمہ نے سچ کہا ہے اور میں نے اسے ایسے ہی کہا ہے۔

سوال: برید کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے بارے میں ''بلکہ وہ آیات روشنی ہیں اُن کے سینہ میں کہ جُن کو علم دیا گیا ہے جگہ رکھتی ہیں''، پوچھا کہ ان سے مراد کون ہیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ہم مراد ہیں۔

سوال: جابرؓ کہتے ہیں: امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ شریفہ کے بارے میں:

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا ۢ بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

''خداوندِ متعال گواہی دیتا ہے کہ معبود ذات اقدس کے علاوہ نہیں ہے اور فرشتے و صاحبانِ دانش نیز (اس مطلب پر) گواہی دیتے ہیں۔ درحالیکہ (خداوند متعالی تمام عالم میں) قیام بہ عدالت رکھتا ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے کہ وہ توانا بھی ہے اور حکیم بھی ہے۔'' (سورہ:3 عمران، آیت:18) پوچھا۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: ''خدا گواہی دیتا ہے کہ معبود اُس ذاتِ اقدس کے علاوہ نہیں ہے'' اس لیے اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت کے لیے گواہی اور شہادت دیتا ہے جیسا کہ خود فرماتا ہے اور یہ کہ جو فرماتا ہے ''اور فرشتے'' اس لیے ان فرشتوں کو اپنے حضور گرامی کیا تسلیم کرنے کے وسیلہ سے جیسا کہ خود گواہی دی ہے۔

اور یہ خدا کا فرمان ''اور صاحبانِ علم و دانش نیز (اس مطلب پر) گواہی دیتے ہیں در حالیکہ (خداوندِ متعال تمام عالم میں) قیام بہ عدالت رکھتا ہے) اس لیے کہ صاحبانِ علم و دانش وہی پیغمبر اور اوصیاء ہیں اور وہ عدالت پر قیام کرنے والے ہیں اور قسط کے معنیٰ ظاہر میں عدل اور داد ہے اور عدل باطن میں وہی امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

سوال: ابوحمزہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

''جب لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ ایسے گونگے اور بہرے ہیں کہ جو تاریکیوں میں رہتے ہیں، خدا جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے اسے سیدھے راستے پر لگا دیتا ہے۔'' (سورہ:6،الانعام،آیت:39)

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہ آیت ان کے متعلق نازل ہوئی ہے کہ جنہوں نے اوصیاءؑ کو جھٹلایا۔ وہ ایسے گونگے اور بہرے ہیں جو تاریکی میں ہیں، جو ابلیس کی اولاد ہے وہ تو ہرگز اوصیاء کی تصدیق نہیں کرسکتا اور ہرگز ان پر ایمان نہیں لائے گا۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ جنہیں خدا نے گمراہ کیا ہے اور جو کوئی آدمؑ کی اولاد سے ہے وہ اوصیاء پر ایمان لائے گا اور وہ صراط مستقیم پر ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اسی کا باطنی مفہوم یعنی سب اوصیاء کو جھٹلایا ہے۔

سوال: جابر جعفی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

''پھر ہم نے اِس کتاب کا وارث اپنے برگزیدہ بندوں کو بنایا اُن میں سے کچھ اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض اعتدال پسند ہیں اور بعض خدا کی اجازت سے نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے ہیں۔''

(سورہ:35،فاطر،آیت:32)

جواب: امامؑ نے فرمایا: ستمگر سے مراد وہ انسان ہے جو امامؑ کا حق نہیں جانتا اور مقتصد (اعتدال پسند) سے مراد وہ ہے جو امام کے حق سے آشنا ہے اور خدا کی اجازت سے نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے سے مراد امامؑ ہیں۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا (سورہ:35،فاطر،آیت:33)

''ان کی جزا ایسے جاوید باغات ہیں کہ جن میں یہ داخل ہوں گے۔''

یعنی سبقت کرنے والے اور مقتصد یعنی اعتدال پسند داخل ہوں گے۔

سوال: ثمالیؒ کہتے ہیں کہ میں مسجد الحرام میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک بصرہ کے رہنے والے دو آدمی آکر کہنے لگے: اے فرزند رسولؐ اللہ! ہم چاہتے ہیں کہ آپؑ سے ایک مسئلہ پوچھیں۔

کہنے لگے: ہمیں اس آیتِ کریمہ کے متعلق بتائیں:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝

''پھر ہم نے اس کتاب کا وارث اُن افراد کو قرار دیا جنہیں اپنے بندوں میں سے چن لیا کہ ان میں سے بعض اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض اعتدال پسند ہیں اور بعض خدا کی اجازت سے نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے ہیں اور در حقیقت یہی بہت بڑا فضل و شرف ہے۔''

(سورہ:35،فاطر،آیت:32)

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہ آیتِ کریمہ ہم اہلِ بیتؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

سوال: ابوحمزہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپؑ پر قربان، آپؑ کے خاندان میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والا کون ہوسکتا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جس کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں تو اس نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔

میں نے عرض کیا: آپؑ میں سے مقتصد (اعتدال پسند) کون ہے؟

امامؑ نے فرمایا: جو خدا کی سختی و آسائش دونوں حالتوں میں عبادت کرے یہاں تک منزلِ یقین تک پہنچے (یہاں یقین سے شاید موت مراد ہے)

سوال: میں نے عرض کیا: آپ میں سے سابق بہ خیرات کون ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم یہ وہ ہے جو لوگوں کو خدا کی راہ میں بلاتا ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے اور گمراہوں کی حمایت نہیں کرتا اور خائنوں اور تباہ کاروں کا دشمن ہے اور فاسق و فاجر لوگوں کے حکم پر راضی نہیں۔ سوائے یہ کہ اُسے اپنی جان اور دین کا خوف ہو اور اس کا کوئی حامی اور مددگار بھی موجود نہ ہو۔

علامہ مجلسیؒ حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں: دو حالتوں (سختی اور آسائش) سے مراد اہلِ حق اور اہلِ باطل کے غلبے کی حالت ہے۔

سوال: سورہ بن کلیب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ شریفہ کے متعلق پوچھا:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ (سورہ:35،فاطر،آیت:32)

''پھر ہم نے اس کتاب کے وارث بنائے۔''

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہ آیت ہماری شان میں نازل ہوئی ہے اور نیکیوں میں سبقت کرنے والا امامؑ ہے۔

سوال: سورہ بن کلیب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیتِ کریمہ کے متعلق پوچھا:

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ

''پھر ہم نے اس کتاب کا وارث اپنے برگزیدہ بندوں کو بنایا۔''

(سورہ:35،فاطر،آیت:32)

جواب: امامؑ نے فرمایا: ظالم لنفسہ سے مراد وہ شخص ہے جو امام کی معرفت نہیں رکھتا۔

سوال: میں نے عرض کیا: مقتصد (اعتدال پسند) کون ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جو شخص امامؑ کی معرفت رکھتا ہے۔

سوال: میں نے عرض کیا: سابق بالخیرات سے کون مراد ہیں؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: امامؑ

سوال: میں نے عرض کیا: آپؑ کا شیعوں کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اُن کے گناہ بخشے جاتے ہیں، ان کے قرض ادا کیے جاتے ہیں جبکہ ہم اُن کی بخشش کا دروازہ ہیں اور ہمارے سبب انہیں معافی دی جاتی ہے۔

سوال: ابو اسحاق سبیعی کہتے ہیں کہ میں مراسمِ حج انجام دینے کے لیے عازم سفر ہوا۔ اس اثناء میں میری حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ میں نے آپؑ سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا: ''پھر ہم نے اس کتاب کے وارث بنائے۔''

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے ابو اسحاق! تمہاری قوم کے لوگ (کوفہ والے) اس

آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

میں نے عرض کیا: ان کا خیال ہے کہ یہ آیت اُن کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

امامؑ نے فرمایا: پھر کس چیز سے ڈرتے ہیں جبکہ وہ اہلِ جنت میں سے ہیں؟

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں آپؑ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: اے ابو اسحاق! یہ آیۂ کریمہ خصوصاً ہمارے متعلق نازل ہوئی ہے۔ سابق بالخیرات سے مراد علیؑ ابنِ ابیطالبؑ، امام حسنؑ، امام حسینؑ، اور ہم اہلِ بیتؑ کے شہداء ہیں اور مقتصد وہ ہے جو دن کو روزے رکھے اور رات بھر عبادت کرے اور ''ظالم نفسہ'' وہ ہے جو توبہ کرنے والا ہو گا اور وہ بخشا جائے گا۔

اے ابو اسحاق! ہمارے سبب اللہ تعالیٰ تم سے ننگ و عیب کو جدا کرتا ہے اور ہمارے سبب اللہ تعالیٰ ذلت کے رشتوں کو تمہاری گردنوں سے علیحدہ کرتا ہے اور ہمارے باعث تمہارے گناہ بخشے جائیں گے اور ہمارے سبب اللہ فتح دیتا ہے اور ہمیں پہ ختم کرتا ہے نہ کہ آپ لوگوں کے سبب، ہم تمہاری پناہ گاہ ہیں، اصحابِ کہف کی مانند اور کشتیِ نوح کی مانند، امت کے لیے نجات کی کشتی ہیں اور بنی اسرائیل کے بابِ حطہ کی طرح ہم آپ کے لیے درِ بخشش ہیں۔

سوال: علی بن قاسم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے بارے میں پوچھا:

وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝

''اور جب زندہ درگور لڑکیوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ انہیں کس گناہ میں مارا گیا۔'' (سورہ:81،التکویر،آیت:8-9)

جواب: امامؑ نے فرمایا: آلِ محمدؐ کے شیعوں کے متعلق پوچھا جائے گا کہ انہیں کسی جرم میں مارا گیا؟

سوال: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے غلام محمد بن زید کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مولا سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ (سورہ:8،انفال،آیت:75)

''اور رشتہ داروں کا ایک دوسرے پر غیروں کی نسبت زیادہ ہے۔''

جواب: امامؑ نے فرمایا کہ یہ آیہ کریمہ حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

سوال: جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ○

''کہ مجھے قسم ہے باپ کی اور اس کی اولاد کی۔'' (سورہ:90،البلد،آیت:3)

جواب: امامؑ نے فرمایا: باپ سے مراد علیؑ ہیں اور اولاد سے مراد آئمہ طاہرینؑ ہیں۔

سوال: مالک جہنی کہتے ہیں کہ ان سے حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: یہ آیہ کریمہ

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ○

''بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے حقداروں تک پہنچاؤ اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل و انصاف سے فیصلہ کرو، یہ آیت کن کی شان میں نازل ہوئی ہے؟ (سورہ:4،النساء،آیت:58)

میں نے عرض کیا: کہتے ہیں کہ یہ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: کیا سب لوگ، لوگوں کے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ کرتے ہیں؟ سمجھدار بنو! یہ آیتِ کریمہ ہماری شان میں نازل ہوئی ہے۔

سوال: بریدہ کہتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں تھا تو میں نے آپؑ سے اس آیتِ کریمہ کے متعلق پوچھا:

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ج

''یا یہ لوگ جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے انہیں عطا کیا ہے اس پر حسد کرتے ہیں۔'' (سورہ:4،النساء،آیت:54)

جواب: امامؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہم لوگ ہیں اور ہم ہی ہیں کہ جن کو خدا کی جانب سے عطا کردہ امامت پر لوگوں کے رشک اور حسد کا سامنا ہے جیسا کہ ارشادِ رب العزت ہے:

فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ○

''کہ ہم نے آلِ ابراہیمؑ کو کتاب اور حکمت عطا کی اور حکومت اور ملکِ عظیم کو ان کے اختیار میں دے دیا۔'' (سورہ:4،النساء،آیت:54)

انہیں میں سے انبیاء، رسول اور امام مقرر کیے۔ پھر کس طرح یہ آل ابراہیمؑ کے متعلق اقرار کرتے ہیں لیکن آلِ محمد کے متعلق جھٹلاتے ہیں؟

فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ط وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ○ (سورہ:4،النساء،آیت:54)

''لیکن ان میں سے بعض اس پر ایمان لائے اور انہیں میں سے بعض لوگوں کا راستہ روکتے ہیں جبکہ جہنم کا جلتا ہوا شعلہ ان کے لیے کافی ہے۔''

سوال: ابوخالد کابلی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق سوال کیا:

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْ۔

"بس ایمان لے آؤ خدا، اُس کے رسولؐ اور اس نور پر جسے ہم نے نازل کیا۔" (سورہ:64،تغابن، آیت:8)

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے ابو خالد! خدا کی قسم یہاں نور سے مراد آلِ محمدؐ سے تعلق رکھنے والے امام ہیں قیامت تک۔ خدا کی قسم وہ خدا کے نور ہیں جنہیں نازل کیا گیا اور وہ آسمان وزمین میں خدا کے نور ہیں۔

اے ابو خالد! خدا کی قسم مومنین کے دل میں امام کا نور دن میں سورج کے نور سے زیادہ روشن ہے۔

خدا کی قسم وہ مومنین کے دلوں کو منور کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جس سے چاہتا ہے اس نور کو خفیہ رکھتا ہے تو ان کے دل تاریک ہو جاتے ہیں۔

اے ابو خالد! خدا کی قسم کوئی بندہ ایسا نہیں جو ہم سے محبت اور تولی رکھتا ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اُس کے دل کو پاک و پاکیزہ کر دیتا ہے اور اس وقت تک کسی بندے کا دل پاکیزہ نہیں بنتا جب تک وہ ہمارا فرمانبردار نہ ہو جائے اور ہمارے آگے تسلیم نہ ہو جائے تو جب ہمارے آگے تسلیم ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے روزِ حساب کی سختیوں سے امان میں رکھے گا اور وہ قیامت کبریٰ کے دن وحشت سے محفوظ ہو گا۔

سوال: برید بن معاویہ کہتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں تھا کہ اُن سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ (سورہ:4،النساء، آیت:51)

"کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا تھا وہ شیطان اور طاغوت پر ایمان رکھتے ہیں یعنی فلاں فلاں پر۔"

جواب: امامؑ نے جواب میں اس آیہ کریمہ کی تلاوت کی:

وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَٰؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا ○

"جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کی نسبت کہنے لگے کہ یہ تو ایمان لانے والوں سے زیادہ راہِ راست پر ہیں۔" (سورہ:4،النساء، آیت:51)

"اور کفار کو بھی بتاتے ہیں کہ یہ لوگ ایمان والوں سے زیادہ سیدھے راستے پر ہیں۔"

سوال: زرارہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ (سورہ:4،النساء، آیت:58)

"بے شک خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچاؤ اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل وانصاف کی بنیاد پر فیصلہ کرو۔"

جواب: امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ہر امام کو حکم دیا ہے کہ وہ امانت بعد والے امام کے حوالے کرے اور اُسے اختیار نہیں کہ کسی اور کو منصب امامت دے دے۔

کیا تم نے اللہ کا یہ فرمان نہیں سنا: "اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو عدل وانصاف کے ساتھ کرو بے شک اللہ تمہیں اچھی نصیحتیں کرتا ہے۔"

یہ حکمران ہیں، کیا نہیں دیکھتے کہ حکمران کہہ کہ خطاب کیا ہے؟

سوال: فزاری ایک مرفوعہ حدیث میں کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق پوچھا گیا:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ (سورہ:24،نور، آیت: 63)

"پس وہ لوگ جو اُس کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ڈریں اس بات سے کہ

فتنہ ان کے دامن گیر ہو یا دردناک عذاب میں گرفتار ہو جائیں۔"

سوال: امامؑ نے فرمایا: یہاں فتنے سے مراد کفر ہے۔

جواب: پوچھا گیا: اے ابا جعفرؑ! فرمائیے کہ یہ آیتِ کریمہ کن کی شان میں نازل ہوئی ہے؟ اور کیا آپؑ کے اوصیاء کی اطاعت بھی اسی طرح واجب ہے جیسے کہ آپؑ کی اطاعت واجب ہے؟

سوال: جابر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اِس آیتِ کریمہ کے متعلق پوچھا:"

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ (سورہ:57،الحدید،آیت:12)

"اس دن آپ دیکھیں گے کہ مومن مردوں اور عورتوں کا نور ان کے آگے آگے اور دائیں جانب ہوگا اور وہ تیزی سے جائیں گے۔"

جواب: امامؑ نے فرمایا: مومنین کے آگے رسول اللہؐ کا نور ہوگا، قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ اجازت دیں گے تو آپؐ بہشت میں اپنے مقام میں آئیں گے تو آپ کا نور چمک رہا ہوگا۔ مومنین بھی آپؐ کے پیچھے آئیں گے تاکہ آپؐ کے ساتھ جنت میں داخل ہوں اور یہ فرمان کہ "اُن کے دائیں جانب" تو تم آلِ محمدؐ کے نور سے متصل ہو گے جبکہ آلِ محمدؐ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے نور سے وابستہ ہوں گے جبکہ یہ دونوں بزرگوار امام امیر المومنین علیؑ کے نور سے متصل ہوں گے اور اُن کا رسول اللہؐ کے نور سے تعلق ہوگا یہاں تک کہ اُن کے ہمراہ بہشتِ عدن میں داخل ہوں گے۔ اسی لیے ارشادِ خداوندی ہے:

بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

"(انہیں کہا جائے گا) آج تمہیں بہشت کے باغات کی خوشخبری ہو کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔" (سورہ:57،الحدید،آیت:12)

سوال: برید عجلی کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیۂ کریمہ کی تلاوت کی:

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ

"کیا جو مردہ تھا ہم نے اسے زندہ کیا اور ہم نے اس کے لیے ایسا نور مقرر کیا جس کے ذریعہ وہ لوگوں میں گھومتا ہے؟" (سورہ:6،الانعام،آیت:122)

جواب: آپؑ نے فرمایا: مردہ وہ ہے جو امامت و ولایت کی معرفت نہیں رکھتا۔

پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مردے سے کیا مراد ہے؟

سوال: میں نے عرض کیا: قربان جاؤں، میں نہیں جانتا۔

جواب: آپؑ نے فرمایا: مردہ وہ ہے جو کچھ نہیں جانتا۔ پس ہم اُسے امرِ ولایت کے ذریعہ زندگی عطا کرتے ہیں "اور اس کے لیے ایسا نور مقرر کر دیتے ہیں کہ جس کے ذریعہ لوگوں میں گھومتا ہے۔" یعنی ایسا امام مقرر کرتے ہیں کہ یہ اس کی پیروی کرتا ہے۔

اور "اُس شخص کی مانند جو تاریکیوں میں غرق ہو اور اُن سے نہ نکل سکے۔" سے مراد وہ افراد ہیں جو امامؑ کی معرفت نہیں رکھتے۔

سوال: جابر جعفی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ

"اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ تاکہ وہ اپنی

رحمت کے دو حصے تمہیں عطا کرے۔" (سورہ:57،الحدید،آیت:28)

جواب: امامؑ نے فرمایا: رحمت کے دو حصوں سے مراد امام حسنؑ اور امام حسینؑ ہیں۔

سوال: میں نے عرض کیا: "اور تمہارے لیے ایسا نور قرار دے جس کے ذریعہ (لوگوں کے درمیان) گھومو۔"

جواب: امامؑ نے فرمایا: یعنی تمہارے لیے ایسا امام مقرر کرے جس کی تم پیروی کرو۔

علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ کفل سے مراد حصہ ہے اور گھومنے سے مراد (روحانی سفر) قرب وکمالِ الٰہی کا روحانی سفر ہے یا قیامت کے دن گھومنا ہے۔

سوال: جناب جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

"اور جو کافر ہو گئے۔" (سورہ:24،النور،آیت:39)

جواب: تو آپؑ نے فرمایا: یعنی بنوامیہ "اُن کے اعمال سراب کی طرح ہیں کہ صحراء میں پیاسا انسان اسے دور سے پانی سمجھتا ہے۔" یہاں پیاسے سے مراد نعثل یعنی فلاں ہے جو انہیں سراب کی طرف لے جاتا ہے اور انہیں کہتا ہے کہ تمہیں پانی کی جانب لے جاتا ہوں۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ
وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ (سورہ:24،النور،آیت:39)

"یہاں تک کہ وہاں پہنچ جاتا ہے تو وہاں کچھ نہیں پاتا سوائے اللہ تعالیٰ کے جو اس کا پورا حساب دیتا ہے اور اللہ جلد حساب دینے والا ہے۔"

سوال: برید عجلی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس فرمانِ الٰہی کے متعلق پوچھا:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ

وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ

"اور اسی طرح ہم نے تمہیں درمیانی امت قرار دیا تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسولؐ تمہارے اوپر گواہ ہوں۔" (سورہ:2،البقرہ،آیت:143)

جواب: امامؑ نے فرمایا: ہم آئمہ اہلِ بیتؑ امتِ وسط ہیں اور ہم خدا کی طرف سے اس کی مخلوق پر گواہ ہیں اور زمین پر اس کی حجت ہیں۔

سوال: سالم حناط کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس فرمانِ الٰہی کے متعلق پوچھا:

فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

"پھر ہم نے اُن مومنوں کو جو اس شہر (قومِ لوط) میں تھے (عذاب نازل ہونے سے پہلے) باہر نکالا تو ہم نے سوائے ایک گھر کے کسی کو وہاں مسلمان نہ پایا۔" (سورہ:51،الذاریات،آیت:35-36)

سوال: امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: یہ آلِ محمدؐ کا گھر ہے کہ جہاں کوئی اور باقی نہ رہا۔

علامہ مجلسیؒ اس حدیث کی وضاحت میں لکھتے ہیں کہ اس تاویل کی بناء پر فیہا کی ضمیر سے گویا شہرِ مدینہ مراد ہے اور یہ امیر المومنین علیؑ اور آپؑ کے اہلِ بیتؑ بزرگواروں کا مدینہ سے کوفہ کی طرف نکلنا ہے۔ یا مفہوم یہ ہوگا کہ حضرت علیؑ کا مدینہ سے نکلنا، حضرت لوطؑ کے اپنے شہر سے نکلنے کی طرح ہے۔ جب اللہ تعالیٰ انہیں نابود کرنا چاہتا تھا تو اس وقت لوطؑ کو وہاں سے باہر نکالا۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے مدینہ والوں کی گمراہی اور ذلالت پر اپنا غضب نازل کرنا چاہا تو امیر المومنینؑ اور ان کے اہلِ بیتؑ کو وہاں سے نکالا اور انہیں ظاہری اور باطنی مصیبتوں میں گرفتار کیا۔

سوال: برید عجلی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ

کریمہ کے متعلق پوچھا:

اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط

''اس کا رسولؐ اور مومنین تمہارے عمل کو دیکھیں گے۔''

(سورہ:9،التوبۃ،آیت:105)

جواب: امامؑ نے فرمایا: کوئی ایسا مومن یا کافر نہیں مگر یہ کہ قبر میں اُترنے سے پہلے اس کے اعمال رسولؐ اللہ، حضرت علیؑ اور اس شخصیت کو دکھائے جاتے ہیں کہ جن کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے۔

سوال: جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھا:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ط

''بعض لوگ خدا کو چھوڑ کر اپنے لیے دوسرے معبود بنا لیتے ہیں اور ان سے خدا کی طرح محبت کرتے ہیں۔'' (سورہ:2،البقرہ،آیت:165)

سوال: امامؑ نے فرمایا: اِس سے مراد فلاں اور فلاں کے دوست ہیں کہ انہوں نے امامِ برحق کو چھوڑ کر انہیں اپنا امام بنا لیا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا:

وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ○ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ط كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَيْهِمْ ط وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ○

''اور وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا جب عذابِ الٰہی کو دیکھیں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ ساری طاقت خدا کے لیے ہے اور خدا کا عذاب سخت ہے۔ اُس وقت گمراہ رہبر اپنے پیروکاروں سے بیزار ہوں گے اور خدا کا عذاب دیکھیں گے

اور ان کے ہاتھ ہر شے سے کٹ جائیں گے۔ اُس وقت پیروکار کہیں گے کاش ہم دوبارہ دنیا میں چلے جائیں تاکہ جس طرح آج یہ ہم سے بیزار ہیں ہم بھی اِن سے بیزاری کا اعلان کریں۔'' (سورہ:2،البقرہ،آیت:165 تا 167)

پھر فرمایا: اے جابر! خدا کی قسم اِس سے مراد ظالم رہبر اور اُن کے پیروکار ہیں۔

سوال: ابان بن تغلب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس فرمانِ خداوندی کا مفہوم بتائیں:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ○

''جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہ کیا انہی کے لیے امن ہے اور وہ ہدایت پر ہیں۔'' (سورہ:6،الانعام،آیت:82)

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے ابان! آپ لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مراد اللہ سے شرک ہے جبکہ ہم کہتے ہیں کہ یہ آیہ کریمہ امیر المومنین علیؑ بن ابی طالبؑ اور اُن کے اہلِ بیتؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ انہوں نے ایک لحظے کے لیے بھی شرک نہیں کیا اور نہ ہی کبھی لات و عزیٰ کی عبادت کی۔ آپؑ ہی وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے نبی اکرمؐ کے ساتھ نماز پڑھی اور سب سے پہلے رسولؐ کی تصدیق کی۔ لہٰذا یہ آیہ کریمہ آپؑ ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

سوال: محمد بن مسلمؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ہم ایک شخص کو دیکھتے ہیں جو عبادت، کوشش اور انکساری کرتا ہے لیکن حق (امامت) کا قائل نہیں ہے، اُس عبادت و ریاضت کا کوئی فائدہ ہوگا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے ابو محمد! ہم اہلِ بیتؑ کی مثال اُس خاندان کی ہے جو قومِ

بنی اسرائیل میں تھا، جو بغیر کسی محنت کے دعا کرتا تو اُس کی دعا قبول ہوئی جبکہ ان میں سے ایک شخص چالیس راتیں عبادت کرتا رہا پھر دعا کی مگر اس کی دعا بارگاہِ الٰہی میں قبول نہیں ہوئی۔ تو یہ شخص حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شکایت کرنے لگا اور التجا کی کہ عیسیٰؑ ان کے لیے دعا فرمائیں۔

امامؑ نے فرمایا: حضرت عیسیٰؑ نے وضو فرمایا، دو رکعت نماز پڑھی، پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی: اے عیسیٰ! یہ میرا بندہ اُس دروازے سے نہیں آیا جس دروازے سے اِسے آنا چاہیے تھا۔ اُس نے مجھے پکارا مگر اسے تیری نبوت پہ شک تھا۔ اگر اسی شک کی حالت میں یہ زندگی بھر مجھے پکارتا رہے یہاں تک کہ اس کی گردن کٹ جائے اور انگلیاں علیحدہ ہو جائیں تب بھی اس کی دعا قبول نہیں ہوگی۔

امامؑ نے فرمایا: حضرت عیسیٰؑ نے اس شخص کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تو ایسی حالت میں اپنے رب کو پکارتا ہے کہ تیرے دل میں اس کے پیغمبرؑ پر ایمان نہیں۔

کہنے لگا: اے روح اللہ! اے کلمہ خدا! خدا کی قسم آپؑ نے درست فرمایا۔ اب خدا سے دعا کیجئے کہ میرے دل سے وہ شک جاتا رہے۔

امامؑ فرماتے ہیں: حضرت عیسیٰؑ نے اُن کے لیے دعا کی تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کی اور وہ شخص اپنے خاندان والوں کی طرح مومن ہو گیا۔

سوال: ناجیہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: مغیرہ کہتے ہیں کہ مومن جذام، برص اور اس جیسی بیماریوں میں مبتلا نہیں ہوتا۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: شاید اُسے صاحب لیس (حبیبؑ بڑھئی) کا علم نہیں کہ اُن کا ہاتھ ٹیڑھا تھا پھر امامؑ نے اپنے ہاتھ مبارک سے اُس طرح اشارہ کیا۔ پھر فرمایا: گویا میں ابھی اُسے دیکھ رہا ہوں کہ اپنے اس ہاتھ سے وہ قوم کے درمیان آیا ہے اور انہیں نصیحت کر رہا ہے پھر کل دوبارہ انہیں نصیحت کرنے آیا تو قوم نے اسے قتل کر دیا۔

سوال: جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے اس آیہ کریمہ کی تلاوت کی:

كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۝ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ۝

''ہر کوئی اپنے اعمال میں گرفتار ہے سوائے اصحابِ یمین کے۔''

(سورہ:74، مدثر، آیت:38-39)

کسی نے پوچھا: مولا! اصحابِ یمین کون ہیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اصحابِ یمین سے مراد علیؑ بن ابی طالبؑ کے شیعہ ہیں۔

سوال: زید بن سلام جعفی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ آپ کو خوش رکھے، خیثمہ جعفی نے آپؑ سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ آپؑ نے اس آیہ کریمہ کے متعلق:

وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝ (سورہ:11، ھود، آیت:40)

''سوائے کچھ لوگوں کے کوئی ان پر ایمان نہیں لایا۔''

فرمایا ہے کہ یہ آلِ محمدؐ کے شیعوں کے بارے میں جاری ہے۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم خیثمہ نے سچ کہا میں نے یہی کہا ہے۔

جابر بن یزید کہتے ہیں کہ امام باقر علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے محمدؐ اور آپؐ کی عترت کو (جو ہادی اور ہدایت یافتہ ہیں) کو خلق کیا اور وہ خدا کے سامنے نور کی شبیہیں تھیں۔

سوال: میں نے عرض کیا: شبیہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: نور کے سائے نورانی بدن کے ساتھ روح کے بغیر اور محمدؐ کو فقط ایک نور کی مدد حاصل تھی اور وہ روح القدسؑ ہے۔ بس اسی روح القدس کے ذریعہ محمدؐ و آلِ محمدؐ اللہ کی عبادت و بندگی کرتے تھے اسی لیے اللہ نے انہیں عالم، بردبار، نیک کردار اور برگزیدہ بنایا۔ وہ نماز، روزہ، سجدہ، تسبیح اور تہلیل کے ذریعہ خدا کی عبادت

کرتے رہے۔ نماز پڑھتے، حج کرتے اور روزہ رکھتے تھے۔

162- ابوبصیر کہتے ہیں کہ محمد امام باقر علیہ السلام میرے لیے ایسا صحیفہ باہر لائے جس میں حلال وحرام اور فرائض کا ذکر تھا۔

سوال: میں نے عرض کیا: مولاؑ! یہ کیا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہ رسولِ اکرم کا املاء ہے جسے علیؑ نے اپنے ہاتھ مبارک سے دیکھا ہے۔

سوال: میں نے عرض کیا: کیا یہ ضائع ہوسکتا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: کبھی نہیں۔

سوال: میں نے عرض کیا: کیا یہ پرانا ہوسکتا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہ کبھی پرانا نہیں ہوسکتا، یہ جامع ہے یا اُس کا ایک حصہ۔

سوال: حمران کہتے ہیں کہ حکم بن عیینہ نے امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''بے شک حضرت علیؑ کا علم قرآنِ کریم کی ایک آیت میں ہے'' مگر اس آیہ کے متعلق نہیں بتایا۔ اہم اکٹھے مل بیٹھے اور قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے رہے لیکن ہمیں اس آیت کا علم نہیں تھا۔

جواب: راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں جا کر عرض کیا: حکم نے امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ: ''حضرت علیؑ کا علم قرآنِ کریم کی ایک آیت میں ہے'' مگر آپؑ نے مذکورہ آیت کی نشاندہی نہیں کی۔

امامؑ نے فرمایا: اے حمران! پڑھو۔

تب میں نے اس آیۂ شریفہ کی تلاوت کی:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِن رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ (سورہ:22، الحج، آیت:52)

''اور ہم نے آپؐ سے پہلے کوئی رسول یا نبی نہیں بھیجا۔''

راوی کہتا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے آیتِ کریمہ کی یوں تلاوت کی:

مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ○ (سورہ:37، الصافات، آیت:147)

''ایک لاکھ یا اس سے زیادہ کی طرف۔''

سوال: میں نے عرض کیا: کیا حضرت علیؑ محدث تھے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: جی ہاں!

میں نے اپنے دوستوں سے پاس واپس آ کر کہا کہ جو کچھ حکم ہم سے چھپا رہے تھے وہ میں نے دیکھ لیا کیونکہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ امام علیؑ محدث تھے۔

میرے دوست کہنے لگے: تم سے غلطی ہوگئی کیوں نہ پوچھا کہ مولا علیؑ کس کے ساتھ گفتگو کرتے تھے؟

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد میں دوبارہ امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا: کیا آپؑ نے نہیں فرمایا تھا کہ حضرت علیؑ محدث تھے؟

امامؑ نے فرمایا: کیوں نہیں۔

میں نے عرض کیا: تو کون علیؑ کے ساتھ گفتگو کرتا تھا؟

امامؑ نے فرمایا: ایک فرشتہ آپؑ سے گفتگو کرتا تھا۔

میں نے عرض کیا: لہٰذا میں سمجھوں کہ آپؑ نبی یا رسول تھے؟

امامؑ نے فرمایا: ہرگز نہیں بلکہ آپؑ کی مثال حضرت سلیمانؑ کے ساتھی، حضرت موسیٰؑ کے ساتھی اور جنابِ ذوالقرنین کی طرح ہے۔

علامہ مجلسیؒ اس حدیث کے بیان میں فرماتے ہیں: حضرت موسیٰؑ کے ساتھی سے مراد حضرت یوشعؑ ہیں جیسا کہ بعض روایات میں ہے، یا حضرت خضرؑ ہیں جیسا کہ بعض روایات میں تصریح کی گئی ہے۔ لہٰذا یہ آپؑ کے نبی نہ ہونے کو واضح کرتا ہے۔

ممکن ہے کہ آپؑ کے نبی نہ ہونے سے مراد اس حالت میں ہے نہ کہ بعد کے لیے۔ لہٰذا کوئی تضاد نہیں کہ پہلے مرحلے میں نبی ہو حضرت یوشعؑ کی طرح، دوسرے مرحلے میں رسول ہو حضرت خضرؑ کی طرح اور ممکن ہے کہ تشبیہ فقط دوسرے پیغمبرؑ کی پیروی اور وحی سننے میں ہو لیکن خصوصیت کے ساتھ بیان کرنا اس احتمال کو رد کرتا ہے جیسا کہ سب پر واضح ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ امامؑ نے فرمایا کہ امامؑ کے کان میں ہلکی آواز آتی ہے یا ان کے دل پر الہام ہوتا ہے......

زرارہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: تحقیق آپ کے والد بزرگوار نے مجھے فرمایا تھا کہ بے شک حضرت علیؑ، حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ محدث تھے۔

امامؑ نے فرمایا: کس طرح فرمایا؟

میں نے عرض کیا: آپؑ نے فرمایا کہ آواز کو اپنے کان سے سنتے ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد بزرگوار نے صحیح فرمایا تھا۔

جنابِ زرارہؓ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں موجود تھا۔ قافلہ کی روانگی کے وقت میرے ذہن میں محدث کے حوالے سے مسئلہ آیا۔ لہٰذا میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں آ کر داخلہ کی اجازت چاہی۔

امامؑ نے فرمایا: کون ہو؟

میں نے عرض کیا: زرارہؓ ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: آ جاؤ۔

پھر فرمایا: رسول اللہؐ حضرت علیؑ کو املاء لکھوا رہے تھے۔ تب آپؐ سو گئے۔ جب اُٹھے اور آنکھ کھلی تو کتابت پہ نظر کی اور اپنا ہاتھ کھینچ کر فرمایا: کس نے اتنا کچھ آپ کو

لکھوایا ہے؟

مولا علیؑ نے فرمایا: آپؐ نے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا: نہیں، بلکہ جبرئیل نے املا لکھوایا ہے۔

سوال: زرارہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے متعلق پوچھا:

وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝

''اور وہ رسول اور نبی تھا۔''

کہ یہاں رسول اور نبی سے کیا مراد ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: نبی وہ ہے کہ جو خواب دیکھتا ہے اور خواب میں اس پر وحی نازل ہوتی ہے اور فرشتے کی آواز کو سنتا ہے لیکن اسے دیکھتا نہیں اور رسول وہ ہے جو وحی کی آواز سنتا ہے اور خواب میں دیکھتا ہے اور فرشتے کو بھی دیکھتا ہے۔

سوال: میں نے عرض کیا: امامؑ کا مقام اور منزلت بتائیے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: امام وہ ہے جو وحی کی آواز سنتا ہے لیکن نہ خواب میں دیکھتا ہے نہ فرشتے کو دیکھتا ہے۔ پھر اس آیہ کریمہ کی تلاوت فرمائی:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ (سورہ:22،الحج،آیت:52)

''ہم نے آپؐ سے پہلے کوئی رسول یا نبی نہیں بھیجا۔''

حسن بن عباس کہتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: تحقیق ہمارے لیے جمعہ کی راتوں میں مخصوص امور ہیں۔

سوال: میں نے عرض کیا: کیسے امور؟ آپؑ پر قربان جاؤں۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملائکہ، انبیاء اور وہ اوصیاء جو وفات پا چکے ہیں نیز اُن اوصیاء کو جو تمہارے درمیان موجود ہیں، کی ارواح کو اجازت دی جاتی

ہے کہ وہ آسمان پہ جائیں اور سات مرتبہ عرش الٰہی کا طواف کریں جبکہ وہ کہتے ہیں: ''سبوح قدوس رب الملائکہ والروح ''جب طواف سے فارغ ہوتے ہیں تو ہر ستون کے کنارے دو رکعت نماز پڑھ کر واپس لوٹتے ہیں۔

فرشتے اس حالت میں واپس لوٹتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ انہیں دیا ہے اور جو کچھ انہوں نے دیکھا ہے اُس کا بے حد احترام کرتے ہیں کیونکہ اُن کی جدوجہد، کوشش اور خوف میں اضافہ ہو چکا ہے۔

انبیاء، اوصیاء اور زندہ موجود اوصیاء کی ارواح سخت تعجب کی حالت میں واپس لوٹتی ہیں۔ وہ اپنے لیے بہت خوشی اور مسرت محسوس کرتے ہیں۔ وصی اور اوصیاء صبح اس حالت میں اُٹھتے ہیں کہ علم میں بہت زیادہ الہام کے باعث اضافہ ہو چکا ہے۔ یہی ان کی بے پناہ خوشی کا باعث۔

پھر فرمایا: اس بات کو پوشیدہ رکھو، خدا کی قسم اللہ کے نزدیک یہ کام بڑے بڑے قلعوں سے زیادہ قیمتی ہے۔

فرمایا: اے مجبور! خدا کی قسم اس بات پر سوائے نیک وصالح لوگوں کے کسی کی رہنمائی نہیں کی جاتی۔

میں نے عرض کیا: خدا کی قسم مجھ میں اتنی قابلیت نہیں ہے۔

امامؑ نے فرمایا: خدا پر بہتان مت باندھو کیونکہ خدا نے تیرا نام صالح رکھا ہے جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ
الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ج (سورہ:4، النساء، آیت:69)

''جو کوئی خدا اور رسول کی پیروی کرے گا، ان کے ساتھ رہے گا جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتیں تمام نازل کیں یعنی انبیاء، صدیق، شہداء اور صلحاء۔''

یعنی وہ لوگ جو ہم پر، امیر المومنینؑ پر، اللہ کے فرشتوں پر، انبیاء پر اور خدا کی تمام حجتوں پر ایمان لایا ہو کہ ان سب پر سلام ہو۔

سوال: ابوالجارود کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: قربان جاؤں، جس وقت آپ اہلِ بیتؑ میں سے کوئی عالم (امام) اس دنیا سے چلا جائے تو اس کے بعد والا امام کس طرح پہچانا جائے گا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: نیک سیرت و کردار اور عظمت و وقار کے ذریعہ اور یہ کہ آلِ محمدؑ اس کی فضیلت و شخصیت کا اقرار کریں اور یہ کہ جو کچھ کرّہ زمین پہ واقع ہے اُس کے متعلق جو کچھ پوچھیں وہ اس کا علم رکھتا ہو اور جواب بتا سکے۔

سوال: ابوالجارود کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ امام کو کن نشانیوں سے پہچانا جاتا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: چند مخصوص علامتوں سے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے واضح نص (حکم) اور تصریح موجود ہو اور اُسے لوگوں کی رہبری کے لیے معین کر کے اعلان کیا جائے تا کہ وہ لوگوں پر خدا کی حجت ہو جیسا کہ رسولؐ اللہ نے مولا علیؑ کو منصوب کیا اور اُن کا نام لے کر لوگوں کے سامنے تعارف کرایا اور مقرر کیا۔ اسی طرح ہر امام بعد والے امام کو معین اور مقرر کرتا ہے اور یہ کہ اگر اُن سے کسی چیز کے متعلق پوچھا جائے تو وہ جواب بتا سکے اور اگر تم میں سے کوئی سوال نہ پوچھیں اور خاموش رہیں تو وہ تیرے دل کے سوال کا جواب دے اور لوگوں کو آئندہ کے اوقات کے متعلق بتا دے اور لوگوں کے ساتھ ہر زبان میں بات کرے۔

شیخ صدوقؒ فرماتے ہیں: ''امام مستقبل کے اوقات بتاتا ہے۔'' اس پیمان کے مطابق ہے کہ رسولؐ اللہ کی جانب سے اسے بتایا گیا ہے اور یہ ان واقعات کے مطابق ہے جو جبرئیلؑ نے آئندہ قیامت تک کے واقعات اور حوادث بیان کر دیئے ہیں۔

علامہ مجلسیؒ ان احادیث کے ذیل میں فرماتے ہیں: کئی احادیث میں تواتر کی حد تک بیان ہوا ہے کہ امام محدث ہوتا ہے اور اسے روح القدسؑ کی حمایت ہوتی ہے اور شب قدر ملائکہ اور ارواح انہیں پر نازل ہوتے ہیں...... اِس قسم کی روایات کے ہوتے ہوئے ہمیں اس قسم کے بیان، وضاحت اور توجیہ کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی اگر چہ مذکورہ وضاحت اپنی جگہ پر درست ہے۔

سوال: جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عالم (امام) کے علم کی بابت پوچھا۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: اے جابر! تحقیق انبیاء اور اوصیاء میں پانچ ارواح ہیں:

① روح القدس ② روحِ ایمان ③ روحِ حیات وزندگی

④ روحِ قوت وطاقت ⑤ اور روحِ شہوت

اے جابر! روح القدس کے ذریعہ وہ عرش کے نیچے سے لے کر زمین کی تہہ تک کا علم رکھتے ہیں۔ پھر فرمایا: اے جابر! یہ سب ارواح حوادث سے متاثر ہوتے ہیں سوائے روح القدس کے جو لہو ولعب انجام نہیں دیتی۔

علامہ مجلسیؒ اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں: یہاں روحِ حیات سے مراد روحِ مدرج ہے۔

کتاب صحاح میں ہے کہ حدث واقع ہونے کے معنی میں ہے۔ حدث، حادثہ اور حدثان کا ایک ہی معنیٰ ہے۔ یہاں اِس کا مقصد یہ ہے کہ اس روح کے عمل میں رکاوٹ بنتا ہے جیسے بڑھاپے میں بعض شہوات اور خواہشوں کا کمزور پڑ جانا۔ یا گناہانِ کبیرہ کے مرتکب ہونے پر روحِ ایمان کا جدا ہو جانا۔ لیکن جس کسی کو روح القدس عطا کیا جاتا ہے اُس کے علم ومعرفت کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی، وہ کسی چیز سے غافل نہیں ہوتا، اس سے بھول چوک نہیں ہوتی اور وہ کبھی بے فائدہ کام انجام نہیں دیتا۔

سوال: سلام بن مستنیر کہتے ہیں کہ میں نے سنا کہ ایک حضرت شخص امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کے متعلق پوچھ رہا تھا:

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ط (سورہ:42، الشوریٰ، آیت:52)

''اور اسی طرح ہم نے آپؐ کی طرف اپنے حکم سے ایک روح وحی کی۔''

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہ وہ روح ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ط (سورہ:42، الشوریٰ، آیت:52)

''ہم نے اپنے امر سے ایک روح تم پر وحی کی۔''

یہ روح حضرت محمدؐ پر آسمان سے نازل ہوئی اور وہ اب تک آسمان کی جانب واپس نہیں گئی۔ (مقصد یہ ہے کہ وہ روح آپؐ کے بعد آپؐ کے اوصیاء کے پاس ہے)۔

سوال: ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیۂ کریمہ کے متعلق پوچھا:

يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ

''فرشتوں کو روح کے ہمراہ اپنے حکم سے جن بندوں پر چاہتا ہے نازل فرماتا ہے۔'' (سورہ:16، النحل، آیت:2)

جواب: امامؑ نے فرمایا: جبرئیل وہ ہے جو انبیاء پر نازل ہوتا ہے جبکہ روح انبیاء اور اوصیاء کے ہمراہ ہوتا ہے اور ان سے کبھی جدا نہیں ہوتا اور انہیں علم وحکمت سکھاتا ہے اور خدا کی طرف سے انہیں قوت عطا کرتا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ان دو عبارتوں سے اللہ کی عبادت کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے جن وانس اور ملائکہ سے اسی عبادت کا مطالبہ کیا ہے اور کائنات میں کوئی فرشتہ، پیغمبر، انسان یا جن سوائے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی کے عبادت نہیں کرتا اور خدا نے جو کوئی مخلوق خلق کی اس کا مقصد عبادت ہی ہے۔

سوال: عبدالرحیم قصیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ آیتِ کریمہ کن کی شان میں نازل ہوئی ہے؟

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ط
وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ

''پیغمبر مومنوں پر خود ان سے زیادہ حق رکھتے ہیں جبکہ پیغمبرؐ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں اور رشتہ دار ایک دوسرے پر جو کچھ خدا نے اپنی کتاب میں مقرر کیا ہے زیادہ حق رکھتے ہیں۔'' (سورہ:33،الاحزاب،آیت:6)

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہ آیۂ کریمہ امارت اور امامت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ بے شک یہ آیت کریمہ امام حسینؑ بن علیؑ اور ان کے فرزندوں کے بارے میں جاری ہے لہٰذا ہم رسول اللہؐ سے رشتہ داری کے باعث دوسرے مومنوں اور مہاجروں سے زیادہ حقدار ہیں۔

سوال: میں نے عرض کیا: کیا جعفرؑ طیار کی اولاد کو امامت و رہبری میں کوئی حصہ ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: نہیں۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عبدالمطلب کی نسل سے ایک ایک فرد کا نام لیا مگر امامؑ نے میرے ہر سوال کے جواب میں ''نہیں'' ارشاد فرمایا: لیکن میں امام حسنؑ کی اولاد کا نام لینا بھول گیا۔ اگلے دن میں نے امامؑ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: مولاؑ! کیا امرِ امامت میں امام حسنؑ کی اولاد کا بھی کوئی حصہ ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اے ابوعبدالرحمٰن! ہمارے علاوہ حضرت محمدؐ کے کسی رشتہ دار کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔

سوال: اسحاق قمی کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا قربان جاؤں، امامؑ کا کیا مقام و مرتبہ ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: امام وہ ہوتا ہے جو شکمِ مادر میں سنتا ہے، جب زمین پہ آتا ہے تو اس کے دائیں کندھے پہ یہ آیت کریمہ لکھی ہوئی ہوتی ہے۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ج وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ○

''اور تیرے رب کا کلام سچائی اور انصاف سے مکمل ہوا، کوئی اُس کے کلمات کو تبدیل نہیں کر سکتا وہ سننے والا دانا ہے۔'' (سورہ:6،الانعام،آیت:115)

تب اللہ تعالیٰ ایک ایسا نور اس پر بھیجتا ہے جو عرش کے نیچے سے لے کر زمین تک پھیلا ہوتا ہے۔ جس میں وہ تمام مخلوقات کے اعمال دیکھتا ہے، پھر نور کا دوسرا سلسلہ خدا سے لے کر امامؑ کے کان تک پھیلا ہوتا ہے۔ جب اس میں اضافے کی ضرورت ہوتی ہے تو اضافہ کیا جاتا ہے۔

ضریس کناسی کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے چاروں طرف آپؑ کے اصحاب بیٹھے تھے میں نے سنا کہ آپؑ فرما رہے تھے:

مجھے اُن لوگوں پر تعجب ہے جو ہم سے محبت رکھتے ہیں اور ہماری امامت کا اقرار کرتے ہیں لیکن ہم پر عقیدہ نہیں رکھتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہماری اطاعت خدا کی اطاعت کی طرح فرض ہے پھر اپنی دلیل کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور اپنے دل کی کمزوری کے باعث خود کو مغلوب کرتے ہیں اور ہمارے حق میں کوتاہی کرتے ہیں اور جسے ہماری معرفت کے لیے خدا نے برہان و دلیل عطا کی ہے اور وہ ہمارے امر کے آگے تسلیم ہوا اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کی اطاعت کو بندوں پر فرض قرار دیا؟ پھر آسمان و زمین کی خبریں ان سے پوشیدہ رکھی ہیں؟ اور ان سے علم و حکمت کو جو لوگوں کا دین اس پر قائم ہے قطع کرتے ہیں؟

علی بن نعمان بعض سچے افراد کے ذریعہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے

روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: لوگ اس تھوڑے سے پانی کو کہ جس کا کوئی سرچشمہ نہیں اور وہ خشک ہونے کے قریب ہے پیتے ہیں جبکہ بہت بڑے دریا کو نظرانداز کر دیتے ہیں۔

سوال: پوچھا گیا: بہت بڑی نہر (دریا) سے کیا مراد ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا؛ رسولؐ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا کیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لیے تمام انبیاء کی سنتوں کو آدمؑ سے لے کر خاتم الانبیاءؐ تک سب آپؐ کی ذات میں جمع کر دیں۔

سوال: پوچھا گیا: کون سی سنتیں مراد ہیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: تمام انبیائے کرام کا علم آپؐ کی ذات اقدس میں جمع کیا گیا اور آپؐ نے یہ سارے علوم امیرالمومنین علیؑ کے سپرد کر دیے۔

سوال: کسی نے پوچھا: اے فرزند رسول اللہؐ! تو پھر امیرالمومنینؑ کے پاس زیادہ علم ہوا یا دوسرے انبیائے کرام کے پاس؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: اِس شخص کے سوال کو سنو! اللہ جسے چاہے اُسے سننے والا کان دیتا ہے میں بتا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کے علم کو حضرت محمدؐ کی ذات میں جمع کر دیا اور وہ سب علم امیرالمومنین علیؑ کی ذات کو ملا اور یہ شخص پوچھ رہا ہے کہ علیؑ کا علم زیادہ ہے یا کسی نبیؑ کا؟

حارث بن مغیرہ کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ہم اہل بیتؑ میں سے کوئی عالم (امام) اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اپنا وہ جانشین نہ دیکھ لے جو اُس کے برابر علم رکھتا ہے۔

سوال: راوی کہتا ہے: میں نے عرض کیا: یہ علم و دانش کیا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: یہ رسولؐ اللہ اور علیؑ بن ابی طالبؑ کا وارثہ ہے جس کے ذریعہ

امام لوگوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے جبکہ لوگ اس کے محتاج ہوتے ہیں۔

سوال: موسیٰ نمیری کہتے ہیں: کچھ لوگوں کے ہمراہ امام محمد باقر علیہ السلام کے گھر آئے تاکہ ہم ان سے داخل ہونے کی اجازت طلب کریں۔ ہم نے ایک غم انگیز آواز سنی جو عبرانی زبان میں تھی چونکہ ہم نے غم انگیز آواز سنی تو ہم بھی غم سے رونے لگے۔ ہم نے سوچا کہ امامؑ نے اہلِ کتاب میں سے کسی کو قرأت اور پڑھنے کے لیے بلایا ہوگا۔ تب امامؑ نے ہمیں گھر میں داخل ہونے کی اجازت دی اور ہم گھر میں داخل ہوئے تو ہم نے گھر میں کسی کو بھی موجود نہ پایا تو ہم نے عرض کیا: اللہ آپؑ کو خوش رکھے ہم نے عبرانی زبان میں گفتگو سنی اور سوچا کہ آپؑ نے تلاوت کے لیے اہلِ کتاب (یہودی/عیسائی) میں سے کسی کو بلایا ہوگا۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: نہیں میں پیغمبر خداؑ حضرت الیا علیہ السلام کی بارگاہ میں خداوندی دعا و مناجات کو دہرا رہا تھا اس لیے رو رہا تھا۔

سوال: ہم نے عرض کیا: آپؑ پر قربان جائیں حضرت الیاؑ کی مناجات میں کیا ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: وہ ہر وقت التجا کرتے تھے پروردگارا! کیا جب میں ہر وقت تیری بارگاہ میں کھڑا ہوں اور تیری خدمتِ اقدس میں ہوں، مجھے عذاب فرمائے گا؟ کیا میری طویل نمازوں کے باوجود مجھے عذاب میں مبتلا فرمائے گا؟

یہاں تک کہ آپؑ نے اپنے ایک ایک عمل کا ذکر کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل کی۔ میں تجھے ہرگز عذاب نہیں کروں گا۔

اللہ کے نبیؑ نے عرض کیا: پروردگار! کس میں یہ جرأت ہے کہ تیری قدرتِ کاملہ کا مقابلہ کرے۔ اگر یہ فرمانے کے بعد بھی تو کہہ دے کہ نہیں۔ میں تو محض تیرا بندہ ہوں اور تیرے اختیار میں ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی فرمائی کہ ''میں جو کچھ کہتا ہوں اسے پورا کرتا ہوں''

(مجھ میں وعدہ خلافی کا کوئی امکان نہیں)۔

ابنِ مسکان کہتے ہیں کہ لیث مرادی نے حضرت سدیرؓ سے میرے لیے ایک حدیث نقل کی۔ میں نے جناب سدیر کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ لیث نے آپ کے حوالے سے ایک حدیث میرے لیے بیان کی ہے۔

سدیرؓ: وہ کونسی حدیث ہے؟

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں، حدیثِ یمانی۔

کہنے لگا: جی ہاں! میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں تھا کہ ایک یمنی باشندہ آیا، امامؑ اُن سے سوالات پوچھتے رہے اور وہ بتاتا رہا۔ امامؑ نے فرمایا: فلاں گھر کو جانتے ہو؟

کہنے لگا: جی ہاں! دیکھا ہے، لیکن میں نے ایسا شخص نہیں دیکھا جو آپؑ سے بڑھ کر شہروں سے واقف ہو۔ جب یمنی شخص جانے لگا تو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اے ابوالفضل! یہ وہی پتھر ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ ناراض ہوئے تو تورات کی تختیوں کو اس پر پھینکا اور جتنی تختیاں ضائع ہوئیں۔ اس پتھر نے ان کو جگہ دی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے رسول اکرمؐ کو رسالت پہ مبعوث کیا تو وہ تختیاں انہیں عطا کیں وہ اب ہمارے پاس موجود ہیں۔

سوال: جابر جعفی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: کیا پیغمبرِ خدا حضرت دانیالؑ کی تعبیر خواب درست ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! ان پر وحی نازل ہوئی تھی اور وہ نبی تھے۔ وہ ان ہستیوں میں سے تھے کہ جنہیں اللہ نے تاویلِ احادیث کا علم عطا کیا ہے اور وہ صدیق (سچے) اور حکیم و دانا تھے، خدا کی قسم اُسے ہم آلِ محمدؐ سے عشق و محبت تھی۔

جابرؓ نے تعجب سے عرض کیا: آپ اہلِ بیتؑ سے محبت رکھتا تھا؟

امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! خدا کی قسم کوئی ایسا پیغمبر یا فرشتہ نہیں مگر یہ کہ اُسے ہم

اہلِ بیتؑ سے محبت ہے۔

سوال: ایک روایت کے راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم تقریباً پچاس آدمی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں ایک خیمہ میں موجود تھے۔ آپؑ بیٹھ گئے کافی دیر تک خاموش رہنے کے بعد امامؑ نے فرمایا: تم سب لوگ کیوں خاموش بیٹھے ہو؟ تمہارے خیال میں میں شاید اللہ کا پیغمبر ہوں؟ نہیں، خدا کی قسم میں پیغمبر نہیں ہوں، لیکن میں رسولؐ اللہ کا قریبی رشتہ دار اور آپؐ کا فرزند ہوں۔ جو اس رشتے کا پاس رکھے گا تو اللہ اس کا پاس رکھے گا، جو اس سے محبت رکھے گا اللہ اُسے اپنا محبوب رکھے گا، جو اِس کی عزت کرے اللہ اس کی عزت کرے گا۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کے نزدیک زمین کا کونسا حصہ افضل ہے؟ ہم سب خاموش رہے تو آپؑ نے خود جواب دیا اور فرمایا: وہ افضل مقام مکہ مکرمہ ہے وہی جگہ کہ جسے اللہ نے اپنا حرم قرار دیا اور وہیں اپنا گھر قرار دیا۔

پھر ارشاد فرمایا: کیا تمہیں پتہ ہے اُس سرزمین کے بارے میں جو مکہ سے افضل ہے؟

ہم سب پھر بھی خاموش رہے تو امامؑ نے خود جواب دیتے ہوئے فرمایا: وہ مکان حجرِ اسود سے کعبہ کے دروازے تک کا ہے۔ یہاں حطیم ابراہیمؑ ہے، یہ وہی جگہ ہے کہ جہاں سے ابراہیم علیہ السلام اپنی بھیڑوں کو دور کرتے اور یہاں نماز پڑھتے تھے۔

خدا کی قسم! اگر کوئی شخص اِس مقدس مقام پر دن سے لے کر رات کی تاریکی تک نماز کے لیے اپنے پیروں پر کھڑا رہے اور ساری رات نماز پڑھتا رہے یہاں تک دن کی روشنی چھا جائے، لیکن ہم اہلِ بیتؑ کے حق سے ناواقف ہو اور ہمارے احترام کا قائل نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اُس کی کوئی عبادت قبول نہیں فرمائے گا۔

حضرت ابراہیمؑ نے اُس وقت بارگاہِ رب العزت میں اس شرط پر عرض کیا:

فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ (سورہ:14، ابراہیم، آیت:37)

''تو پھر کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف متوجہ کر دے۔''

یاد رکھو! کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ سب لوگوں کے دلوں کو بلکہ فرمایا ''کچھ لوگوں کے دلوں کو۔'' اس سے مراد تم اور تمہارے جیسے لوگ ہیں، اللہ تم سب پر رحمت کرے۔

بے شک لوگوں کے درمیان تمہاری مثال سیاہ رنگ کی گائے میں موجود سفید بالوں کی طرح ہے یا پھر سفید رنگ کی گائے میں کالے بالوں کی طرح (نمایاں ہے)۔

لوگوں پر ضروری ہے کہ ارادہ کر کے اس گھر کا حج بجا لائیں اور چونکہ خدا نے اسے عظیم مقام قرار دیا ہے اس کی تعظیم کریں اور ہم جہاں کہیں ہوں لوگوں کو چاہیے کہ ہم سے ملاقات کریں۔ ہم لوگوں کو خدا تک پہنچانے کا ذریعہ اور راستہ ہیں۔

سوال: ابوبصیرؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کیا: قربان جاؤں، یہ تو ایسا نام رکھا گیا ہے کہ جس کے باعث حکمران ہمارے خون اور ملکیت کو حلال سمجھتے ہوئے ہمیں آزاد کر دیتے ہیں۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: کون سا نام؟

میں نے عرض کیا: رافضی۔

امامؑ نے فرمایا: فرعون کے لشکر میں ستر لوگوں نے فرعون کو چھوڑ کر حضرت موسیٰؑ کی خدمت میں حاضری دی اور حضرت موسیٰؑ کی قوم میں اُن سے بڑھ کر کسی کو حضرت ہارونؑ سے عشق و محبت نہیں تھی۔ تب حضرت موسیٰؑ کی قوم نے انہیں (حضرت ہارونؑ سے محبت کے جرم میں) ''رافضی کہا'' تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ پر وحی نازل کی۔ تورات میں ان کا یہی نام لکھ لو، کیونکہ میں نے انہیں یہ نام بخش دیا ہے۔ یہ وہی نام ہے جو اللہ نے تمہیں بخش دیا ہے۔

یزید کناسی کہتے ہیں: امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے ابو خالد! جس دن سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو خلق کیا، زمین ایک دن کے لیے بھی انسانوں پر اللہ کی

حجت سے خالی نہیں رہی۔

میں نے عرض کیا: کیا علیؑ بن ابی طالبؑ زمانۂ رسولؐ میں اللہ کی حجت اور اس امت پر اُن کے رسول تھے؟

امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! آپؑ کی اطاعت رسول اللہ کے زمانے میں بھی اور آپؐ کے بعد بھی لوگوں پر لازم اور واجب تھی، لیکن رسول اللہؐ کے ہوتے ہوئے آپؑ خاموش رہے اور کچھ نہیں فرماتے تھے۔ اللہ کے رسولؐ اور حضرت علیؑ کی اطاعت آپؐ کی زندگی میں بھی سب لوگوں پر واجب تھی۔ اور علیؑ بڑے عالم اور صاحبِ حکمت تھے۔

سوال: برید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیہ کریمہ کی تفسیر پوچھی:

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًاۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ۝

''کہہ دو کہ ہمارے اور تمہارے درمیان گواہی کے لیے اللہ کی ذات اور وہ کافی ہے کہ جس کے پاس الکتاب کا علم ہے۔'' (سورہ:13، الرعد، آیت:43)

جواب: امامؑ نے فرمایا: ''جس کے پاس کتاب کا علم ہے'' سے اللہ کی مراد ہم اہلِ بیتؑ ہیں جبکہ امام علیؑ ہم میں سب سے پہلے، افضل اور بہتر ہیں نبی اکرمؐ کی ذاتِ گرامی کے بعد۔

عبداللہ بن شریک کہتے ہیں کہ عید قربان کے دن ہم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپؑ ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔

آپؑ نے فرمایا: حجام کو لے کر آؤ۔

میں آپؑ کے سامنے بیٹھا تھا کہ کوفہ سے تعلق رکھنے والا ایک بوڑھا آدمی آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا دستِ مبارک چومنا چاہا مگر امامؑ نے اجازت نہ دی۔

تب امامؑ نے فرمایا: آپ کون ہیں؟

کہنے لگا: میں حکم ہوں مختار بن ابوعبیدہ ثقفی کا بیٹا۔

امامؑ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور اسے جو کہ دور بیٹھا تھا اُسے اپنے ساتھ بٹھایا۔

اس نے امام سے عرض کیا: اللہ آپؑ کو خوش رکھے، لوگ میرے والد جنابِ مختارؒ کے بارے میں باتیں کرتے ہیں، لیکن خدا کی قسم آپؑ ان کے بارے میں جو رائے دیں گے وہ حق وصداقت پر مبنی ہوگی۔

امامؑ نے فرمایا: لوگ کیا کہتے ہیں؟

کہنے لگا: لوگ کہتے ہیں کہ مختارؒ جھوٹا تھا لیکن مجھے آپؑ کے فرمان پر یقین ہے۔

امامؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! خدا کی قسم میرے والدگرامی (امام زین العابدینؑ) نے مجھے بتایا تھا کہ میری والدہ گرامی کا حق مہر اُن چیزوں سے تھا جو مختارؒ نے ان کے لیے بھیجی تھیں۔ کیا یہ درست نہیں کہ مختارؒ نے ہمارے گھروں کو آباد کیا؟ ہمارے دشمنوں کو قتل کیا؟ اور ہمارے خون کا بدلہ لیا؟ اللہ تعالیٰ اُن پر رحمت نازل کرے۔

خدا کی قسم! میرے والدِ بزرگوارؑ نے مجھے بتایا کہ حضرت علیؑ کی بیٹی فاطمہؑ سے رات کو بات کرتے تھے اور میرے والدِ محترم رات کو حضرت فاطمہؑ کے لیے بستر بچھاتے اور سرھانا لاتے تھے۔

میرے والدِ گرامی نے یہ حدیث فاطمہؑ سے سنی۔ اللہ تیرے باپ پر رحمت نازل کرے اور تیرے والد کی مغفرت فرمائے کہ اس نے سب سے ہمارا چھینا ہوا حق واپس لیا، ہمارے قاتلوں سے بدلہ لے کر انہیں قتل کیا۔

دعبل خزاعی کہتے ہیں کہ آٹھویں امام حضرت علی رضاؑ نے اپنے والدِ گرامی کے ذریعہ اپنے جد گرامی امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ حضرت صادقِ آلِ محمدؐ فرماتے ہیں: ایک دن میں اپنے والدِ گرامی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی بارگاہ میں

موجود تھا کہ کچھ شیعہ آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جابرؒ بن یزید بھی ان میں موجود تھا۔ انھوں نے والدِ محترمؑ سے پوچھا: کیا آپؑ کے جد حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ پہلے اور دوسرے خلیفہ کی خلافت سے خوش تھے؟

امامؑ نے فرمایا: ہرگز نہیں۔

کہنے لگے: اگر امیر المومنین علیؑ ان کی رہبری کو نہیں مانتے تھے تو پھر خولہ (محمد حنفیہ کی والدہ) سے کیوں شادی کی؟ جبکہ وہ اُن اسیروں میں شامل تھیں جنہیں خلیفۂ اول نے اسیر کیا تھا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے جابر بن زید! حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؒ کے گھر چلے جاؤ اور کہو کہ تمہیں محمد بن علی نے بلایا ہے۔

جابر بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے جابر انصاریؒ کے گھر جا کر دروازہ کھٹکھٹایا۔

جابر بن عبداللہ انصاری نے دروازے کے پیچھے سے آواز دی۔ ٹھہرو، جابر بن یزید!

میں نے اپنے آپ سے کہا: اِسے کیسے بن دیکھے پتا چلا کہ میں جابر بن یزید ہوں جبکہ آلِ محمدؐ کے اماموں کے علاوہ کسی کو غیب کا علم نہیں؟ خدا کی قسم جب وہ باہر آئیں گے تو اُن سے پوچھوں گا۔

جیسے ہی جابر باہر آئے تو میں نے کہا: تمہیں کیسے پتا چلا کہ میں جابر بن یزید ہوں جبکہ میں دروازے سے باہر تھا اور تم گھر کے اندر تھے؟

کہنے لگا: گزشتہ رات میرے مولا امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھے بتایا تھا کہ تو آج حنفیہ کے متعلق مجھ سے پوچھو گے اور فرمایا کہ میں کل صبح اُسے تمہارے پاس بھیجوں گا اور تمہیں بلاؤں گا۔ ہم دونوں اکھٹے روانہ ہوئے اور مسجد میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جیسے ہی امامؑ نے ہمیں دیکھا ان لوگوں کی طرف دیکھ کر فرمایا: اُٹھو اور جو چاہتے ہو جابر انصاریؒ سے پوچھ لو، تا کہ اس نے جو کچھ سنا اور دیکھا

ہے، اُس سے تمہیں مطلع کردے۔

وہ کہنے لگے: اے جابر! کیا تیرا امام علیؑ بن ابی طالبؑ اپنے سے پہلے والے خلفاء کی خلافت پر راضی تھا؟ صحابیِ رسولؐ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ نے کہا: ہرگز نہیں۔

کہنے لگے: اگر اُن کی خلافت پہ ناراض تھا تو پھر امیر المومنین علیؑ نے جناب خولہ (جو کہ مسلمان عورت تھی) جسے خلیفۂ اول کے ذریعہ اسیر کیا گیا تھا، سے شادی کیوں کی؟

جابر کہنے لگے: افسوس! افسوس! میں سمجھتا تھا کہ مرتے دم تک مجھ سے کوئی ایسا سوال نہیں پوچھے گا۔ لہٰذا غور سے میرا جواب سنو۔

خلیفۂ اوّل نے خالد بن ولید کو زکوۃ وصول کرنے کے لیے قبیلہ بنی حنیفہ کی طرف بھیجا تو وہ کہنے لگے کہ پیغمبرِ اکرمؐ ہر سال کسی کو ہمارے پاس بھیجتے تھے، وہ ہمارے سرمایہ داروں سے زکوٰۃ لے کر ہمارے ہی غرباء میں تقسیم کرتے تھے...... خالد نے واپس آکر خلیفۂ اول سے کہا کہ انہوں نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کردیا ہے۔ خلیفہ نے اُسے لشکر کشی کا حکم دیا جس کے بعد خالد بن ولید نے وہاں جاکر افسوس ناک عمل انجام دیئے پھر عورتوں کو قیدی بنا کر مدینے لایا۔ (اس کے علاوہ انجام دیئے گئے جرائم کی تفصیل کتبِ تاریخ میں درج ہے)۔

تمام اسراء کو خلیفۂ اول کے پاس لایا گیا۔ خولہ حنفیہ انہی میں سے تھیں۔ جناب خولہ نے لوگوں کی طرف دیکھا اور سیدھے رسول اللہؐ کے روضۂ پاک کی جانب روانہ ہوئیں، اُن کا دل بھر آیا، فریاد کرکے زاروقطار رونے لگیں اور کہا: ''اے اللہ کے رسولؐ! آپؐ پر سلام ہو۔ آپؐ کے پاکیزہ کردار اہلِ بیتؑ پر بھی سلام ہو، یا رسول اللہؐ! تیری امت نے ہمیں نوب اور دیلم کے غلاموں کی طرح اسیر کیا ہے۔ خدا کی قسم! ہمارا جرم فقط یہ تھا کہ ہم تیرے اہلِ بیتؑ سے محبت رکھتے ہیں۔ آپؐ کے بعد نیکی کو گناہ سمجھا جاتا ہے اور گناہ کو نیکی سمجھا جارہا ہے اسی جرم میں ہمیں اسیر کیا گیا ہے۔''

اس کے بعد لوگوں کے ہجوم کی طرف دیکھ کر کہا: ہمیں کس جرم میں قیدی بنایا گیا ہے جبکہ ہم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتے ہیں؟

خلیفۂ اول نے کہا: اِس جرم میں کہ تم لوگوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کردیا تھا۔ خولہ کہنے لگیں: بالفرض ہمارے مردوں نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کیا ہو، عورتوں کا اِس میں کیا جرم ہے؟ اُس وقت خلیفہ لاجواب ہوگیا۔ اس طرح خاموش رہا جیسے اُس کے منہ میں پتھر ہو۔ اُس وقت طلحہ اور خالد خولہ کے پاس گئے اور رشتہ لینے کی غرض سے اُس پر چادر ڈال دی۔ خولہ نے کہا: میں ننگی نہیں کہ تمہاری چادر کی مجھے ضرورت ہو۔

مجمع میں سے ایک شخص نے کہا: یہ چاہتے ہیں کہ تمہارے کپڑوں میں اضافہ ہو جو کوئی زیادہ لباس لائے گا وہ ہی تجھے اسراء میں سے منتخب کرلے گا۔

خولہ نے کہا: ہرگز نہیں، خدا کی قسم! ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔ میرا وارث اور شوہر فقط وہ شخصیت ہوسکتی ہے کہ جو کچھ میں نے وقت ولادت کہا تھا اُس کے متعلق بتادے۔

سب لوگ خاموش ہوگئے، ہر ایک دوسرے کو دیکھنے لگا۔ وہ حیرت میں ڈوب گئے۔ خولہ کی یہ بات سن کر اُن کی عقل حیران اور زبانیں گونگی ہوگئیں۔ لوگ اُس کی باتوں سے وحشت اور ہیبت میں ڈوب گئے۔ اُس موقعہ پر حضرت ابوبکر نے خاموشی کو توڑا اور کہنے لگا: کیوں ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہے ہو؟ زبیر نے کہا: خولہ کی باتوں کے سبب۔

خلیفۂ اوّل کہنے لگا: اِس میں کون سی بات ہے کہ جس نے تمہارے منہ بند کردیئے ہیں؟ یہ اپنی قوم کے سردار کی بیٹی ہے، اسے ان باتوں کی عادت نہیں اور اِس نے کبھی ایسی محفل نہیں دیکھی یقیناً خوف اور وحشت میں مبتلا ہوکر وہ ایسی باتیں کررہی ہے۔

خولہ نے کہا: تو نے ایسی بات کہی جس سے تیرا مقصد حاصل نہیں ہوا۔ خدا کی قسم! مجھے کوئی خوف یا وحشت نہیں ہے میں نے جو کچھ کہا وہ حق و سچ پر مبنی ہے اور میری

زبان پر دوٹوک حقیقت بیان ہوئی۔ اس روضۂ پاک کے مالکؑ کی قسم! میں نے کوئی جھوٹ نہیں بولا۔

خولہ خاموش ہوئیں، طلحہ اور خالد نے اپنی چادریں اُٹھالیں۔ خولہ مجلس کے کونے میں جا کر بیٹھ گئیں۔ اُس وقت حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ داخل ہوئے۔ لوگوں نے مولا علیؑ کے لیے ان کا واقعہ بیان کیا۔

امام علیؑ نے فرمایا: وہ جو کچھ کہہ رہی ہے وہ سچ ہے، پھر آپؑ نے اُن کی ولادت کا واقعہ بیان کر دیا اور جو کچھ خولہ نے ولادت کے وقت کہا تھا وہ بھی بتا کر فرمایا: یہ سب باتیں ایک تختی پر تحریر شدہ ہیں کہ جو اِن کے پاس موجود ہے۔

خولہ نے حضرت علیؑ کی باتیں سن کر وہ تختی باہر نکالی اور لوگوں کو دی۔ لوگوں نے دیکھا کسی کمی بیشی کے بغیر اُس میں وہی کچھ درج تھا جسے امام علیؑ نے بیان فرمایا تھا۔

خلیفۂ اوّل نے حضرت علیؑ سے کہا: اے ابوالحسنؑ! اسے لے جاؤ کہ اللہ اسے تمہارے لیے مبارک قرار دے۔

اُس وقت حضرت سلمان فارسیؓ نے کھڑے ہو کر کہا: خدا کی قسم، کسی کا علیؑ کی ذات پر کوئی احسان نہیں ہے بلکہ لوگوں پر اللہ، اُس کے رسولؐ اور امیر المومنین علیؑ کا احسان ہے۔ خدا کی قسم! علیؑ اس سبب سے رسولؐ کے وارث بنے کہ ان کے پاس واضح معجزات، غالب آنے والا علم اور ایسے فضائل وصفات ہیں کہ جس کے آگے تمام لوگ ناتواں ہیں۔

پھر حضرت مقدادؓ کہنے لگے: اِن لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر راہِ ہدایت کو ظاہر کیا ہے، لیکن انہوں نے اسے چھوڑ کر تاریک راستوں کا انتخاب کیا ہے۔ کوئی گروہ ایسا نہیں کہ جن کے آگے اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین علیؑ کی عظمت و امامت کے دلائل اور برھان بیان نہ کیے ہوں۔

اُس وقت رسولؐ اللہ کے بزرگوار صحابی حضرت ابوذر غفاریؓ کہنے لگے: اِن پر تعجب ہے جو حق و صداقت سے دشمنی رکھتے ہیں جبکہ وہ خود ان کے بیان کے ہر وقت منتظر رہتے ہیں۔ اے لوگو! یقیناً عظیم لوگوں کی عظمت تم پر واضح ہو گئی۔

پھر خلیفہ سے کہنے لگے: اے فلانی! کیا حقداروں کو حق دیتے ہوئے ان پر احسان جتاتے ہو جبکہ جو کچھ تمہارے پاس ہے یہ سب انہی کا حق ہے اور یہ اُس پہ زیادہ حق رکھتے ہیں؟

تب حضرت عمار یاسرؓ کہنے لگے: لوگو! تمہیں خدا کی قسم! کیا ہم سب رسولؐ اللہ کے زمانے میں حضرت علیؑ کو امیر المومنین کہہ کر سلام نہیں کرتے تھے؟

اِس موقعہ پر حضرت عمر نے ان کی بات کو کاٹا۔ حضرت ابوبکر کھڑے ہو گئے اور مجلس سے باہر نکل گئے۔

حضرت علیؑ نے جنابِ خولہ کو اسماء بنتِ عمیس کے گھر بھجوا دیا اور انہیں پیغام دیا کہ اس خاتون کو عزت و احترام سے گھر میں ٹھہراؤ۔

خولہ جنابِ اسماء کے گھر میں رہنے لگیں یہاں تک کہ اُن کے بھائی آئے تو امام علیؑ نے جنابِ خولہ سے شادی کر لی۔ یہ واقعہ امیر المومنین علیؑ کے بیکراں علم و دانش پر بہترین دلیل ہے اور اُن لوگوں کے فساد پر کہ انہوں نے اُسے بغیر شرعی دلیل کے اسیر بنایا تھا۔ حقیقت میں امام علیؑ نے اُسے اپنی کنیز نہیں بلکہ عقدِ نکاح کے ذریعہ گھر میں رکھا۔ جب بات یہاں تک پہنچی تو ان لوگوں نے حضرت جابر انصاریؓ سے عرض کیا:

اے جابر! اللہ تعالیٰ تجھے آتشِ جہنم سے محفوظ رکھے، جس طرح آپؓ نے ہمیں شک و تردد سے نجات دلا دی۔

سوال: جابر بن یزید جعفیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: امیر المومنین علیؑ کو کہاں دفن کیا گیا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: آپؑ کو طلوعِ فجر سے پہلے ''غریبین'' کے مقام پر دفن کیا گیا۔ آپؑ کے فرزندوں میں سے امام حسنؑ، امام حسینؑ اور محمد حنفیہؓ نے عبداللہ جعفرؓ کے ہمراہ قبر میں اُتارا۔

سوال: اسحاق بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: وقتِ شہادت حضرت علیؑ کتنے سال کے تھے؟

جواب: آپؑ نے فرمایا: 63 سال۔

سوال: میں نے عرض کیا: آپؑ کا حلیہ مبارک کیسا تھا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: آپؑ کا چہرہ گندمی تھا۔ آنکھیں بڑی اور پیٹ مبارک پر بال نہیں تھے۔

سوال: میں نے عرض کیا: قد بلند تھا یا چھوٹا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: میانہ چھوٹے سے نزدیک۔

سوال: میں نے عرض کیا: آپؑ کی کنیت کیا تھی؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: ابوالحسنؑ

سوال: میں نے عرض کیا: آپؑ کہاں دفن ہوئے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: رات کو کوفہ میں دفن کیے گئے اور آثارِ قبر کو مخفی رکھا گیا۔

سوال: ابوبصیر کہتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: امیر المومنین علیؑ کی قبرِ مبارک کہاں ہے؟ کیوں لوگوں کے درمیان آپؑ کے مقامِ قبر کے متعلق اختلاف ہے؟

جواب: آپ حضرت نوح علیہ السلام کے باپ کی قبر کے نزدیک دفن کیے گئے ہیں۔

سوال: قربان جاؤں آپؑ کو کس نے دفن کیا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: رسول اللہؐ نے کرام کاتبین کے ہمراہ روح و ریحان کے ساتھ قبر میں اُتارا۔

سوال: عبدالرحیم قیصر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے امیر المومنین حضرت علیؑ کی قبر کے متعلق پوچھا۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: امیر المومنین حضرت علیؑ کو حضرت نوحؑ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

سوال: میں نے عرض کیا: کون سے نوحؑ؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: نوحؑ اللہ کے عظیم الشان پیغمبر۔

سوال: میں نے عرض کیا: یہ کیسے ہوا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: بے شک امیر المومنین حضرت علیؑ سچے تھے، اللہ نے اُن کی قبر مبارک ایک سچے پیغمبرؑ کے پہلو میں قرار دی۔

اے عبدالرحیم! بے شک رسولؐ اللہ نے ہمیں (امام علیؑ) کی وفات اور مقامِ دفن کے متعلق بتا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب وہی حنوط نازل کیا جو آپؑ کے بھائی رسول اللہؐ کے لیے بھیجا تھا اور انہیں بتایا کہ ملائکہ آپؑ کی قبر پر اُتریں گے۔

حضرت امیر المومنین علیؑ نے اپنی وصیت میں دونوں بیٹوں امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے فرمایا: جب میں اس دنیا سے چلا جاؤں تو مجھے غسل دے کر حنوط دینا اور رات کی تاریکی میں خفیہ طور پر میرا تابوت اُٹھانا۔ میرے فرزندو! تم تابوت کا پچھلا حصہ اُٹھانا، کیونکہ آگے سے کوئی اور اُٹھانے والے ہوں گے۔ جب تابوت کا اگلا حصہ زمین پہ رکھا جائے تو تم اس کا پچھلا حصہ زمین پہ رکھ دینا۔ مجھے اس قبر میں اُتار دینا جہاں تابوت فٹ آ جائے۔ مجھے رات کی تاریکی میں اُن لوگوں کی مدد سے دفن کر کے میری قبر کو زمین سے ہموار کر دینا۔

ابوبصیر کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ایک صحابی میرے پاس آیا اور کہنے لگا: خدا کی قسم تم پر ہرگز امام محمد باقر علیہ السلام کو نہ دیکھ سکو گے۔

میں نے فوراً ایک خط لیا اور کچھ لوگوں کو اس بات کا گواہ بنایا۔ اس خط میں لکھا

کہ سوائے موسمِ حج کے۔

میں مدینے کی جانب روانہ ہوا اور امام محمد باقر علیہ السلام کے گھر پہنچ کر داخل ہونے کی اجازت چاہی۔ آپؑ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا: ابوبصیر! کیا ہوا؟

میں نے عرض کیا: قربان جاؤں، فلاں شخص نے مجھے کہا تھا کہ خدا کی قسم تم کبھی امام محمد باقر علیہ السلام کو نہیں دیکھو گے۔

سوال: حلبی نے حضرت امام محمد صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ کچھ لوگوں نے محمد امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں آ کر سوال کیا: امام کی کیا نشانی ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: بہت بڑی ہے، جب بھی امامؑ کی خدمت میں پہنچو تو ان کا احترام کرو، اُن کی عظمت کو مدِ نظر رکھو اور اُن کے فرمان پر ایمان رکھو اور اس پر ضروری ہے کہ وہ تمہاری ہدایت کرے۔ امامؑ کی ایک نشانی یہ ہے کہ جو کوئی بھی ان کی بارگاہ میں ہو گا ان کی ہیبت اور جلال کے باعث اُن کی آنکھوں میں آنکھیں ملا کر بات نہیں کر سکتا، کیونکہ رسول اللہؐ اس طرح تھے اور امام بھی اس طرح ہوتا ہے۔

سوال: کہنے لگے: کیا امام اپنے شیعوں کو پہچانتے ہیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! جب دیکھے گا تو پہچانے گا۔

سوال: کہنے لگے: کیا ہم آپؑ کے شیعہ ہیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جی ہاں، تم بس۔

سوال: عرض کرنے لگے: اس کی کیا دلیل ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: چاہو تو تم سب کے نام، والد اور قبیلے کے نام کے ساتھ بتا دوں۔

عرض کرنے لگے: بتا دیجئے۔ امامؑ نے سب تفصیل بیان کر دی۔

کہنے لگے: آپؑ نے صحیح فرمایا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: کیا تمہیں بتاؤں کہ تم لوگ کیا پوچھنے آئے تھے؟ تمہیں اس آیۂ

کریمہ کی تفسیر پوچھنی تھی:

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝

"پاکیزہ درخت کی طرح کہ جس کی جڑیں ثابت ہوں اور اس کی شاخیں آسمان پر ہیں اپنے رب کے حکم سے۔" (سورہ:14، ابراہیم، آیت:24)

امامؑ نے فرمایا: وہ پاکیزہ درخت ہم ہیں اپنے شیعوں میں سے جسے چاہتے ہیں اپنے علم میں سے عطا کرتے ہیں۔

تب فرمایا: کیا تم لوگ مطمئن ہو گئے؟

سب نے عرض کیا: مولاؑ! ہم تو اس کم پر بھی مطمئن تھے۔

حلبی کی حدیث میں ہے کہ کچھ لوگ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امامؑ کی نشانی اور علامت پوچھی۔ آپؑ نے اُن کے نام بتائے اور یہ بھی فرمایا کہ وہ کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا کہ تم لوگ اس آیتِ کریمہ کے متعلق پوچھنا چاہتے تھے:

كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا ط

"اُس پاکیزہ درخت کی طرح کہ جس کی اصل ثابت ہے اور اس کی شاخ آسمان پر ہو اپنے رب کے حکم سے۔" (سورہ:14، ابراہیم، آیت:24-25)

کہنے لگے: آپؑ نے صحیح فرمایا، اسی آیہ کے متعلق پوچھنا چاہتے تھے۔

امامؑ نے فرمایا: ہم وہی پاکیزہ درخت ہیں کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کی بنیاد مضبوط اور شاخیں آسمان پر ہیں اور ہم ہی ہیں جو اپنے شیعوں کو علم میں سے جو چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں۔

حمران بن ایمن کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت

میں عرض کیا: میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ جب تک آپؑ میرے اس سوال کا جواب نہ دیں گے میں مدینہ سے باہر نہیں جاؤں گا۔

امامؑ نے فرمایا: پوچھیے۔

سوال: عرض کیا: مولا! کیا میں آپ کا شیعہ ہوں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جی ہاں! دنیا اور آخرت میں تم ہمارے شیعہ ہو۔

منہال بن عمر کہتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے داخل ہو کر سلام کیا۔ امامؑ نے جواب دیا۔ یہ شخص کہنے لگا: آپؑ کیسے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: شاید کوئی ایسا وقت آئے کہ تمہیں معلوم ہو کہ ہمارا کیا حال ہے؟ اس امت میں ہماری مثال قوم بنی اسرائیل کی طرح ہے کہ جو فرعونیوں کے ہاتھوں مصیبتوں میں مبتلا تھے، ان کے بیٹوں کو ذبح کرتے اور بیٹیوں کو زندہ چھوڑتے تھے، اس طرح یہ امت والے بھی ہمارے بیٹوں کو قتل کرتے ہیں اور بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتے ہیں۔

عرب اس لیے اپنے آپ کو پوری دنیا سے بہتر اور افضل سمجھتے ہیں کہ حضرت محمدؐ اُس قوم سے تھے۔ قریش کو بھی باقی عرب قوم سے اعلیٰ و برتر ہونے کا اس بنا پر دعویٰ ہے کہ حضرت محمدؐ عرب کے اُس قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اگر ان کا دعویٰ درست ہو تو پھر ہم جو آپؐ کے فرزند ہیں اور ان کے اہلِ بیتؑ و خاندان سے تعلق رکھتے ہیں تو پھر ہم سب لوگوں سے افضل ہیں اور کوئی شخص اِس فضیلت میں ہمارے ساتھ شریک نہیں۔

اس شخص نے عرض کیا: خدا کی قسم! میں آپ اہلِ بیتؑ سے محبت رکھتا ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: لہٰذا تمہیں اپنی جلد کو مصیبتوں کے لیے تیار رکھنا چاہیے۔ خدا کی قسم بلاؤ مصیبت ہمارے شیعوں کے لیے کوہستان میں سیلاب جاری ہونے سے زیادہ آسان ہے۔ مصیبت کا آغاز ہم سے ہو کر تمہاری طرف بڑھے گا۔ نعمت اور آسانی کا آغاز بھی ہم سے ہوگا پھر وہ نعمت تمہیں ملے گی۔

سوال: جابر جعفیؒ کہتے ہیں: امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جمعہ کا یہ نام کس بنا پر رکھا گیا؟ میں نے عرض کیا: قربان جاؤں، اس کا سبب بیان فرمائیے۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: کیا نہیں چاہتے کہ تمہیں اس کی تاویل اور تفسیر اعظم بتاؤں؟

میں نے عرض کیا: کیوں نہیں، اے فرزند رسول اللہؐ! آپ بیان فرمائیے۔

امامؑ نے فرمایا: جابر اس دن کو جمعہ اس لیے کہا گیا کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کے اول و آخر کو اور جو کچھ آپ نے خلق فرمایا ہے جن وانس اور آسمان و زمین کی سب مخلوق، دریا، سمندر، بہشت، جہنم سبھی کو مقامِ میثاق پر جمع کر کے ان سے اپنی ربوبیت حضرت محمدؐ کی نبوت اور مولا علیؑ کی ولایت کا عہد و پیمان لیا۔ اسی روز اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان سے فرمایا:

ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا ط قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ○

"بن جاؤ چاہے اطاعت اور خوشی سے چاہے مجبوری اور کراہت سے۔"

(سورہ: 41، فصلت/حم السجدہ، آیت: 11)

تو زمین و آسمان نے کہا: ہم اطاعت و فرمانبرداری سے وجود میں آتے ہیں۔ لہٰذا اس دن کا نام جمعہ رکھا گیا، کیونکہ اس دن اول سے لے کر آخر تک پوری کائنات کو جمع کیا گیا۔ پھر ارشاد رب العزت ہوا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ

"اے ایمان والو! جب تمہیں جمعہ کے دن نماز کے لیے پکارا جائے۔"

(سورہ: 62، جمعہ، آیت: 9)

یہ وہی دن ہے کہ جس دن میثاق کے لیے تمہیں جمع کیا گیا تھا اور نماز سے مراد امیر المومنین علیؑ کی ذات گرامی ہے یعنی ولایت اور یہ ولایتِ کبریٰ ہے۔ اسی دن انبیائے کرام، رسل، ملائکہ اور اللہ کی تمام مخلوق، جن وانس، آسمان و زمین اور مومنین امیر المومنین علیؑ ہیں اور "خرید و فروخت چھوڑ دو" یعنی پہلے کو اور یہ یعنی امیر المومنین علیؑ

کی بیعت اور آپؐ کی ولایت تمہارے لیے بہتر ہے۔

اور جب نماز ختم ہو جائے یعنی امیر المومنین علیؑ کی بیعت مکمل ہو تو ''پھر زمین میں پھیل جاؤ۔'' یہاں زمین سے مراد اللہ کے اوصیاء ہیں کہ جن کی ولایت اور اطاعت کا خدا نے حکم دیا ہے۔ جس طرح سے پیغمبرِ اکرمؐ اور امام علیؑ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے ان کا نام بیان کرنے کی بجائے لفظ کو بطورِ کنایہ استعمال کیا ہے۔

امامؑ نے فرمایا: ''اور اللہ کا فضل طلب کرو۔''

سوال: جابر نے عرض کیا: مولاؑ! یہاں ''اور اللہ کے فضل میں سے طلب کرو'' ہے۔

جواب: امامؑ نے فرمایا: تبدیلی ہوئی ہے۔ اصل میں یوں ہی تھا کہ ''اللہ کا فضل طلب کرو، اوصیاء پر اللہ کو زیادہ یاد رکھو، تاکہ کامیاب ہو جاؤ۔''

یہاں سے اللہ تعالیٰ حضرت محمدؐ سے مخاطب ہے۔ فرمایا: اے محمدؐ! جس وقت شکی مزاج منکر تجارت یعنی پہلے کو دیکھتے ہیں یا لہو ولعب یعنی دوسرے کو دیکھتے ہیں تو اس کی طرف چلے جاتے ہیں اور تجھے علیؑ کے ساتھ اکیلا چھوڑ دیتے ہیں اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے یعنی علیؑ اور اوصیاء کی ولایت، یہ لہو ولعب اور تجارت سے بہتر ہے صاحبانِ تقویٰ کے لیے۔ یہاں متقین سے مراد تم لوگ ہو اور اللہ بہترین رزق و روزی دینے والا ہے۔

سوال: حمران بن ایمن کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ لوگوں کا کہنا ہے کہ جناب ام سلمہؓ کو ایک مہر شدہ صحیفہ دیا گیا تھا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: پیغمبرِ اکرمؐ کی وفات کے بعد امام علیؑ آپؐ کے علم واسلحہ وغیرہ کے وارث بنے جو آپؐ کے بعد امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو ملا۔ جب امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو خطرہ محسوس ہوا کہ شاید تفتیش اور تلاشی ہوگی تو یہ امانتاً جناب ام سلمہؓ کے سپرد کیا۔

سوال: میں نے عرض کیا: کیا اس کے بعد جناب ام سلمہؓ سے لے کر آپؐ کے والدِ بزرگوار امام علی زین العابدینؑ اور پھر آپؐ کے حوالے کیا گیا؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: جی ہاں!

حمران کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے حضور فرقہ کیسانیہ اور کیوں حضرت محمد بن حنفیہ سے متعلق ان کے عقیدے پر گفتگو ہوئی۔

امامؑ نے فرمایا: کیوں نہیں بتاتے کہ رسولؐ اللہ کا اسلحہ کس کے پاس ہے؟ اور آپؐ کی تلاوت کے دونوں جانب کون سی نشانی ہے اگر یہ لوگ جانتے ہیں؟

پھر فرمایا: محمد حنفیہ بن علیؑ کو کبھی وصیت نامہ یا اُس کے کسی خاص حصے کی ضرورت پیش آتی تھی تو وہ کسی شخص کو امام علی زین العابدینؑ کی خدمت میں بھیجتے تھے اور وصیت نامے سے نسخہ (کاپی) بناتے تھے۔

دوسری روایت میں اس تفصیل کے بعد یہ اضافہ ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: مجھے پسند نہیں ہے کہ میں اپنے چچازاد بھائی کی مخالفت کروں۔

علامہ مجلسیؒ کہتے ہیں: محمد بن علیؑ سے مراد ابنِ حنفیہ ہیں، کیسانی جناب مختارؒ کے دوست تھے کہ جن کو محمد بن حنفیہ کی امامت کا عقیدہ تھا۔

امامؑ نے فرمایا: اگر وہ امامِ برحق ہوتے تو امیر المومنین علیؑ یا رسولؐ اللہ کی وصیت اُن کے پاس ہوتی اور وہ امام سجادؑ کے محتاج نہ ہوتے۔

سوال: ابو الیسع کہتے ہیں کہ حمران بن اعین نے حضرت امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: قربان جاؤں ہمیں بتایا گیا ہے کہ آپؐ پر فرشتے نازل ہوتے ہیں؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم، بے شک فرشتے ہم پر نازل ہوتے ہیں اور ہمارے گھروں کے فرش پر پھرتے ہیں۔ کیا تو نے قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھی:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○

''بے شک جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر ثابت قدم رہے ان پر ملائکہ نازل ہوتے ہیں کہ ڈرو نہیں اور غم نہ کرو۔ تمہیں ایسی جنت کی خوشخبری ہو کہ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔'' (سورہ: 41، فصلت/حم السجدہ، آیت: 30)

ابو بکر حضرمی کہتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: سب لوگ دین سے پھر کر مرتد ہوئے سوائے تین کے یعنی سلمانؓ، ابوذرؓ اور مقدادؓ کے۔

سوال: میں نے عرض کیا: عمار یاسرؓ کے متعلق کیا خیال ہے؟

جواب: امامؑ نے فرمایا: پہلے شک و تردد میں مبتلا ہوا پھر اہلِ بیتؑ کی جانب واپس ہوا۔ اگر ایسی شخصیت کو جاننا چاہو جو ایک لمحے کے لیے بھی شک میں مبتلا نہ ہوا اور ہمیشہ یقین کی منزل پر فائز رہا ہو تو وہ مقدادؓ ہیں۔

جبکہ سلمانؓ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ''اسم اعظم'' تو بے شک امیر المومنین علیؑ ہی کے پاس ہے۔ اگر اس اسمِ اعظم کے ذریعہ گفتگو کریں تو زمین انہیں پکڑ لے گی۔ وہ برابر اسی سوچ میں رہا لہٰذا اُس کے دل میں شک آ گیا تو اس کی گردن میں درد ہوا اور گردن ٹوٹنے جیسا درد ہونے لگا۔ ایک دن مولا علیؑ اُس کے پاس سے گذرے تو فرمایا: اے ابا عبداللہ سلمان! یہ درد اور تکلیف اُس شک کے سبب ہے لہٰذا بیعت کرو تو سلمان فارسیؓ نے بیعت کر لی۔

جبکہ حضرت ابوذر غفاریؓ کو امیر المومنین علیؑ نے خاموش رہنے کا حکم دیا تھا لیکن اُس کے لیے ناممکن تھا کہ وہ خدا کی راہ میں ملامت گروں کی ملازمت پر خاموش رہے لہٰذا اُس نے تنقیدی گفتگو کی اور حضرت عثمان وہاں سے گذرے (اور حضرت ابوذرؓ کو مدینہ سے جلا وطن کیا)۔ پھر لوگ اہلِ بیتؑ کے پاس واپس آنے لگے۔ سب سے پہلے جنہوں نے آلِ رسولؐ کی طرف رجوع کیا وہ ابو ساسان انصاری، ابو عمر اور شتیرہ تھے جن کی تعداد مجموعاً سات افراد تھی۔ امیر المومنین علیؑ کے حق کو ان سات بزرگوں کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا۔